بہ صناعی مکین مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دیوان امیر
معروف بہ اسم تاریخی
مرآۃ الغیب
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا
باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
سنہ ۱۹۲۷ء

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
۱۹۲۴ء

التماس۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے جسکی فہرست ہر شائق کو چھاپہ خانے سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ سے شائقان صلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب کلیات و دواوین اُردو کتب کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات و دواوین اُردو		مرزا رفیع السودا	عہ/
کلیات انشاء اللہ خان۔ بہ نتیجۂ طبع		کلیات انوری کامل فارسی	۶
شاعر نامی میر انشاء اللہ خان	۳/	کلیات تراب۔ مجموعہ جس مین چند	۹/
انتخاب کلیات ظفر۔	۸/	کتاب ہین ۱۔ دیوان ۲۔ مثنوی عاشق صنم	
کلیات نعتیہ مجید۔	۵/	۳۔ ثمریان ۴۔ شجرۂ قادریہ	۵/
کلیات غلام امام شہید	۳/	کلیات ناسخ۔ طبعزاد مشہور نامی	
دیوان وقار۔	۱۰/	شیخ امام بخش ناسخ معاصر آتش لکھنوی	عہ/
کلیات صفدر۔	۳/	کلیات تسلیم جس کا نام تاریخی نظم ارجمند	
بہارستان اشعار	۳/	ہے نتیجۂ خوش فکری زبان دریابد خیال	
دیوان میر حسن	۸/	منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی	عہ/
گلدستہ حفیظ اللہ خان	۳/	کلیات میر تقی۔ استاد مسلم الثبوت کا	عہ/
کلیات صنعت۔	۱۲/	کلیات ظفر۔ کلام الملک ملک الکلام	
کلیات سودا قصائد و مثنویات و		چار جلد مین ۱۔ جلد اول و دوم یکجائی	
دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا		جلد سوم و چہارم یکجائی۔	۳/

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلائق کے برآئے مطلب
بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے دو دانش و فہم
بحث اِک بات کی دونون مین پڑی ہے ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضرِ بزم
حاضرِ بزم ہوئے وہ تو ہوا یہ ایما
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہے فلک جاہ خردمند ذکی
نام ہے کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اُسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہو ناممکن
کیسے کیسے نہین گذرے ہین جہان مین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کس کو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چار سو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہے کہ ان سب سے ہے بڑھ کر کوئی
یہ کہتا ہون مین دعوی مین ہون اپنے صادق
حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہوے لعل فشان کھل گئے ابوابِ کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش امم
درِ دولت پہ ہے ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ ہم گتھ گئے ہین صورتِ خطِ توام
دیکھین کیا کہتے ہین خود دونون مین ہم ہونگے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانانِ زمانہ رؤسائے عالم
صاحبِ علم و ہنر معدنِ اخلاق و کرم
جسکے خدّام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہے وہ یکتائے زمانہ سرِ اقدس کی قسم
پیشِ انصاف گزین حق کا چھپانا ہے ستم
بلکہ مارا رہِ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہے خدا کا نہین خالی عالم
خواجگانِ عربستان و صنادیدِ عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہی عَلم
حکم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرتِ جم
شش جہت پر ہے عیان سب سے جری تھا رستم
زعم باطل ہے فقط مانتے ہین کب اِسے ہم
ہین دلائل جو ہون گوشِ شنوا گوشِ صمم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم و اقبالہم مشتمل بر مناظرۂ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم
دائرے طبل کی صورت ہین الف شکل علم

ہین جو یہ عرصۂ کاغذ پہ حروف و حرکات
یہی لشکر ہی یہی فوج یہی خیل و خدم

ہو فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہی ندیم
وزرا مثل سرود بدیع و جاہ و حشم

منتخب ہین جو مضامین تو معانی ہین لطیف
ہین وہی گنج و خزائن وہی دینار و درم

اہل دفتر نے ہو کی کھول کے بستو کو نشست
گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

کبھی منصب کبھی تقسیم ہین دین جاگیرین
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوئے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
ہر دہا تھا جو ادب کا وہ پکارا بہیم

روبرو خسرو جمجاہ فلک فر کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل
مسند حکم ہوئی مطلع انوار قدم

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
یہ پڑجائے صفِ فوج عدو مین بھاگڑ
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکرِ نبرد
جام جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سُن کے دانش نے کہا خوب کہان تجھکو تمیز
فرض کردم کہ مہیّا ہون سب اسباب نشاط
یہ ہی مین جو نہوا اسکو مہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگونمین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن شکِ چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت و حسین ماہ جبین پیش نظر
کبک و طاؤس کی رفتار تو یہ جیتے کی کمر
قصِ وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤس فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان
طرح مین وضع مین ترجیح مین ایجادون مین
م کی اسمین بھی تو بولا مجبور
نادر کا فلاطون کی ہی حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہے
آنکھین کس کی نہین نادر نے نکالین بیجرم
کس کی گردن یہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سرِ میدان جو ڈکارے صفتِ شیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کسنے آراستہ کی بزم طرب صورتِ جم
جس سے تھا پیش نظر آئینہ حالِ عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و می و اصوات نغم
لذّتِ سامعۂ و ذائقہ و قوّتِ شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شمیم
زیورون مین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف رسا آئے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوئے غزالان حرم
کان انکے بھی اکڑے وہ مزامیر نغم
راز کونین سے آگاہ یہان دل ہر دم
متاخر ہین سراسر قدما سے اقدم
خیر قائل ہون پر اے فارق انوار و ظلم
فرق انکا بھی سُنون کون سوا کون ہے کم
لائق مدح ہے ممدوح وہ ہین قابل ذم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سرمۂ روشنیِ چشم ہے یان خاک قدم
گردنین سیکڑون احسان سے اسکے ہین خم

کچھ یہ سنتا نہین انکار پہ باندھے ہے کمر
ہو گیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہے کلام
فی البدیہہ لئے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل رسولؐ
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
ہنس کے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ ہی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا ذبح
میرے ممدوح کی کشور نہ خزائن کی ہی حد
تینے سائل تھے قبیلے مین بنی طے کے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحب زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
نس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اس کا
سن کے اس بات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سائل
میرے ممدوح کی جرأت تھی بھلا اسمین کہان

گفتگو سے طرفین آپ سنین ہو کے حکم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نعم
نام کسریٰ کا ہی انصاف و عدالت مین علم
پایہ بے آب بھی پاتا ہے کہین رتبۂ یم
عدل کسریٰ مین ضلالت کے طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہے یم جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اسمین جتنے ہون میسر اسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہے خلائق کا نہ ہے جود و کرم
جمع اسکے در دولت پہ ہے سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہین اسکے گدا اک حاتم
نطق ہو بند تو منھ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرأت رستم ہے عرب تا بہ عجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنایا رستم
رعب سے اسکے صفین ہوتی ہین درہم برہم

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا سرِ سیم
درمیان مین جو نہوتا قدم اے کرم

ق
وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہِ عدم

صور سے کہدے تو وہ بھول بھلیاں بجائے
کہ بھٹکتا ہی پھرے اُسمین سرافیل کا دم

فیض سے اُسکے وہ کرتے ہین دوشالے تقسیم
کملیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین موے غنم

قہرِ رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اُسکا ہے
آنکھ دکھلائے جسے اُسکا ہو دم عین عدم

صرصرِ قہر چلے اُس کی تو ہستی کیسی
چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت خیم

ق
سودخورہ ہے عدو کیون نہ زمین پر لوٹے
عادم ہضم غذا ہے سبب درد شکم

عہد مین اُسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہے سزا
کہ ستم ہے حق معشوق مین عاشق پہ ستم

اثر اُلٹا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون
پڑھ کے لیلی جو کرے سورۂ جن قیس پہ دم

بت پرستی کا مٹا عہد مین اُسکے یہ رواج
قابل حد ہوئے اطفال بھی کھیلے جو صنم

بسکہ پابند شریعت ہی وہ مقبول خدا
اسقدر کی ہے شریعت کی بناِ مستحکم

کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا
سرحد شرع سے باہر نہین پڑتا ہی قدم

آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو
غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم

تم سے ہوتی ہیں شب و روز نمازین جو قضا
دیکھو ماتم مین انھین کے ہین سیہ پوش حرم

ق
اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونقِ دین
بند دروازۂ بتخانہ ہے وا بابِ حرم

ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے
سجدہ گاہین وہ بناتے جو بگڑتے بھی صنم

تن پہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ
خود ہے مشعلۂ طور زرہ رختِ حرم

ہے سپر پشت مبارک پہ کہ حمزہؓ کی سپر
ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دودم

حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دمِ جنگ
باندھ کر چُست کمر کھینچ کے شمشیر دودم

کھیت کشتون کا نہ طیار بھی ہونے پائے
ہو چکے تیغ و قضا مین برضا بیع سلم

تھا سیہ رو جو عدو اُسکو کیا خون مین تر
کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

اور حکمت مین فلاطون کا ہے کیا ذکر کہ وہ — بٹھکر خم مین ہوا راہی اقلیم عدم
یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب — پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہو اعظم
طرفہ حکمت کہ نبی کا بھی وہ قائل نہوا — دل صفا سے ہو یہان مطلع انوار قدم
کفر و ایمان مین بڑا فرق ہو لازم ہے تمیز — وہ اگر ہمیمہ دو رخ تو یہ ہے سرو ارم
جب سُنے ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال — خم کیا سر کو لیے دوڑنے کے دانش کے قدم
چشم الطاف سے دانش نے بھی کی اُسپہ نظر — پھر تفہیم کہا سُن کہ تو ہے نیک شیم
یہ تو تھے تیرے سوالات کے اے وہم جواب — وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم
علم مین حلم مین اشفاق مین دانائی مین — ایک ہی فرد ہے یکتا ہے وہ فخر عالم
ہر سحر مشغلۂ فریادرسی دادرسی — میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم
جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر مہمان — کیمیا کرتی ہے اُنکو نظر فیض شیم
اس جگہ چاہیئے موزون ہون کئی مطلع صاف — گھر مین بیتون کے لگین آئنے فرق آدم

مطلع

وقت رفتار ہے زرریز عجب فیض قدم — نقش پا راہ مین بچھاتے ہین دینار و درم
در دولت کی وہ عظمت ہے کہ جسسے ہر دم — لو لگائے ہوئے ہے لام ہو یا دال قسم
تنگدل وہ ہے عدو نام جو اُسکا ہو رقم — ساحت لوح سے مٹے کہ ہو میدان قلم
چشمۂ فیض سے اسکے جو شجر ہون سیراب — عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم
دلمین وہ سخت دلونکے بھی جگہ کرتا ہے — سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم
ہے تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب — کسر نفس اُسکو نہ کس طرح کرے فتح سے ضم
عفو ایسا کہ خطاکار سے بھی ہے اغماض — صاف پی جائے جو کھائے کوئی جھوٹی بھی قسم
زائر در جو رہ شوق مین ہوتے ہین دوان — حسرت آنکھون کو یہ ہوتی ہے ہوئے ہم نہ قدم
بینیِ دولت والا نے یہ پامال کیا — کہین ڈھونڈے سے نہین ملتا ہے نشان سر کم

مطلع

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا ۔ کرلیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ

لو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح ۔ وہ سمے صاف نہین نام کو جسمین تلچھٹ

شب دوشنبہ جو لی خواب مین مین نے کروٹ ۔ آئی اک حور لقا پاس الٹ کر گھونگھٹ

کچھ عجب فتنہ کہ اسکی جو نظر جائے پلٹ ۔ ساتھ ہی چرخ پھرے لے یہ زمانہ کروٹ

شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت ۔ شوخ عیار غضب قہر چھلاوا انٹ کھٹ

رحم دکھلائے جو منھ دور سے پھر جائے نگاہ ۔ شرم آجائے تو آنکھین کہین چل دور ہو ہٹ

گر پڑے جان پہ زیور کی چمک سے بجلی ۔ کھینچ لے دل کو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ

وہ نگاہین غضب آلودہ وہ مژگان کی صفین ۔ لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے

لے کے انجم کا جو لشکر اتر آئے مریخ ۔ کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان چھٹ پٹ

پختہ کار اسکو جو دیکھین طمع خام کرین ۔ ثمر بیش رس حسن مین وہ گدراہٹ

طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت ۔ دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ

آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر حد سے بڑھے ۔ توسن ناز کو یوئی سے وہ پھینکے سرپٹ

مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ ۔ بے چھوے گاہ لجالو کی طرح جائے سمٹ

پتلیان آنکھونکی در پردہ اشارون سے کہین ۔ ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہان کا گھونگھٹ

مانگ سے مانگ دکھا کر کبھی عشاق کے دل ۔ باندھے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ

رخ و گیسو یہ مرے اتنے مسلمان ہندو ۔ مقبرے ہو گئے تعمیر پھرے سب مرگھٹ

فتنہ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ ۔ جھپٹے مین اسے دیر نکر دوڑ جھپٹ

طاق کاکل وہ پھلکیتی مین کہ سر کی کوئی چوٹ ۔ رک لے مڑکے تو وہ جھک کے لگائے بانٹ

ہاتھ چھو جائے جو گیسو کو تو کھائے یون پیچ ۔ جسطرح کاٹے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ

دیکھکر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان ۔ پہلوان دو ہین کہ کشتی مین ہوئے ہین غٹ پٹ

نثر مین نظم مین سب طرح کی رنگینی ہی
کیون نہ عالی سخن اُس کا ہو کہ ہی استعداد
یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ
تاج کہتا ہی کہ ہے تاج سکندر کیا مال
تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوی چتر
اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھو لون
تیغ کہتی ہے کہ مجھ سے دل مریخ ہی آب
... راسیر
روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان

... گلزار تو طاؤس قلم
بیت محکم ہے وہی جس کی بنا ہے محکم
واہ کیا نظم ہے جسکا ہی ثنا خوان عالم
تخت کہتا ہے نہین تخت سلیمان سے مین کم
سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہے قول علم
فیل کا عزم سپہر چرخ پہ رکھدون مین قدم
نیزہ کہتا ہے کہ مجھ سے سر بہرام ہے خم
آتشین ہے یہ رہ سخت تو جو مین ہے قلم
کرد عاحق سے کہ لے خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اُس کی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدائے دژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

تا کجا کو تہی اید ست ہوس کر جیوٹ
جیتنا ہو جو سوارانِ سخن سے میدان
یہی گو ہے یہی میدان یہی معنی یہی لفظ
بی چکے گو کہ مئے صافِ سخن کو مے نوش
...
دو قصیدے جو سُنے مصحفی و انشا کے
سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ نامانوس
ذائقہ ہے تو فقط گرمی و بیبا کی کا
ہمّت فکر نے باندھی جو کمر بھر جواب

پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے اُلٹ
پھینکنا چاہیئے رہوار قلم کو سر پہ
اپنی اپنی ہی دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ
رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ
کھول مُنھ بھر کے صراحی کو پے بیجا غٹ غٹ
واقعی سکۂ رائج ہین و لیکن رسلیٹ
کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اُن کی اُچٹ
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ چل دور ہو ہٹ
وہی گھبراہٹ

ہند سے روم تلک جتنے کہ ہین شہزادے — صبح تا شام ہے انکا مرے در پر جمگھٹ

پانون کتنون کے گھسے مثل سبو سر پھوڑے — بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ

ناطقہ خانۂ دولت ہے مرا نام صفت — مین مکین ہون تو مکان جائے زر و سیم سے پٹ

ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی بڑے پاس — ہو گران تجھکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ

وصف تو کرتا ہی جس کا مین اسی کی ہون صفت — دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو الٹ

رائے انور سے اسی کے مری آنکھون مین ہے نور — خلق انکا مرے گیسو مین ہے خوشبو کی لپیٹ

صف مژگان سے عیان پنجۂ پرنور کی شکل — عزم انکا مری شاہین نگہ کی ہے جھپٹ

اس کی جو راستی طبع وہی قدسیہ — دامن فیض کا لٹکاؤ مری زلف کی لٹ

صحف رخ کو جو دیکھو تو نمایان وہی شان — کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اسی کی چوکھٹ

کون وہ **کلب علیخان** بہادر جمجاہ — دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رپٹ

مطلع

حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپیٹ — کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کورٹ

کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع — سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ

بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق — انھین لوگون کا رہا کرتا ہے اکثر جمگھٹ

شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سنا کرتا — لن ترانی کا ترانہ ارنی کی ترو ٹ

طرفہ محفل کہ پئے رقص یہان آتا — سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنھیا کا مکٹ

واہ کیا قصر حکومت ہے رفیع اور وسیع — جسکے دروازے پہ ہین جرأت و ہمت دو بیٹ

فیض مقدم سے تونگر فقرا ہوتے ہین — بخت خفتہ کو جگاتی ہے قدم کی آہٹ

شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح — کعبہ ان چار مصلون سے ہے اسکی چوکھٹ

جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف — بڑھ کے کوثر پہ زمزم ہوا اگر جائے سمٹ

دم بخشش اسے درکار ہین ڈھیرون موتی — کھو نیسان سے کہ بحرین کا لکھ دے پرمٹ

کس قدر نام ہے شیرین جو زبان پر آجائے — منھ مین بیمار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

جلوہ گر مردم چشم وصفِ مژگان سے یہ صاف
کو بیٹھی ہے درِ خلد یہ کھولے ہوئے پٹ

پھیر آنکھ کہے آنکھین ہین نرگس کی پھٹی
دہن تنگ سے منھ کہ ہے غنچہ منھ پھٹ

چوری چوری چمن رُخ مین جو آ جائے نگا
زلف مشکین کی رسن باندھ لے مشکین جھٹ پٹ

وصف لکھے لبِ شیرین کا جو کوئی کاتب
صفحہ سے صفحہ عذوبت کے سبب جائے چمٹ

بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ کفِ رنگین نازک
نیچے لین انگلیو نکی کیون نہ بلائین چٹ چٹ

آرزو مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
کہیں جوشن کی طرح جاؤن مین بازو سے لپٹ

استخوان تن مین نہین ایک یہ ہوتا تھا گمان
نرماہٹ

لس طرح ہو نہ گلا کیف ئے حسن سے مست
پی ہے نشے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ

سینۂ آئنہ شفاف شکم چشمۂ حسن
موج دریائے لطافت شکم صاف کی بہ

شور خلخال سنائے جو روان ہو دو گام
مردے اٹھ بیٹھین تہ خاک یہ ہو گھبراہٹ

غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ

شوق دل نے یہ کہا مست ہے یہ سروِ سہی
عشق پیچے کی طرح جائیے مستی مین لپٹ

ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ

چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
تازیانے سے نہیں کم وہ پڑے تیغ جو پٹ

ہنس کے ظاہر مین کہا واہ ری ٹھنڈی گرمی
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ

چپ رہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
تھی ملاقات کہان کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ

ہوش مین آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ

مین وہ ہون جسکی ہوس مین ہین ہزارون نامی
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ

زہرہ بالائے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
حلق مریخ کو پھانسی ہے مری زلف کی لٹ

مرغ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
خال وہ داغ سیہ ہے کہ کلیجے کیئے چپ

ذوق وصلت مین ہوئے گور کنارے کتنے
شوق دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ الٹ

وسعتِ طبع جو وسعت کا سُنائے فرمان
عاجزون کو جو ملے عدل سے تیرے قوّت
سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
تا رہے اُسپہ تری رائے منوّر کا چراغ
سب رئیسون سے ریاست ہے تری بالاتر
حُسن وہ جائے اگر قاف مین کھنچکر تصویر
چین آتا نہین جبتک کہ عروسِ دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہے حُسن شباب
تجھکو ساقی سے سے صاف ملی روز ازل
تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہین پھنکیتی مین چٹپلے یہ ترے ارض و سما
خُلق سے کیون نہ مُعطّر ہو زمانے کا دماغ
علم وہ جسکو دقائق ہین کتب کے آسان
ہے یہان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
تجھسے ہمسر ترا دُشمن ہو خدا کی قدرت
فیل گردون کرے دونون کو مسلکر پامال
کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہے ٹھیک
کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
یکدم مین صفِ اعدا کو کیا دو ٹکڑے

ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ
شیر کو دُرّے لگائے ستلم گاؤ کی بٹ
کر دیا کیا تری چٹکی نے مسل کر سلیٹ
بن کے چوبِ شجرِ طور سے آئی ڈیوٹ
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ
جتنی پریان ہین وہ لین تیری بلائین چٹ پٹ
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اُٹھا کر گھونگھٹ
کیا مزہ دیتا ہے میوے مین جو ہو گدراہٹ
آ گئے خسرو و جمشید تو پائی تلچھٹ
ہوا ابھی حصنِ فلک گر کے زمین پر چوپٹ
سر کی چوٹ اُنسے نہ رُکتی ہو نہ اُنسے پالٹ
مُشک نافے سے سوا اسمین ہو خوشبو کی لپٹ
کوئی مُشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ
اہلِ منطق سے کہو لائے کہان کا جھنجھٹ
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہُما سے کھوسٹ
سیار سینگی اُسے دے لاکے جو گیدڑ یا کھٹ
خوف ہنگامِ سخن ہے کہ کہیں جائے نہ کٹ
جسطرح بیٹھ رہے جام مین مے کے تلچھٹ
برجِ آبی مین ستارون نے کیا ہی جمگھٹ
روحیں پیاسونکی ہوئین جمع سمجھکر پنگھٹ
سیکڑون بار چلی پر نہ پڑی یہ کبھی پٹ

رزم مین لیتا ہے بندوق کا توتا ہی نام — بزم مین طوطی مینا کو اُسی کی ہے رٹ

اسی سجون سے طبیعت نے بشاشت پائی — دل کی اس حرز یمانی سے گئی گھبراہٹ

عدل وہ ہے کہ زمانے مین نہین ہوُے فساد — ہو تہلک جو چھکیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ

در دولت ہے عجب فیض کی جو پڑ کہ جہان — کبھی پڑتا نہین پانسا کسی تقدیر کا پٹ

آگے ہمت کے ہے یہ دولتِ دنیا کیا مال — لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجہ و بازو مین خدا نے طاقت — امتحان چاہے اگر کوئی تو دے کو وہ اُلٹ

کہو ستم سے کہ کیا جان کے مُنھ چڑھتا ہے — یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

نگہ قہر کرے سنگدلون کو جو رنگ — یہ وہ شمشیر نہین جائے جو پتھر یہ اُچٹ

کب عدد کو ہے چھپتی قسمت سے نجات — آنکھین دولاب مین سر اُسکا ہے چکر سے رہٹ

برق جاکر جو جلاتی ہے عدو کے خرمن — لوٹتا ہے وہان اُس تیغ سے رعد آکے رپٹ

زشت کیا دشمن کافر ہے کہ ہے اُسکی جگہہ — زیست مین خانۂ زندان بس مُردن مرگھٹ

اس جگہہ سے مین کرون ہوکے مخاطب تعریف — چاہیئے شاہد معنی کی بدل دون کروٹ

غائبانہ ہے اگر نصف خطابی بھی ہو نصف — ایک دروازے کی خاطر ہین مناسب دو پٹ

مطلع

ہین ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ — مل کے یہ چار کڑی ایک بنی ہے جو کھٹ

تب ہی اس سے ترے خاک قدم کی اکسیر — چرخ نے ماہ کو دِق کرکے کہا جب سمپٹ

کیا ترے قہر کا وادی ہے تماشے کی جگہہ — پیچ کھاتے ہین بگولے کہ قلا کرتے ہین نٹ

ہر کہاری ہے ہوادار کی صورت مین پری — تخت جم سے کے یہ پرتو کا چلا ہے جمگھٹ

زیر فرمان رہے ہر دم جو کہے تو وہ کہے — زال دُنیا کو مناسب نہین اب تریاہٹ

حق تو یہ ہے کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا — مال جو غیر کے قبضے مین ہے وہ ہے تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اُس نے خزانہ پایا — خط لکھا جسکو اُسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ

حکم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل — سارا آفاق ہو ذرّہ یہ زمین جائے سمٹ

قصیدہ دیگر

فصلِ گل آئی ہوا گلزارِ جنت بوستان / بڑھ کے رضوان سے ہوا افزون دماغِ باغبان

ہر طرف گلہاے رنگا رنگ گلشن مین کھلے / جیسے صبحِ عید یکجا ہون حسینانِ جہان

خم نہین شاخین درختونکی ہواسے خاک پر / کر رہے ہین سجدۂ شکرِ خداے انس و جان

تھی باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار / جی اُٹھے جو ہو گئے تھے مُردہ دل وقتِ خزان

جھُوم کر آیا ہے ابرِ کوہساری باغ مین / رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہو کر شادمان

لالہ کہتا ہے کہان موسیٰ ہین آکر دیکھ لین / صاف جلوہ ہی چراغِ طُور کا مجھ سے عیان

جھُومنا مستونکی صورت ہے درختون کا بجا / نکہتِ گُل مین بھی ہی کیفِ شرابِ ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست / نرگسِ شہلا نے رکھی ہی مے فروشی کی دُکان

دار بستِ تاک مین خوشے نظر آنے لگے / جس طرح جھُرمٹ ستارون کا فرازِ آسمان

سیرِ غنچہ کیون نہ بیحد ہو زرِ گُل بیشمار / رکھتی ہے اکسیر کی بوٹی بہارِ بوستان

ہر روش پر بیٹھی ہے بزاز بنکر خُرّمی / جسطرف دیکھو کھُلی ہے سبز مخمل کی دُکان

فیضِ شبنم نے دیئے اشجار کو آبی لباس / بر مین ہے مردم گیا کے جامۂ آبِ روان

نو عروسانِ چمن کو ہے جواہر کا جو شوق / بیچنے فیروزہ آیا ہے چمن مین آسمان

یون ہی جنبش مین ہواسے ہر نہالِ سایہ دار / ہو خرامان جسطرح کوئی حسین دامن کشان

ہے مبارک فال کوئی ہونے والی ہی خوشی / ہر چراغِ لالہ جوشِ رنگ سے ہے گلفشان

جان پھونکی یون پڑی زندہ ہوئی خاکِ چمن / ہے دمِ جان بخشِ عیسیٰ یا نسیمِ بوستان

قمریون کا قول ہی ہم ہیں طیورِ باغِ خلد / سرو کہتا ہی کہ مین ہون طوبیٰ باغِ جنان

صحنِ گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ / مُرغِ بُو کا آشیان ہی شاخِ گلبن پر کہان

ہی بلندی وُہ درازی اسقدر ہر شاخ مین / ہے محیطِ مشرق و مغرب برنگِ کہکشان

حسن تن کے پینے ہی چال قیامت اسکی — ایک ٹھوکر میں ہے یہ قلعۂ نہ در چوپٹ
پاٹ کر لاشوں سے میدان کو لیتی ہے جو دم — ملک الموت سے کہتی ہے کہ یوں آکے ریٹ
جسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑے اُسکی — ہو سپر چشمۂ حیوان تو کیے دُور ہو ہٹ
وصف رہوار سبک رو کا کرے کیا کوئی — چال دُلدُل کی تو ہے رخش کی صورت جوٹ
شب مہتاب سے کم منھ پہ نہیں اندھیاری — بلکہ زیبا ہے اگر کہیے دُلھن کا گھونگھٹ
دامن شاہد کنعاں ہی ہے ہر اک دامن زین — سر پہ کلغی کہ کنہیا کا ہے یہ مُور مُکٹ
شرق سے غرب میں پھر غرب سے آئے سوئے شرق — دم میں سو بار جو راکب اسے پھینکے سرپٹ
وقت رفتار کبھی رہرو خفتہ کی طرح — ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ
ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار — گشت کے وقت کرے یہ جو اُلٹ اور پلٹ
ایک ہی ٹاپ میں ہو جائیں دو عالم برہم — ملکے چودہ طبق ارض و سما ہوں غٹ پٹ
فیل خرطوم میں لیکر جو زمین کو پھینکے — آندھی آجائے سیہ جائے فلک گرد میں اَٹ
دم رفتار اُسے خضر بھی دیکھیں تو کہیں — دست صرصر سے گیا پردۂ ظلمات سمٹ
زور سا زور ہے کچھ پاؤں میں اُسکے جو پڑے — عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ
کم کوہ سے کیونکر ہو تحمل اس کا — پاؤں رکھدے یہ اگر گاو زمیں لے کروٹ
ہے کشادہ دہن اس کا کہ در باغ ارم — دونوں دندان ہیں کہ موتی کے ہیں گویا دو پٹ
س جسامت یہ کہ ہے صورت اندیشہ جسیم — چشم سوزن سے نکلجائے اگر جائے سمٹ
لیلۃ القدر رکھا ہے نام قصیدے کا امیر — کہہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ
ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز — سجدہ گہ سارے زمانے کی رہے یہ چوکھٹ
حل ہوں ممدوح کے ہاتھوں سے مہمات جہان — در دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہوں مری زیست کے بھی
نہیں قدموں کے تلے جائیں بڑے لطف سے کٹ

مطلع ثانی

تشنۂ جہت مین ہی جو یہ خورشید گیتاے جہان
گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین ساتون اسمان

حبّذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب
حبّذا وہ سر جو ہو صرفِ سجودِ آستان

ہی خوشا وہ سر زمین جائین جدہر اُسکے قدم
اے خوشا کشور پھرے جسکی طرف اُسکی عنان

مرحبا اُسکو جو صبح و شام ہے اُسکا مطیع
آفرین اُسکو جو روز و شب ہو اُسکا مدح خوان

ہے وہی دل جسمین ہو اُسکی محبت کا مقام
ہی وہی سینہ ہو جسمین اُسکی اُلفت کا مکان

رستمی مین رشکِ رستم زور مین افراسیاب
عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان

طفلِ مکتب ہو ارسطو وہ جہان دے درس علم
روبرو اُسکے فلاطون عامی کجمج زبان

شانِ دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو
شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہے کہان

فی الحقیقۃ ختم ہے اُس پر رعایا پروری
اقعی ایسا تیرے فنون کا کہان ہے قدردان

دستگیری کی ضعیفون کی قوی بازو ہوئے
حق یہ ہے محنت نہین جاتی کسی کی رائگان

شہرۂ بخشش سے خلقت ہے در دولت پہ جمع
جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سُنکر اذان

آکے اُسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر
ڈھونڈتے تھے موسمِ طفلی سے جو بختِ جوان

قلبِ روشن ہے وہ آئینہ کہ جسمین مثلِ عکس
صاف آتے ہین نظر اشکالِ اسرارِ نہان

شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ
سب ہین خالی در پہ اُسکے جمع ہو سارا جہان

دامنِ لطف و کرم جبتک تہا اُسکا دراز
تہا سفینۂ آرزوے خلق کا بے بادبان

خاک کو اُسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر
جیسے نخلِ تازہ اعجازِ نبی سے اُستوان

عہدِ نصفت مہد مین سرکش نظر آتے نہین
خوف کہاے ہو آتش سنگ و آہن مین نہان

جسطرف چاہے اُسے پھیرے اُسے ہی اختیار
ابلقِ ایام کی ہو دستِ قدرت مین عنان

زور بازو سے توانا سے کبادہ ہو گئی
پہلوانون سے نہ کہنچ سکتی تہی جو مطلق کمان

ہمتِ عالی سے ہین ج لہاسے عالم مطمئن
ہے عصاے پیر حرزِ طفل شمشیر جوان

پائے گر سورج مکھی کے سایہ مین تھوڑی جگه — بھول جائے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہے — چادرِ مہتاب ہی فرشِ فضائے بوستان

سیر کو جو آئے اُسکا ناف آہو ہو مشام — گیسوئے مشکین سنبل بسکه ہے عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے — خواب مین کرتا ہے سیرِ گلزارِ جنان

ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار — نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چھوتے ہین سنان

جسطرف دیکھو زرِ گل باغ مین انبار ہی — شکل فوارہ اگلتی ہی زمین گنج نہان

غنچۂ و سوسن سے کیا ہو شکر احسانِ بہار — وہ زبانِ بیدہن ہے یہ دہانِ بیزبان

اسقدر جوشِ طراوت ہی عجب کیا ہے اگر — یاسمین پیدا کرین گرد کر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کے عوض نکلین گل و یاقوت لعل — نشترِ فصاد اگر کھولے رگِ سنگِ گران

ہی عجب فیض ہوا پیکان سے غنچے کھل گئے — تر ہے چوبِ خشک ناوک یا رو شاخِ کمان

مصر کا بازار کہئے باغ کے بازار کو — گل ہی یوسف گرد اُسکے بلبلون کا کاروان

ق

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین — عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رائگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب — اُن مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر سو عیان

آئینہ خانہ ہی گلشن آئنہ ہے برگ برگ — جلوہ گر ہے ہر طرف رنگِ بہارِ بیخزان

گرچہ صحنِ باغ میں ہر سال آتی ہے بہار — اور آتا ہے نظر رنگِ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہوا مسند نشین — سروِ گلزارِ ریاست صاحبِ بخت و جوان

منبعِ جود و سخاوت معدنِ لطف و کرم — ماہِ اوجِ چرخِ قدرت مہرِ اوجِ کن فکان

نتخابِ صنعِ حق عالی نسب والا حسب — روحِ جسمِ انس و جان فخرِ زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہو سب کے نگینِ دل پہ نقش — نامور کلبِ علیخان بہادر نوجوان

سن کے وصفِ پاک کا دل نے ارادہ جب کیا
بے تکلف آگیا مطلع یہ بالائے زبان

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کس کی چلے
جھک گئی ہی تیغ پر خم تیر ہے شکلِ کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جسنے سعادت کی حصول
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران

چاہتا ہے غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
نطق ہو سکتا نہین جب پھول جاتی ہی زبان

کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
گل گریزان مثلِ بو ہر سرو ہے سروِ روان

ساعدِ سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان

مہر و مہ کو ہی قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
سر جھکاتے ہین زمین پر پانون پڑتا ہی جہان

حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان کو نہین
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان

تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
خال لب اسکا ہی خجلت کے سبب مہر دہان

وہ شکیلہ ہے تیری حسن صورت کا گران
کیا ہوا اگر تو زمین پر ہی فلک پر آفتاب

کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہے وسیع
شکل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان

کون عالم مین جمالِ پاک پر عاشق نہین
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقدِ جان

حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہی رونق پذیر
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان

رزق تونے اسقدر سب اہلِ عالم کو دیا
اٹھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہرِ نان

تھی جو ہمہ رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کار فسان

ہو گئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
تھا غنیمت جن غریبونکو زمستان کا دھوان

کوئی عالی منزلت تجھ سا زمانے مین نہین
چرخ ہفتم ہی ترا ایوان حل ہی پاسبان

ہے عجب تیری مسیحائی کی مسجد جانفزا
صبح اٹھ کر مرغ بسم اللہ دیتا ہے اذان

خلق پر وہ مہربان ہی خلق تیری خیرخواہ
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہے درمیان

ق
جو ترا دشمن کہ کرتا ہے عداوت بیجز د
مثلِ شیطان ہی وہ مردودِ خدائے انس و جان

کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ دانے کی طرح
بلیس ڈالیگی اسے خود آسیائے آسمان

شامتِ اعمال سے جلتا ہے نارِ قہر مین
تیرہ بختی اسکی ہی اس کو جہنم کا دھوان

ذکر خط کیا خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواد
کیا ہے شمع رائے روشن کی تجلی پر
بزم عالی روضہ جنت سے ہرگز کم نہین
ہو جسے جس چیز کی خواہش ملے اس بزم مین
حکم ہے عالی دماغی کا شبستان مین یہی
ہے رواج شرع ایسا عہد نصفت مہد مین
دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط مضطرب نہین
بتکدے تھے جس جگہ اُسجا بنی ہین مسجدین
قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اُٹھ گئی
نے گر اُسکے تصدق مین ہو ہنگام صبح
دیدہ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین
اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح

بہر کحل چشم لیجائین جو خاک آستان
جیب زبانہ بھی نہ شمع طور کا ہو ہمزبان

ربحا ۱

ڈھونڈے گر عاشق تو پان شوق کا پائے دہان
نکہت گل بن کے نکلے شمع محفل کا دھوان
پوست کھنچا جائے می کھینچے اگر پیر مغان
نے بجے ہین تن مین پوست ہو یا استخوان
جسجگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہے اب اذان
خار ہین جزو تن ماہی بجائے استخوان
پھر گل خورشید مین ہو کون شاخ زعفران
ہے بہار اُسکی عنایت قہر ہے اُسکا خزان
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہے یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دور جہان
آستان تیرا ہے اے عالی مکان وہ آستان
کاتب قدرت نے جب تیرا خط ہستی لکھا
کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ
آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
دیدہ حق بین سے ملے ہین تجھکو گوش حق نیوش
وصف روئے روشن بیان نے سے بھی ہو سکتا نہین
دونون رخسارونکی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت

تابع حکم معلے ہین زمین و آسمان
بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہے فرق فرقدان
دے لیے انجم نے کے نقطے جب برائے امتحان
گو کہ تصویرین ہزارون ہین نمونہ ہے جہان
یہ وہ گلشن ہے کہ خود جسکا خدا ہے باغبان
دل ہے دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان
شمع کی صورت فقط منہ کو رکھتے ہین زبان
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان

اسقدر مست مئ حسن کہ سر سے سر دوش
آئنہ آتا ہی حضور

شانہ و آئنہ ہین بسکہ مصاحب دونون
آئنہ شانہ سے کہتا ہے کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجھکو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
مرتبہ جو ہے مرا مجھکو وہ حاصل ہی کہان
کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوی جو کرے
ممنون ہے اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
صافی قلب سے پایا ہے یہ رتبہ مین نے
آب و نان مجھکو نہین ہی کسی مہمان سے عزیز
نہین کہتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
مجھسے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہے
بزم عالم میں فقط وجہ سے میری یاتک
مجلس خاص نبی مین بھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر دل ہون عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کبھی میرا چھوٹا
اہل تنجیم کی آنکھو نہین بھی ہی قدر مری
بولتا ہے مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہی ان اوصاف پہ مجھ میں ایسی
ایک تو ہے کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

رہا ڈھلکے دوپٹہ نہین اتنی بھی خبر
بنتے ہین گیسو و رخ کرتے ہین جو بن پہ نظر
ایک سا ایک سے باندھی ہی رقابت یکسر
منھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
حیرت حسن سے منھ سے کیطرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہے مجھ مین جوہر
خانہ بر دوش ہون پر دلمین امیرونکے ہے
روبرو صاحب انصاف کے جھوٹا ہو گہر
دیکھتے ہیں مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہے مجھے اللہ نے گ
دشمن و دوست کے منھ پر ہے کشادہ مرا در
صاف کہدیتا ہون آتا ہے جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہے چراغ لحد اسکندر
ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی ہین کہان ہی کوئی سرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہین اور بجز خاکستر
رحل آسا ترے طالع کا سیہ ہے اختر

کون ہی تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ　　مدح رستم مانگتی ہی آجتک جس سے امان
تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہے　　جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعان جہان
چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم　　ہی طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان
دشمنون کے سر گراتی ہے تری شمشیر یون　　نخل سے جھڑتے ہین پتے جیسے ہنگام خزان
رعشہ ہے مریخ کے تن مین رخ خورشید زرد　　رنگ دہشت سے بدلتا ہی وہ ترک آسمان
حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آواز تیغ　　صور اسرافیل اور آکر ملاوے ہان مین ہان
کسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چکٹ نجائے　　جب قدم اس تیغ کا مثل قلم ہو درمیان
تیر چھوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام　　ہے در ملک عدم گویا کہ کھنچنے مین کمان
جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے　　ہے دم ہیجا زبان اژدر آتش فشان
تیزی اسپ سبکرو آئے کیونکر عقل مین　　تنگ ہی ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان
ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرصر قدم　　تازیانے سے نہین کم اس کو تحریک عنان
تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر　　دو کرے یہ ربع مسکون ششجہت ہفت آسمان
تا کجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار　　کس سے ہو سکتا ہے اوصاف مُعلّیٰ کا بیان
جب تلک روشن رہین افلاک پر خورشید و ماہ　　جب تلک گردش کرے روے زمین و آسمان
جب تلک ہو سنگ سے پیدایش یاقوت و لعل　　جب تلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان
مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو　　روئے دشمن زرد و یارب صورت باد خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ ای اہل تماشا کہ ہے ہنگام نظر　　بزم عشرت مین ہوے جمع حسین شکر قمر
صرف آرایش زینت ہین حسینان جہان　　بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور
بدھیان پھولون کی ہین زیب فزاے ہر دوش　　دست و پا مین ہے حنا سرمہ ہی منظور نظر
کرتیان ہین شکم صاف پہ اونچی اونچی　　بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

صاحبِ ریشِ غم جبتک کہ کرے شانہ کشی
اُسمین بھی غلط ہو شانے کا نہ ہے عزّو شرف
تو نہ مانے تو نہ مانے مجھے کیا پروا ہے
سُوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھمین کتنے
سُوجھتا خاک نہین کور دلی سے تجھکو
رو بروا ور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
چشمۂ آب تو ظاہر مین ہے باطن مین سراب
خود نمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
صاف بین ہی مین لامس کہ شب کور ہی تو
نسمجھے پر نسمجھے شکل جو ہو ذہن نشین
قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دو نون مین جو بحث
آئینے کا تو رُخِ صاف طرفدار ہوا
لشکرِ روز تو زیرِ علم خسرو رُخ
اِک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر

پیرِ گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
بیچ مین پڑ کے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
حق مین دونونکے یہ اولی ہی کہ پاس اُسکے چلو
کون وہ کلب علیخان بہادر نامی
نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
فکر کی اسپ سعی مین جو میرے دل نے
ہو نہ حاصل شرف پیروی پیغمبر
جل شانہ ہو جو توصیف خدائے اکبر
عیب مین جو ہے اُسے کب نظر آتا ہے ہُنر
سادہ و غنچہ خریدہ دہن و بدگو ہم
سخت جان تیرہ درون اصل ہی تیری پتھر
صاف عالم کی دورنگی کا ہے تجھ مین بھی اثر
دعوے کے پاسونکو دیا کرتا ہے تو شام و سحر
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر
شب تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہے نظر
نہ مٹے پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر
تھے جوان دونون کے حامی اُنھین پہونچی یہ خبر
باندھی زُلف نے شانے کی حمایت پہ کمر
فوج شب بادشہ گیسوئے پُرچین کی سپہ
اک طرف شام ہوئی ایک طرف نورِ سحر
لشکرِ لالہ و گل جانبِ روئے انور
اب کوئی آن مین ہوتا ہے جہان زیر و زبر
صلح اِس جنگ سے ہر ایک طرح ہی بہتر
صاحبِ حکم جو ہے مہرِ عدالت گستر
منبع جود و سخا زیب دہِ علم و ہنر
خاک پا سُرمۂ بینائی چشم اختر
تانی کبھی زبان کے اوپر

یارہ چوب جگر چاک دنی بے قیمت — چار پیسے کو جسے مول نلین اہل ہنر
بیکیا ہو سیمین کا او توڑین — دانت دینے لگین ایذا تو شکستہ بہتر
قاعدہ بزم ادب کا ہے — پیش چلنے نہ تری ایک کرین زیر و زبر
پنجہ شانہ سے نکلتا نہین ہرگز — خشک ہو شاخ تو اس سے نہین امید ثمر
بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہے — جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر
گر کری تیزی دندان سے ہوئی اور تری — جسمین دندانے پڑین تیغ ہے وہ بے جوہر
کشمکش نے تری کانٹون مین گھسیٹا ہی مجھے — پہلوؤن مین ہین ترے خار ادھر اور ادھر
سو زبانین ہین ترے منھ مین تو حاصل کیا ہو — گنگ کی طرح سے خاموش ہو تو آٹھ پہر
اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو — کہ چڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر
کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے — ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر
صاف صاف آئینے نے بڑھ کے کیا جب کلام — غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر
کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہو کر — موئے تن راست ہوئے تیر کی صورت یکسر
ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سر دست — منھ بنا چاہیے عاقل کو تعلی سے حذر
رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سن مجھ سے — منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر
ہے حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے — کوچۂ زلف مین میری ہے جگہ آٹھ پہر
رات دن خندۂ شادی سے عیان ہین دانت — اپنی تقدیر کو روتا ہے تری آنکھ ہے تر
میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے — پنجہ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر
کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر — اسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر
ہے جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل — اس عذوبت کا سبب نام کا میرے ہی اثر
کی ہے تشدید نے پیدا جو شباہت میری — لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر
شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی — شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

گوشِ گُل مین ابھی ہو جائے سماعت پیدا
وہی حق بین ہی جیسے اُس رُخِ روشن کی ہو دید
بھُول کر دے جو کوئی اُس دُرِ دندان سے مثال
سایۂ قد مین ہو آرام سے سب خلق جُدا
اُسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوٹے تو ہون نسرین شکار
اُسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائشِ خلق
ملکِ دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایما سے ہوا بند ہر ایک تیغ کا دم
ہو شررِ موردِ آفت جو جلائے پنبہ
حالِ احرام یہ ہے رائے منوّر کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برقِ اجل
جنگ مین کرتی ہے یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جو اونچی تو کرے شیرِ فلک کو چو رنگ
اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہے یہ تیغ
دو ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورتِ خورشید ہی توسن کہ جسے
دامنِ زین نہین اُڑتے ہین ہوا سے دمِ سیہ
تیز تر ماہیِ دریلے سے میانِ دریا
آب نرمی مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگسِ شہلا کو ہو یارائے نظر
وہی حافظ ہے جیسے مصحفِ رب ہو ازبر
لعل آسا رُخِ گوہر ہو خوشی سے احمر
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابشِ برق کی جا ابر سے ہو بارشِ زر
زہرِ مریخ جُدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہیں رنگِ عرض بے جوہر
قوّتِ عقل سے کھینچی ہے سدِ اسکندر
تیرِ فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر
شمعِ روشن جو بجھائے ہو معاتبِ صرصر
جیسے ذرّاتِ زمین عاشقِ مہرِ انور
عمرِ مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتلِ کفّار کا جسمین ہے ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پر انگشتِ پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کرے گاوِ زمین دو پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوئے ساتون کشور
باختر سے ہے طریقِ دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھوئے شہپر
اگر رمِ مُرغِ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

مطلع

حکم اسکا جو رسے بخش حفاظت کی سپر
عود آتش مین سلامت ہے پانی مین شرر

جس چمن مین نہ ہوا اسکی حفاظت کی بچ
شاخ آرہ ہو درختون کے لیے برگ شجر

پرتو مہر سے اسکے ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہی در دولت کی زمین
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کرسی [illegible]

کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورت کوہ
قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
لعل کہسار مین باقی ہین نہ دریا مین گہر

پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
سرو قد روز وغا ہو علم فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منھ موڑے
دل جو سہراب کا رکھتا ہے تو رستم کا جگر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذات معلی مصدر

وہ کرے مہر جو فرمان قضا ہو جاری
دستخط اسکے ہین طغراے منشور ظفر

ذرہ صحراے عنایت کا ہے ربع مسکون
قطرہ دریاے لطافت کا ہی چشمۂ خضر

صاحب تخت جو رکھتا ہے جدائی اس سے
مثل طاؤس جدا سر سے ہے اسکے افسر

ی کرنے لگین دیندار پرستش اسکی
بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہو دریا دریا
ہمت خاص کا آوازہ ہے کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جس نے جو مانگا پایا
گل دیے اس نے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے
ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

راے روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا
جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہے مہر کے پہلو مین ہلال
تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر

دست ہمت مرے ممدوح کے ہین دو چشمے
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اسکو کوثر

واہ جان بخش ہے کیا مجلس عالی کی ہوا
طرف صحن گلستان ہو اگر اسکا گذر

عجب فرش عجب روشنی عجب شب ماہ — ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہاے نور کا جوش

بزرگ ایک بعزّ و وقار صدر نشین — ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش

خداشناس خدارس ادھر ادھر کچھ لوگ — زبان پہ ذکر خدا دل مین معرفت کا جوش

جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحب علم — وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش

یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا مین رعب سے زرد — کہ سمجھے سب کوئی وارد ہی زعفرانی پوش

سلام کرکے ہوا مین شریک صف لیکن — ہوئے حواس سراسیمہ صورت مدہوش

کمال مجھکو پریشان و مضطرب پا کر — کہا یہ مجھ سے مرے ہمنشین نے گوش بگوش

کہ ہے یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم — زمین ہی تاج سر آسمان تہ پاپوش

فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا — تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش

یہ اس چپ جو ہین بیٹھے ہوئے ملک صورت — مرید خاص ہین اسکے شراب عرفان نوش

یہ روبرو جو ہی صف انمین سب ہین اہل کمال — بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدۂ ہوش

یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی — یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش

یہ شیخ سعدی رح ہے جسنے کہ چشم روشن کو — کیا ہی نظم گلستان کی بیت مین خس پوش

منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت — غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش

طلب ہوئے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے — زر سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش

مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص الخاص — وہ مست بادۂ عرفان یہ پیر بادہ فروش

مہینہ تاجور شہر مصطفے آباد — مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش

جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ — جو آنکھ اسکی ہی حق بین تو گوش عذر نیوش

سحاب فیض غبار قدم ہے ہاتھ تو کیا — جو کوس فوج ظفر موج ہی تو رعد خروش

صدائے ضربت شمشیر وہ کہ سنکے جسے — اکھڑتے ہون کان ہر ہر دو نکے صورت خرگوش

بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین — طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

گردش دیدۂ راکب اُسے چلنے مین عنان
تازیانہ دمِ رفتار اُسے تارِ نظر

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنانِ خامہ
عذر تقصیر ہے لازم دمِ اظہارِ ہنر

یا نون اس راہ مین قاصر ہین سرِ عجز نگون
مدح ممدوح حقیقت مین نہین حدِّ بشر

ہاتھ اُٹھا پھر دُعا جلد کہ ہے وقت دعا
وا فرشتون نے کیے دیر سے ابوابِ اثر

جب تلک لالہ و گلُ سے ہو گلستان کی بہار
جب تلک چرخ پہ ہے جلوۂ خورشید و قمر

نخلِ امید مین یارب گلِ مقصد پھولین
مہرِ اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریر بطرزِ تازہ و روشِ دلپذیر

ہوا جو شاہدِ ماہ آسمان پہ جلوہ فروش
عزیز ہالہ پھرا گرد کھول کر آغوش

سوادِ شب مین نظر آئے اس طرح انجم
ٹے ہون گرد مین جسطرح طفل بازیگوش

وہ چاندنی کہ ہوا قلزمِ ضیا مَوّاج
بسانِ رعشۂ اندام رند ساغر نوش

نہ شورِ مردمِ بازار تھا نہ بانگِ درا
کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبان کا خروش

جوان و پیر و [illegible] رہبر
برنگِ صورتِ دیبا پڑے ہوئے خاموش

گلوے ناطقہ مین مرسلِ سکوت کا طوق
عذارِ سامعہ پنہان بزیرِ پردۂ گوش

نماز پڑھ کے عشا کی جو مین نے خواب کیا
تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثلِ سروش

جگا رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھ سے یہ بات
شتاب اُٹھ کے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش

ہوئی ہے آج مرتب وہ بزمِ اہلِ کمال
کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش

حکیم و شاعر و نثّار و عالم و فاضل
صفین درست ہین بیٹھے ہوئے ہین دوش بدوش

طلب سے تیری بھی جلدی ہو دیکھ سُن چلکر
نہ ہے رسائی تقدیرِ چشم و طالع و گوش

یہ مژدہ سُنکے مین خوش خوش اُٹھا روانہ ہوا
قبا عمامہ عبا کر کے زینتِ سر و دوش

ہوا جو داخلِ محفل عجب سمان دیکھا
درِ مکان تھا کہ کھولے ہوئے تھی حور آغوش

جو شر کا ہے مصنف اُسے کرے تفویض
کہ دولتِ ابدی پائے وہ نیاز فروش

اُٹھا جو نامہ رسان بزم ہو گئی برخاست
یہ واقعہ ہے امیر اپنے شوق کا سرجوش

خدائے پاک رسولِ کریم کا صدقہ
صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش

جہان ہمیشہ رہے اُسکی ذات سے روشن
چراغ دولتِ علیا کبھی نہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مُدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتملہ مضامین تعزیت

سپاہِ اشک کی آنکھون نے کی ہی تیاری
کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری

ہجوم غم کا ہوا نیند ہو گئی پامال
وہ آئی آنکھون مین طالع مین تھی جو بیداری

نگاہ دل مین ہی یون صورتِ جہان سیاہ
کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری

زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے
کہ جانتا ہے سبب فخر کا دل آزاری

پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے
کہے کہ نہر روان ہے جو اشک ہون جاری

عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا
یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہے جاری

ہر اک سوار ہے پا در رکاب عالم مین
سمند عمر مین کیسی ہے تیز رفتاری

جو دن کو مرتے ہین ہر شام اُنکے ماتم مین
پہن کے آتی ہے شب جامۂ عزاداری

اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ
نہین ہے قلعۂ آہن یہ چار دیواری

بجا ہے گرم کھری جو ایسی موت کی ہے
لیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری

اُمید زال جہان سے عیش ہو اُلفت کی
یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگرخواری

اُٹھا ہے آبِ دمِ تیغ مرگ کا طوفان
جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری

اِدھر تو تیر اُدھر تن پہ تیغ پڑتی ہے
لہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری

اِدھر مکان بنا اُس طرف مزار کھُدا
اِدھر لباس اُدھر ہے کفن کی تیاری

چمن مین ہر گُل تر اُسکے فیض سے خندان — فلک پہ ماہ ہی ہالے سے اُس کے حلقہ بگوش

وہ نثر خدمتِ مُرشد مین اُسنے بھیجی ہے — کہ نیش اہل حسد کو ہے منصفون کو ہے نوش

نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین — بنین گے کان جواہر درِ سماعت گوش

سُنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین — لگا کے تکیۂ دیوار مطمئن خاموش

جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا — لیے ہوئے کئی اجزا اور ورق گلپوش

مِلا جو اذن تو کھولی زبانِ سحر بیان — پڑھی وہ نثر مقفےٰ کہ سب کے اُڑ گئے ہوش

مثل کے طفلِ مضامین زبانِ قاری سے — درآئے دیدۂ حساد مین مع پاپوش

زبان کا قصد کہ جائے فلک پہ شورِ ثنا — پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش

کہا کسی نے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ — جو سر سے سر تو لڑے جھومنے مین دوش سے دوش

اُچھالے دستِ زبان نے سر اُسکے وصف مین پھول — زمین تو کیا قفس آسمان ہوا گل پوش

اُچھل پڑے گُلِ مضمون تو یہ فردوسی — اُٹھا یہ لُطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش

کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر — بیان کے لوٹنے کی شمع انوری خاموش

بھرے ہوئے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے — یہ رشک سے ہوئے لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش

وہ فربہی نہ رہی سُن کے وہ سخن سر سبز — دوا ورم کی ہے جیسے گیاہِ مرزنجوش

خطا پسند ظہوری خطا مقر طغرا — وحید فرطِ غلط شوکت انکسار فروش

کہان جلالِ جلالا و شان برخوردار — زبان گنگ تھی جو پائے گوش عذر نیوش

قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان — کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایک دست فروش

جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین — ثنا و مدح مین گویا کیے لبِ خاموش

ہوا خوشی مین جو دریائے مرحمت موّاج — منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش

جو یار سے کوئی پوچھے تو ایک سو اڑتیس — کہیں قبول کے اعداد جنکو صاحبِ ہوش

زیادہ اُسسے پہ کیا تحفۂ دعا سر دست — دیا وہ حاملِ خط کو کہ جائے مثلِ سروش

مٹا ہے نام یہ علّت کا دور مین تیرے — سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آواری
ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوّتِ دل — نہو سکے کبھی لیلےٰ کی ناز برداری
رواجِ صدق کو مُدّت گذر گئی اتنی — کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہائے عیّاری
اُکیا یہ دفع شرر کو کہ تا بکوچۂ زخم — نہ ہو سکا گذر بوے مشک تاتاری
نگاہ لطف نے قوّت یہ دی ہی صحت کو — چھپی ہے دیدۂ نرگس مین جا کے بیماری
وہ رُعب ہی جو یہ چھایا ہے قیامت تک — دہانِ صور سے نکلے صدا بدُشواری
وہ عدل ہی کہ کھنچے دار موے مژگان پر — کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری
بدون مین بھی یہ اثر اب ہی حسن نیکی کا — بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری
عدو نے لذّت دُنیا مین مفت کھوئی جان — مگس کو شہد ہُوا باعثِ گرفتاری
جو وقتِ نزع بھی پانی ترا عدو مانگے — زبان پہ اُسکے ہو پانی کی بوند چنگاری
ق
پہونچ کے دیدۂ دشمن مین در دکھتا ہی — یہان ہے مجھکو سزا وار مردم آزاری
خوشی یہ اُسکو ہے ہولی کے کھیلنے مین فقط — لہو ہے رنگ تو ناسور چشم پچکاری
جو سرکشونکی سزائین یہ ہین عجب کیا ہے — کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری
نہین یہ غار زمین نے جو کی ہے سرتابی — پڑے ہین زخم تری تیغ قہر کے کاری
رہی شدید یونہین مجرمون پہ گر تہدید — یقین ہے چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری
کسی دیار مین ہو سدّرہ جو حکم ترا — جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری
دہن ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو — سخن جو رنگ کو بگڑے سمجھ کے بیکاری
حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے — خضر جو اُسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری
یہ باغِ دہر مین پژمردگی ہوئی پامال — خزان بہار تلک آئی تو بنکے زنہاری
بجا ہے مدح جو عارض کی ہونئی ہر بار — کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری
لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین — تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

سحر ہوئی ہی کھلا ہے سرا کا دروازہ | مسافرون سے کہو کوچ کی ہے تیاری
وہ خوشخرام ہوئے خاک جنکے ماتم مین | زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبکِ کہساری
وہ برق وش ہوے آزار کھینچکر معدوم | کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آزاری
لحد مین اُنپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا | کسی کی جن سے نہ ہوتی تھی نازبرداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا | لحد نہین یہ ہے زنبیل ہمبرِ عیاری
کہان وہ تاج فریدون کی تھی جو آرایش | کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہیِ مصر | کہان وہ حضرتِ یوسف کی گرم بازاری
کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل | کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخِ زنگاری
یہی حقیقتِ دُنیا ہے تو ہے کیا دُنیا | کسی سے کی نہ کریگی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان | وہی جہان سے گئے پیش حضرتِ باری
مسافر اسمین روانہ ہین آنکھ بند کیئے | عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری
رحیہ پڑتے ہین دُنیا مین حادثے دن رات | نشست گور ہے آخر اُٹھا کے بیماری
گرہواے خزان آجکل ہے ایسی گرم | کہ صحن باغ ہوا جامۂ عزاداری
فسردہ ہو گئے دونون گُل ریاضِ جہان | بہار عمر کی ایکدم مین مٹ گئی ساری
یہ اک سال مین دو حادثے پڑے ایسا | کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ یہ ماتم | ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری
جگر یہ حضرتِ آقاے نامدار کا تھا | کہا یہ داغ اُٹھا کر جو مرضیٔ باری
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ | کہ جس سے امن مین ہے خلقتِ خدا ساری
لکھوا | سُنے جو اُسکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سُبکساری | ہُبت سے کر نہین سکتا ہے شیخ دل بھاری

واہ رے نشو گُل و لالہ اگر عکس پڑے
خون لعل آئے رگِ کوہِ بدخشان سے نکل

سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کس سے مثال
کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل

دستِ مژگان سے سنبھالے تھین نگہ کو آنکھین
پھر بھی دیوار یہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل

لالہ آتا تھا نظر یون پسِ دیوارِ چمن
جسطرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل

خط گلزار سے ہر گُل پہ یہ مصرع تحریر
نقش ثانی ہی یہ فردوس ہے نقشِ اوّل

طوبیٰ و سدرہ کی شاخین پئے تسلیم ہین خم
عرش تک فرش سے ہی بادِ بہاری کا عمل

ہی یہ تاثیرِ نمو ہاتھ جو مجرم کے کسین
صورتِ دستِ چنار آئین نئے سر سے نکل

قوّت نامیہ کا تھا یہ تعلّی سے کلام
طارم پست ہو اس باغ مین چرخِ اوّل

سبزہ کا کہکشان غنچہ پروین کیسا
خوشۂ تاک رگِ تاک سے آیا ہے نکل

اور شاخون کا تو کیا ذکر یہ ہے فیضِ نمو
نکلے گر بات مین بھی شاخ تو پھوٹے کونپل

خواب مین دیکھے اگر ترکِ فلک یانکی بہار
شب ہی مین گلشنِ انجم کو کرے مستاصل

کچھ بھی دکھلائے اگر بادِ بہاری نیرنگ
گُل نہان ہون گلدان مین انگارے درونِ منقل

ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہندوے سوسن کے لیے
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلون مین گنگا جل

نوجوانانِ چمن دھوپ سے کیا کمھلاتے
چتر کھولے ہوئے پھرتے تھے ہوا پر بادل

ہر روش سبزے پہ وان عکسِ گل و لالہ نہ تھا
سیج تھی پھولون کی بالاے بساطِ مخمل

مور تھے رقص مین مصروف برنگِ بطِ
جھومتے پھرتے تھے مستونکی طرح سے بادل

سینے تانے ہوئے پھرتے تھے چمن مین طاؤس
اس تنا مین کہ لگجائے گلے سے بادل

لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پائے نسیم
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل

چمنِ دل مین جو عارف کے چلی وانکی نسیم
گُل صد برگ بنے غنچۂ اسرارِ ازل

سوے بتخانہ جو پہونچی تھی ہوائے جان بخش
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزّ و جلّ

کیا عجب دانۂ اسپند ہو جلکر پھر سبز
کہ دھوان اٹھتے ہی بنتا ہی ہوا پر بادل

ہوائے فیض سے تیرے ہو گلستان رُ گلخن
بنے وہ کرمکِ شب تاب اُڑے جو چنگاری

علو مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہتِ خوش جس سے عاریت لیکر
صبا نے باغ مین رکھی دُکانِ عطاری

لباسِ خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعامِ خاص ہے خلقِ خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شانِ ستاری

گہر فشان ہے خلائق پہ بسکہ دستِ کرم
برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری

جو دامِ عشق مین تیرے ہین ہونگے دولتمند
یہ قید حضرتِ یوسفؑ کی ہے گرفتاری

ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازمِ سرکار
عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہے بیکاری

نہین ہے باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گل
نکل نکل کے ہوئے ہین یہ جمع درباری

امیر مدحتِ ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہے بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

گلہ عبث ہے دُعا کر کہ ہے یہ وقتِ دُعا
اُٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرتِ باری

رہے یہ دولتِ و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین ہمیشہ کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکمِ معلّے ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی نعمت دام اقبالہ

عالمِ خواب مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجرِ طور کو جس باغ کی کہیئے کوبل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھے
خواب ہو طالعِ خوابیدہ کا خوابِ مخمل

سامنے اُسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشنِ خلد بھی مجھکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اُسی باغ کا باغِ عشرت
ایک غنچہ اُسی گلزار کا گلزارِ اَمل

ساغرِ عشرتِ کونین وہین کے دو پھول
میوۂ مقصدِ دارین وہین کے دو پھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی پہونچی جو قریب
کھل گیا دیکھتے ہی اسکو مرے دل کا کنول

دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حور لقا
کچھ حسین گرد ہین آگے ہے فروزان مشعل

سا کھلا فیضِ طراوت سے ہوا کے تازہ
پھول سوسن کا بنا اٹھتے ہی دود مشعل

حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل

فرق سے تا بقدم پیکرِ انداز و ادا
غمزہ و ناز سے ڈالے دلِ عاشق کو مسل

گرمیِ حسن سے رخسار بھبھوکا ایسا
شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جائے پگھل

چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
چرخ پر مثلِ زمین جس سے پڑے اک ہلچل

ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام
ہے یقین جائے زمین پانوٗن کے نیچے سے نکل

چھاگلون کے یہی دو حکم تھے وقتِ رفتار
زندہ مر جائین پڑین مردہ صد سالہ اچھل

چوکڑی آہوے مشکین کو ختن مین بھولے
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائے چھل بل

قطرے کہتے تھے پسینے کے رخِ گلگون پر
جوش کھا کر نہ حسن آئی ہو چہرے پہ ابل

لب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مستی
اور آنکھون مین لگا یا تھا غضب کا کاجل

ہاے رے ناز لچکتی تھی نزاکت سے کمر
کچھ جو کاندھے سے دوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل

پتلیون کا جو ان آنکھون کی تماشا دیکھا
دلِ ناداں مرے پہلو مین گیا اور مچل

تیر پر تیر پڑے دل پہ نگاہین جو لڑین
بیجان پانون پہ اسکے مین گرا سر کے بل

اور کی عرض کہ اے عشوہ گر و غمزہ فروش
رحم کر رحم بس آئے دلِ مضطر کو نہ چھل

رخ روشن کی طرح آئنہ تو مجھکو کیا
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدونکو بھی حل

کونسا باغ ہے یہ کون ہے تو مین ہون کہان
تجھسے وحشت نہین یہ اور ہے حیرت کا محل

متبسم ہوا پہلے تو وہ سرمایۂ ناز
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل

سر اٹھا پانون سے یہ بے ادبی خوب نہین
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل

ہوش مین آ نہین یہ قسم نباتات سے باغ
ہو سراپا چمنِ صنعتِ خلاق ازل

طرفۃ العین میں وہ روشنی آ پہونچی قریب
نخل مومی کو بھی لے آتے تو لے آتا پھل

قوت نامیہ کے جوش سے آئینے میں
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئے نکل

تخم تخم اُس کا شجر بنکے نیا پھل دیتا
ٹوٹ جاتا جو کہیں گر کے زمیں پر کوئی پل

پانی دیتا صفتِ دامنِ تر وقتِ فشار
تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا کمل

گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل

نقش پا تھا صفت جام لبالب مے سے
رنگ پھولوں سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا اُبل

گلِ نسرین پہ تھا یوں عکس شعاعِ خورشید
جیسے سونے کو کریں ساغرِ الماس میں حل

غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل ہے کھلتا
عقدۂ گیسوئے خوباں جو وہاں ہوتا حل

ایکدم بلبلِ سرمست جو ہوتی تھی خموش
جام منقار سے آتی تھی مے نغمہ اُبل

دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفائے گل نے
زنگ آئینے کا جسطرح مٹا دے صیقل

آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پاؤں پھسل

آبدار ایسی تھیں نہریں کہ مقابل ہو اگر
میں چشمۂ خورشید کے آجائے خلل

نکہتِ گل سے ہر اک موج جوابِ رگِ گل
پر توِ گل سے حبابِ لب جو رنگ محل

شہد کی نہر رواں مثل جناں ہوتی تھی
پھول پر بیٹھ کے اُڑتی تھی جو زنبور عسل

ہو گیا لوٹ میں سامان یہ آیا جو نظر
پاؤں کسطرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل

لے اُڑی ہوش مرے حیرتِ نظارۂ باغ
آگیا غش [illegible] غش گرا سر کے بل

متحیر تھا کہ یارب ہے یہ کیسا گلزار
غنچہ ہے تنگ دہن کس سے معمّا ہو یہ حل

نوشِ گل میں ہے ہولے طرب انگیز بھری
کون سنتا ہے جو پوچھوں میں کہ کیا ہے یہ محل

قمریوں کو نہیں کو کو سے مجالِ گفتا
بلبلوں کو نہیں نغموں سے کسی شاخ پہ کل

تھا اسی فکر سے دریائے تحیر میں غرق
کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناعِ ازل

ناگہاں مجھکو چمن میں نظر آیا اک نور
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ کے اسکو کہ سنبھل

تازہ تر ہونے کا باعث ہی یہ اس گلشن کے
شجر عیش کی پھوٹی ہو نئی اک کوپل

خلعتِ خاص پنھانے کو ترے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہیں گورنر جنرل

ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہے غافل نہین حیرت کا محل

سر اُٹھا خوابِ تغافل سے ذرا ہوش مین آ
حل ہوے جتنے کہ عقدے تھے ترے آنکل

تہنیت مین تجھے لازم ہے قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قصّہ فیصل

پڑھ کے دربار گہربار مین اشعار مدیح
صلہ مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی آنکھ ہوئے جمع حواسِ مختل

مستعد ہو کے لکھا مطلعِ روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجائے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہے عمل
بچۂ آہو کا ہے اور شیرِ نیستان کی بغل

قطعہ

ناخن کبک نے سیخ کبابِ دل باز
صید گہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

عام ہے فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل

شبِ تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہے سامنے روشن مشعل

چارسو امن رعایا ہے تری شکر گزار
نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل

مل گئے زخم کے مانند شگاف درکوہ
نہ رہا چاک گریبان کو وہان بھی مدخل

پھنک اُٹھے دشت مین ہر جا وہ فتیلے کیطرح
پر تو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخش گردون کی طرح گاو زمین چل نکلے
منھ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجائے کہ چل

موجۂ حلم کا پائے تری ایما گر سیل
اُلٹے پانون سوے کہسار پھرے سر کے بل

یہ ہے منھ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف
گرد سے شہپر عنقا کے ہو تیار محل

تیر ہو چلہ نشین جا کے کمان کے گھر مین
دم پیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل

شکلِ منقار ہون دونون لبِ سوفار بہم
حرف لا منھ سے ترے جائے جو دو بار نکل

اُنس کچھ آج نیا تجھکو نہین ہی مجھ سے
کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روزِ ازل

نہ پری ہون مین نہ انسان نہ غلمان ہون نہ حور
پر لطافت مین نزاکت مین ہون اُنسے افضل

باغ نقشہ ہے صفاتِ حسنہ کا اُسکی
حسن فطرت مین جو یوسف سے کہین ہی اکمل

ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
اور کاسہ ہے کہ سونا ہے کیا اس مین حل

ہے یہ نکتہ کہ فقیرانِ جہاں کی صورت
سائل اُسکے درِ دولت پہ ہین اربابِ دول

ہاتھ پھیلائے جو شاخین زرِ گل دیتی ہین
ہے یہ مطلب کہ دہش مین ہی وہ بے مثل و بدل

ثمرِ نیکی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضربِ مثل

مزہ یہ ہے کہ پھلے پھولے ہین نخلِ اُمید
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل

نظر آتی ہی جھکتی ہوئی طوطی جو تجھے
قطعہ ذوق مستی مین عنادل سے جو سنتا ہی غزل

یہ اشارہ ہے کہ ہر عضو بدن حضرت کا
ہے نواسنج سپاسِ کرمِ عز و جل

بار ور آتے ہین تجھکو جو نظر یہ اشجار
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ سب نخلِ امل

جوشِ رحمت کا ہی اُس بحرِ کرم کے شمہ
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل

دیکھتا ہے جو روان نہر مین پانی شفاف
چشمۂ فیض یہ اُسکا ہے نہین گنگا جل

پوچھتا ہے جو حقیقت کو مری ای نادان
طبعِ نازک ترے آقا کی ہون ای عبدِ اقل

مین زلیخا ہون وہ ہی یوسفِ کنعانِ کمال
ہم ہے آٹھ پہر شاہدِ مضمون سے بغل

نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور اُدھر
یہ قصیدہ وہ مخمس یہ قطعہ اور وہ غزل

جسکو سب کہتے ہین واسوخت شرارت ہی مری
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چھل بل

شجرِ سیب و انار و چمنِ خلدِ برین
ہین مری لذتِ گفتار کے آگے حنظل

اک ادا مین دلِ عالم کو مین چھل جاتا ہون
آہوئے چین و ختن مین یہ کہان ہی چھل بل

تربیت تیری ہے در پردہ مجھے مدِ نظر
روز سنتا ہی مرے فیض سے تو تازہ غزل

ہو عالمِ برزخ کی مبارک تجھکو
ہوئی تقدیر پر سادن گئے کلفت کے نکل

دور ہے عقل سے تشبیہ سکون و سرعت
سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا یان مین خلل

سبقت اندیشہ ہے ہر عضو سے عضو آخر
پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل

قطعہ

وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
گر کرے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل

لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اُڑ جائین
دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل

لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل

قطعہ

آئینہ نعل کا اُسکے ہو جو بن کر تیار
ورآنکھ اُس سے مقابل ہو تو دیکھے جھل بل

حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
ورنا کام ہی آخر کو گرے ہو کر شل

جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ اُن سب مین ہی فرد
[illegible] نرم دُم آگندہ سرین ہین کفل

فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل

ایک ہتھنی مگر اُن سب مین جو سب سے ہے بلند
اُسکی تعریف کرون نام ہے اُسکا چنچل

فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل
دانت پائے کی جگہ اُسکے ہین خرطوم زحل

اور تشبیہ نئی اک سبجھے سوجھی ہے ابھی
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل

پابزنجیر ہر چند مگر ہے آزاد
نالے کیطرح سلاسل سے وہ جاتی ہے نکل

عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اُسکی بیان
متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل

ہی در قلعۂ گردون کی کلید اُسکی کجک
فیلبان اُسپہ کہ سیمرغ ہے بالائے جبل

سبکی طرفہ ہے رفتار مین با اینہمہ شان
غیر ممکن کہ سر مور کہین جائے کچل

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فطرت
ہمنے مانا کہ نہین پاؤن قلم کا ترے شل

یہ کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
گر زبان بند نہین ہو یہ تعلّی کا محل

شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اُس کا
خُلق ذاتی سے چھپا دیگا خطایا و زلل

قدردان سخن و اہل سخن ہے ممدوح
ہاتھ اُٹھا بہر دعا بنتیں خداوند اجل

اور یہ کر عرض بصد عجز خلوص و زاری
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

زلفِ لیلیٰ سے ہے قیس کا دلِ خون ہو کر
شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھائے بہ مثل

اگر ترے مرکبِ اقبال و سعادت کا ہو قصد
کہ مٹا دے تجھے کواکب سے نحوست کا خلل

جسطرح لالے کی آنکھون مین چمن ہے مشہد
یون ہی مریخ کی آنکھون مین فلک ہو مقتل

جسطرح داغ ہے آغوش مین لالے کے یوہین
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل

بیچ سے شق ہو سرِ خامۂ فولاد کی طرح
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل

ہے یقین شاخِ سرِ گاوِ زمین پر ٹھہرے
کہین دھوکے مین پڑے میان سے تیرے جو اگل

جانِ غمگین ترے دشمن کی بدن سے نکلے
نالہ جیسے دلِ پُر درد سے آتا ہے نکل

پھل نہ پائے ترا حاسد کبھی بھٹلا کے درخت
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل

جیسے گر جاتی ہے دستارِ سرِ سرکش سے
کاسۂ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل

لشت دل مین جو مخالف کی ترے جا نکلے
جوہرِ تیغ ملے مور کو دانے کے بدل

رنگ اُڑ کر رخِ دشمن سے پرِ ناوک ہو
گر اشارہ ہو ترا ناوک بنے پر کو کہ چل

چشمِ بد دور سرِ مردمکِ دیدۂ فتح
چشمِ دشمن مین جسے دیکھ کے آجائے سبل

کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط
وسعتِ خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل

پانون مین خار کرے ناخنِ تدبیر کا کام
چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل

ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماکِ رامح
تجکو پائے جو طرفدار سماکِ اعزل

گر تری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے
پر نکالے صفتِ مور ہر اک حرفِ ازل

گرد اُڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہے
زہرہ آنکھون مین لگاتی ہے سمجھکر کاجل

زلف جوزا کو ہے جاروب کشی کی خدمت
ہے اک آزاد غلامِ حبشی تیرا زحل

فیض سے تیرے مہندس صفتِ مہر فلک
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیرِ محل

رگِ گل بنتا ہے لب تک ترے آتا ہے جو شعر
بوئے گل بنکے معانی دہین آتے ہین نکل

برق صرصر سے جو توسن کو ترے دون تمثیل
جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکے مختل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
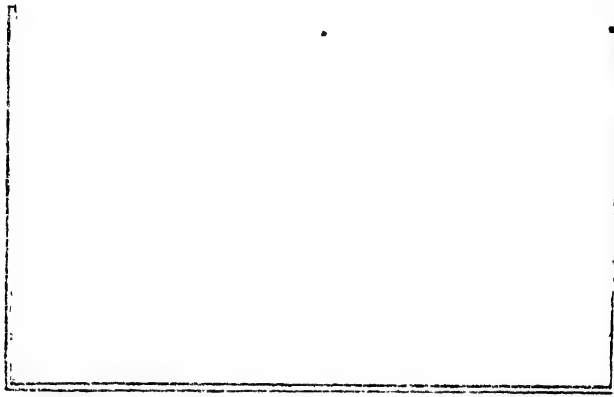
کچھ غم نہیں جو پیش ہے دفتر قصور کا / عنوانِ نامہ نام ہے ربِّ غفور کا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا / دریائے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا

ہمّت ہے شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی / پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہِ دور کا

محروم اُسکے خوانِ تجلّی سے کون ہے / حصّہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا

کہتے ہی یا کریم اِدھر سے اُدھر گئے / لطف و غضب میں فاصلہ تھا کتنی دور کا

میں خاک بھی ہوا تو ہوا اُسکی خاکِ در / چھوٹا نہ دستِ عجز سے دامن غرور کا

وہ صاف دل ہوں مردمکِ چشم کیطرح / میرے سیاہ خانے میں عالم ہے نور کا

مُی اعتقاد صاف کی اِس میں رہے مدام / مینائے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گُل ہو چراغِ زہد / جھونکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

دیکھیں کہ کیا دکھائے قیامت میں شوقِ دید / درپیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

اسرِ خرورنگ سے — رو سیہ داغ نحوست سے ہی جبتک کہ زحل

حسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز — ہے معشوق کا جبتک دلِ عاشق مین عمل

جب تلک مہر سے پُرنور ہے سارا عالم — جب تلک ماہ کی روشن ہی فلک پر مشعل

پرتوِ مہ سے کتان کا ہے جگر جبتک چاک — گرمیِ مہر سے تا موم کا دل جلئے پگھل

جب تلک شہد کے حصے مین رہے شیرینی — تلخکامی رہے جبتک کہ نصیبِ حنظل

نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار — لے مزہ بیٹھ کے ہر پھول پہ زنبورِ عسل

وے گرد کرے فاختہ جب تک کوکو — گل کے آگے بڑھے تا بلبلِ شوریدہ غزل

ست جبتک ہین فدا ساقی دریادل پر — شورِ طاؤس کرے دیکھ کے جبتک بادل

جتنی اُمیدین ہین برآئین مرے آقا کی — خلد کیطرح سے شاداب رہے باغِ امل

ملک و اقبال کو یارب ہو ترقی گھڑیون
یہ کٹھن تو ہے کیا ہند میں ہو جلئے عمل

راستہ تھا اوّلِ منزل جو ناہموار پیش
رفتہ رفتہ نردبانِ بامِ رفعت ہو گیا

قصرِ یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید
باغِ جنت کا قبالہ داغِ محنت ہو گیا

تشنگی مین کوثر و تسنیم کے چشمون پہ ہم
اسطرح پہونچے کہ رضوان غرقِ حیرت ہو گیا

صبحِ محشر جلد چھٹکارا ملا ہم کو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجمِ قسمت ہو گیا

نہیں سمجھ واقفِ یوسف کو اُسکے دورِ دامان کا
گدا درپیش بھی ہو کوچۂ چاکِ گریبان کا

مزہ عاشق کے دل سے پوچھ حسنِ شعلہ رویان کا
تماشا دیکھ پروانون کی آنکھون سے چراغان کا

یہ تیری تیغ نے ایجاد کا ہونا کا شہرہ امکان کا
لگایا ہے قضا کے ہاتھ پر خون شہیدان کا

دلِ پُر داغ مین یہ حسرتون کا خون ہوتا ہے
لہو بنکر ٹپک جاتا ہے رنگ اپنے گلستان کا

زبانِ حال سے کہتا ہے خنجر میان سے نکلو
کہ گھر بیٹھے بنتا ہو کوئی بھی مردِ میدان کا

مرے ہی ساتھ دامن تھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پیچ کھلنا تھا مرے چاکِ گریبان کا

تکلف حسن کا ہر موے خطِ یار مین پایا
نظر آیا مجھے ہر مور مین جلوہ سلیمان کا

بہارِ تازہ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہے
بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہے اس گلستان کا

نہ ہوگا بند جبتک نقدِ جان باقی ہے قالب مین
تجھی سے گھر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا

بہارِ کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھون
نہ بیل بھی نہ بوٹا خوشنما ہے اس گلستان کا

لکھے یکدست یہ مضمون تو بے دستِ حنائی کے
مخمس جو مرے دیوان مین ہے پنجہ ہے مرجان کا

نہ گھبرا اے دلِ وحشی ہوا ہے تو تمام فرقت سے
کہ یہ سایہ بھی سایہ ہے اُسی زلفِ پریشان کا

خیالِ عیش کر لینے لگے فلک نے گو سمجھا ہے
تصور قید ہو سکتا نہیں ہے اہلِ زندان کا

ہمارا بھی قفس سے ساتھ جاتا ہے گلشن کو
اکیلا سیر کرنا لطف کیا دیگا گلستان کا

معاف اے شیخ دھوکے مین اُلٹ دی چھیان مین نے
ترے خرقے پہ شک مجھکو ہوا اپنے گریبان کا

اُچھلتا ہے کلیجہ ڈوبتا ہے دل خدا حافظ
سمندر پیرتا ہے سینہ شبہاے ہجران کا

حاضر مرے جنازے پہ ہوں سب ملائکہ / سایہ ہو سر پہ مثلِ سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصرِ عفو مقامِ بلند ہے / زینہ لگا کے پہونچونگا عذرِ قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو / ارشاد ہو علاج دلِ ناصبور کا

عاشق کیا ہو شوق نے تیرے حبیب پر / یارب امیدوار ہوں عفو قصور کا

دیکھا نہیں ہے تجھکو مگر شوقِ دید ہے / مشتاق غائبانہ ہوں تیرے حضور کا

مر کر ملے نجات لحد کے فشار سے ق / صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پاؤں چین سے سوؤں مزار میں / تکیہ نصیب سر کو ہو زانوئے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے / گلگشت ہے مزار میں غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقیِ کوثر کا واسطہ / اک جام تشنگی میں شرابِ طہور کا

عریاں اٹھوں تو دامنِ رحمت میں ڈھکیگا / ڈھکنا ہے اس پہ رشتہ بدن تیرے نور کا

الفت امیر آلِ محمد کی فرض ہے / مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نامِ عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہو گیا / خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا

مرغِ عصیاں اڑ کے صیدِ بازِ رحمت ہو گیا / دانۂ شاہیں ترازوے عدالت ہو گیا

زرد رو تھا وقتِ پرسش نامہ سربسر میں / فرشِ زریں تھا مجھے صحنِ قیامت ہو گیا

گرمیِ خورشیدِ محشر سے ہوئی حاصل نجات / شامیانہ سر پہ میرے ابرِ رحمت ہو گیا

آلِ احمد کی محبت کا چھپا تھا دل میں خار / بڑھ کے محشر میں کلیدِ بابِ جنت ہو گیا

جم گیا تھا دل میں جو زنگِ معاصی سے غبار / سرمہ بہرِ دیدۂ عینِ عنایت ہو گیا

واہ ہی رحمت جو رکھا پاؤں بالا سے صراط / دستگیری اس نے کی خوف رخصت ہو گیا

جس علم سے نیچے پائی فیضِ احمد سے جگہ / سیدِ انگشت شہادت ہو گیا

دفعتاً صورت بدل کر بن گئی امیدِ یاس / خارزارِ رنج و غم خوابِ لذت ہو گیا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا ایما اگر کر دین
نکالے شیر پر آنکھین غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتابِ حشر کہتا ہے
وہ اک اُترا ہوا پھاہا ہے اپنے داغِ ہجران کا

نئی تقریب پریون کے بُلانے کی ہے دیوانو
یہ صحرا مین عرس اکدن کرین چلکر سلیمان کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ اُسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اُس گوے گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
ہانِ زخم سے ہم چوم لیتے منھ نمکدان کا

نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اُس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

سُنون ہی مجھکو اک پردہ نشین کے دورِ دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاکِ گریبان کا

نظر آتا ہے دلمین رنگ کیا کیا حُسنِ خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلُستان کا

چھپا ہے عیب عریانی سے رختِ جسمِ انسان کا
مرا داغِ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کہین ضبطِ فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لبِ خاموش سے پیدا ہے صدمہ دردِ پنہان کا

صدا یہ قلقلِ مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ بختِ سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا

مگر اُڑتی ہوئی پریان پھسانے کا ارادہ ہے
ہوا پر جال پھیلایا ہے کیون زلفِ پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہو گلِ صد برگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہارِ دردِ دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ دردِ ہجران کا

خیالِ طُرّہ بندھ جائے نہ کیونکر چور کی صورت
طِلا یہ پھر رہا ہے آنکھ مین خوابِ پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسپر
دہانِ یار دروازہ ہے کیا شہرِ خموشان کا

تمھارا پنجۂ رنگین چڑھا جب سے نگاہون پر
جما یار نگ اُترا دل سے اپنے پنجۂ مرجان کا

ترا ممنون ہون اے ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دستِ وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خطِ کوفی مین لکھو گورِ غریبان کا

تعجب کیا کمالِ شوق مین لپٹا جو مین اُس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسمِ عریان کا

مجھے کیا ہولِ محشر ہم سے غمناکون کی آنکھون مین
ازل سے تا ابد پھیلا ہے روزِ ہجران کا

ہان گور سے آواز یہ کانون مین آتی ہے
نہین ہو کام اس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپ کر دم نکل جائے مگر کھلنا نہین ممکن
تری دل کی گرہ ٹانکا ہی میرے زخمِ پنہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون بتا اے ناوکِ قاتل
کہ دو پیاسون مین ہی یہ ایک قطرہ آبِ پیکان کا

امیر آئین کے لیا لیا شمع روزنون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہے رنگین تمہین تکمہ گریبان کا
لگا دو لعل اسمین قطرۂ خونِ شہیدان کا

اسیرِ عشق ہو کر زمزمہ سن طائرِ جان کا
چہکتا ہے قفس مین جا کے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرے ہاتھ آیا ہے ہمکو کتابِ ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہرِ خموشان کا

تمہارے بانکپن کی شان کچھ اسمین نکلتی ہے
کھنچے تو دور کر منھ چوم لن شمشیرِ عریان کا

دھوان اٹھتا ہے داغِ آتشینِ سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہے بدلی مین ہلال اپنے گریبان کا

خیالِ خط مین ہی گل جا نکلتا ہون جو گلشن مین
لگاتا ہی ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے تنگ کی وحشت
اٹھائی اس نے چلمن رہ گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہو عاشق دکھا دیتا ہے رنگ اپنا
شبیہِ طوقِ قمری ہی دھوان سروِ چراغان کا

یقین ہی بنتے بنتے ہو گیا لب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنائین کاسہ گر خونِ شہیدان کا

نہ پوچھو حالِ دل کا میرے آہ بے ا
درختِ بے ثمر ہی یہ اسی اجڑے گلستان کا

دلِ سرگشتہ میرا دیکھ کر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہے کو ہے کوئی بگولا ہے بیابان کا

کہان ساماں تھا وحشت مین کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کر مین نے گریبان کا

قدم بڑھتے ہی ہاتھون بڑھ گیا دامِ میدان کا

ہم رکھا اس پری سے دی جو گردش نے پہ دامن کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا چترِ سلیمان کا

تفوق رکھتی ہی سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہین دامن سے ہوتا ہی مقام اونچا گریبان کا

گھٹائین غم کی چھاجاتی ہین لیکر تیرہ بختون کے / بلا ہے غنچہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا
ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اُس گل کے ہاتھ اپنا / یہ باعث ہی کہ شل ہو تھنے بنایا پنجہ مرجان کا
اُترتا ہی نہین غصہ کسی دم چشم و ابرو سے / پری رویون پہ کیا غصا ہی سرکار سلیمان کا
خیال لعل و رخ ہی رات دن آنکھون مین پھرتا ہے / اُجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا
مرے غم مین دوان آنسو ہین آنکھون سے حسینون کی / کہ ماتم ہو رہا ہے گھر مین پریون کے سلیمان کا
انا الحق بولتی ہین قمریان حق شرہ کیسا / جسے کہتے ہین دار اک سرو ہی اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اک صفحہ ہے دیباچہ
سواد خامہ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو گیا / ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا
ترغیب دی شراب کے پینے کی کیون اُسے / حق تو یہ ہے مین [illegible] ہو چکا
اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ / فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا
بالین پہ میری کس لیے آیا ہی طبیب / تجھ سے علاج درد دل زار ہو چکا
آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح / سو بار مین فریب [illegible] بیمار ہو چکا
زنجیر پا ہے ضعف سے ہر موج بوریا / ستا ہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا
افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی / جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا
اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے / امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا
جب آستان یار پہ حاضر ہوئے ہین ہم / دربان سے یہ سنا ہے کہ دربار ہو چکا
باقی ہزار شوق خط شوق نا تمام / قاصد کمر کو باندھ کے تیار ہو چکا
کافی ہے زلف جال بچھاتا ہے کس لیے / صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا
دنیا مین کون غم ہے نہین جسکے بعد عیش / آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا
دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے / یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

خلوت ہمین کے آنے کی تھی گھر مین آرزو — یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ ای درد کر تلاش — مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغانِ باغ تمکو مبارک ہو سیرِ گل — کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اڑا دیا — کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا — پانی ابل کے چاہِ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے — انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامنِ گلچین پکڑ لیا — بلبل کو ذبح کرکے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یادِ سگِ یار نے کیا — ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

ہم سبزہ رنگ خط بھی بنا اتو بوسہ دے — بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوجِ حسن پر — قمری کا نالہ سروِ چمن سے نکل گیا

مدِنظر رہی ہین ایسی رضاے دوست — کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ — روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمون کی تلاش — کوسون مین آہوانِ ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میانِ صف — جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھ کے بزم سے کیا اٹھ گیا اسیر
بلبل چہک کے صحنِ چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا — حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہانِ پلید کا — خونِ حسین غازہ ہے روے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان — کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لیگئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما — لاش اپنی بعدِ مرگ ہے توشہ فرید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین — آئے جسے جسے ہو ارادہ خرید کا

میرا سوال سن کے جو خاموش ہو رہے — مین خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہو چکا

اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم — محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہے کس کو حوصلہ اخفاے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظ حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا — روز کا تمنے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا

دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون مجھ پہ تو روتے — سیر کیسی ترے کشتے کا تماشا کیسا

مے پیو شوق سے خالق ہے رحیم اور کریم — میکشو خیر ہے اندیشۂ فردا کیسا

آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان — دوستانہ بھی کبھی دوست سے شکوا کیسا

جائے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین — نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا

نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست مسیح — تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا

نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے — گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا

آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی — اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا

کبھی دیوانۂ الفت نہ تمھارا سمجھا — لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیا کیسا

شک نہین اسمین لب ہو مصرع موزون قد یار — پر کہو جی سے جواب ہے یہ سکتا کیسا

جوش وحشت مین اس دشت مین آیا کہ جہان — اٹھ گئے قیس نہین ناقۂ لیلیٰ کیسا

کہتے ہین دست مسلسل کی لکھو تو تعریف — دیکھین اس فن مین ہے تمکو ید طولا کیسا

تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس — رہ گیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہے یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا — بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا

ٹھہرین کبھی کہون مین نہ دم بھر بھی راست رو — یا کمان مین تیر توسن سے نکل گیا

عکسی شبیہین کھینچنی رُخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپنا ہے کلامِ مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہان سے جوابِ خط
بھیجا ہے نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹ گئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دلِ زخمی کا مجھ سے حال
نشا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کس دن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا لے امیر ہے توشہ فرید کا

مجھکو محب سمجھ کے حسینؑ شہید کا
کرتا ہے تنگ قافیہ تاب بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جائے شہاب خون ٹپکے گا شہید کا

ہوتے ہین تر پسینے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

اتراتے ہین جو لوگ پہن کر لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہنِ صبحِ عید کا

بت بن کے وقتِ نزع نہ بالین پہ میری بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہین خط ہے رسید کا

کرتا ہے مثلِ چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہے مرید کا

گردن تو کیا نہیں مرے اعضا کو خوفِ تیغ
بل ایک ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولین گے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہے دل مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
ڈر رہتا ہے مجھکو ذکرِ عذابِ شدید کا

پیرِ مغان نے مجھکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن مین غم ہے عشرتِ دنیا ہے ظاہری
پہنے ہوئے لباس محرم ہے عید کا

مہندی کی ٹٹیان نہین پر میرے باغبان
کیون اپنا ہاتھ صاف ہے قطع و برید کا

فاقے سے ہون تو صاحبِ غیرت نہ رخ کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

ہان اے کلید دارِ قضا کھول قفل بخت
کچھ اس مین گھس نہ جائے گا ناخن کلید کا

کشتون کا کھیت کاٹتے کہتی ہو تیغ یار
جامہ بھی یہ قطع ہے قطع و بُرید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہے مُرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیبِ سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاکِ یزید کا

کیا جانئے ہر دو نکا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

اے تُرک تیرے رُعب نے ایسا دبا دیا
اُچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جسم فرنبت پرست
ناقوس غل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اُس کے روے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوے خون
آیا ہے لالہ بھیس بدل کر شہید کا

کیونکر کھنچون نہ مین طرفِ قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلّی کی دید کا
ہے کوہ طُور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لُطف ہے اب اُسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دودِ شبِ فراق کا نقاش مجھ سے ہے

مسجد سے سوئے میکدہ ای شیخ یون نہ دیکھ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مُرید کا

ایسی سزا کہ رُعب سے قاتل کے روزِ حشر
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین رہن مے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مُرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اُٹھ ذرا نہ ذا گفت وشنید کا

وہ یادِ ابن ساقی کوثر مین مئے پیون
شامی کباب بھُن کے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھ سے خنجرِ قاتل گلے ملا
دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

کرتی ہین دل کو خون اُن آنکھون کی پتلیان
اِن منجنون کو ذوق ہے مے کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھلے گا دہانِ یار
م پیشتر کلید کا

تخفیف دردِ دل کا کرونگا جو مین سوال
نکلے گا آبلہ جفر مین ہل من مزید کا

ہو اُس سے بوسہ لبِ شیرین کی کیا اُمید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خط عذارِ یار کا کیا وصف کیجئے
نور وز کا یہ زائچہ خطبہ ہے عید کا

باتین مری سُنین تو یہ منھ پھیر کر کہا
تاراس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا کو کشتۂ اُلفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزارِ شہید کا

لیتی ہے بوسے عارضِ محبوب کے وہ زُلف
کافر کو بھی ادب ہے کلامِ مجید کا

حجام میرے دل کا دکھادے جو آئینہ
اُن سے زیادہ دُون اُسے انعام عید کا

کُندن سا رنگ یار دکھلائے جو رُخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیئے زر کی کشید کا

کلثا سخت قلبِ رقیب سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

مقتل سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلو سے بریدہ شہید کا

خطِ عارض نے دلِ اہلِ رقم توڑ دیا
بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا

اہلِ محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے درِ باغِ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جو ڑا ترا ہم دیکھ سکین
لفت کا ترے توڑ دیا

دل نے اِک آہ مین نابود کیا انجم کو
ب جبتھا کھینچ کے شمشیر دودم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی در وانے پر
سرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اُسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھنے سے ہوے کشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقاتِ عید کا

ہے دل کو شوق اُس بُتِ قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چا
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

یارب ہے وہ چاہِ ذقن خط سے حفظ مین
گھیرے نہ اس فرات کو لشکر یزید کا

چاہے جس حسین کا وے ہم سے جنسِ دل
سرمایۂ کریم ہے توشہ فرید کا

دنیا پرست کیا وہ عقبیٰ کرینگے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

و مست ہوں کہ مین نے شبِ قدر کی دعا
رمضان تمام ہون کہیں دن آئے عید کا

لس گلبدن نے ہاتھ سر رہ لگا دیا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نہ پائے غیر بغلگیر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جائے عید کا

اپنی کہین کہ اُسکی سُنین وقتِ نزع ہم
داکہ وقت تنگ ہے گفت و شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

باب بک کے روز کھاتے ہین واعظ مراد ماغ
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

لوٹے گی لذتِ لبِ شیرین مری زبان
قفل دہن پر اُسکے ہے دانت اِس کلید کا

شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
اُلٹی ہے بات پیر ہے پیرو مرید کا

ضائع نہ جلئے دل پہ جو کھایا ہی داغ غم
یارب چراغ ہو کسی قبرِ شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
یان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

للہ رے مکر صاحبِ بخلِ شدید کا
گلے پڑے تو نذر مزار بنائے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
دُورا جو بارہ کا ہے وہ حبل الورید کا

اُس کوچے کے گدا ہے تہیدست مین وہ ہم
رضوان سے ہے ارادہ جہان کی خرید کا

چالاکیان تو دیکھو مجھے قتل کرکے خود
اوروں سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوئے عشق
تصویر مین بھی رنگ ہے رُخ سے اُڑا ہوا

ہے دل کا سرد مہری معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہین عضو تن
کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جُدا ہوا

یاد کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ
کاسے مین اپنے بال پڑے بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دلِ عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی دہنِ اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہون کہ نقشِ قدم مرا
پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اُسکو کسنے دکھایا غضب کیا
جلاد خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بُت
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلا ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیون نہ دور سے
ساقی کا دل ہے میری طرف سے بھرا ہوا

شاید خطا اُس ہتھیلی کے حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائرِ رنگِ حنا ہوا

ڈھونڈھا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہِ ذقن کو چاہ مہِ مصر کیا کہون
مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتۂ اُلفت کا توڑنا
یون قتل کرکے کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہے اے ترک کچھ خبر
آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آنکھون پہ ہے جلوۂ معشوق سامنے
ہے مدتون سے بیچ کا پردہ اُٹھا ہوا

انسان کی مرگ و زیست نہین ہے کسی کے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اُس گُلِ گلزار حُسن تک
دم مین ہو پہنچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہے امیر کو کیا جانے کیا ہوا

ہمسرِ زُلف قدِ حور شمائل ٹھہرا
دیدۂ تر سے جو دامن مین گرا دل ٹھہرا
کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
نکہتِ گل سے پریشان ہوا اُسکا دماغ
نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کی طرف
حسنِ جبیں طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
خط جو نکلا رُخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
علم اک نقطہ جو مشہور تھا ای جوشِ جنون
دور جبتک تھے تڑپتا تھا مین کیسا کیسا
کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
دوڑتا قیس بھی آ ملے ہے نہایت ہی قریب
دم جو بیتاب تھا مدت سے مرے سینے مین
ہم بڑی دور سے آئے ہین تمھارا ہی یہ حال

لام کا خوب الف مدِّ مقابل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا
دیر تک گوشِ پر آوازِ سلاسل ٹھہرا
جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا
زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا
اک ذرا ناقے کو لے صاحبِ محمل ٹھہرا
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا
گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

ابتک آتی ہے صدا تربتِ لیلیٰ سے امیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
پہچے کفن نصیب جو بعدِ فنا ہوا
دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
بختِ سیہ نہ ضعف مین ہم سے جدا ہوا
مین ہٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ ہٹ گیا
پھتا رہے ہین خون مرا کر کے کیون حضور

اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمین خلعت عطا ہوا
ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا
قدِ خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا
سایے سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا
بس اسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

مین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مرے زخمون مین لازم صوف ہی یوسف کے دامن کا

دھڑی مسی کی ہونٹون پر جمی ہی خیر ہو یارب
اگر بگڑے سیر گلشن رنگ اُڑے گا آج سوسن کا

تہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجھکو ہوش گردن کا

ملون کفار مین جا کر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑنا ہی بھیس بدلون مین برہمن کا

تردد کیون ہو یارونکو کہان گاڑین کہان تو بین
جہان وہ پانون رکھدین ہی ٹھکانا میرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
تمھین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جان بخش پر مسی نہین اُسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اُسکی تجلی ہی
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

لٹا ہوتا ہون رستہ روک کر اُس شوخ پُرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آنکھا باندھتا ہون جا کے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اُس صراحی دار گردن کا
بڑا پھندا گلے مین گر گئی مئے ڈھل گیا مینکا

موئے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجھکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہی بجلی بھی جو آتی ہے
ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اُٹھاؤن سختیان لاکھون کڑی بات اُٹھ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہائے تیغ بُران نقد جان اہل جرأت ہے
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کمی جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ بڑھ کے تسمہ میری گردن کا

تصور سے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہی یا کمرہ ہی کوئی کنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب سے کی ہی گلی جس جگہ اُسنے
قیامت تک اُگے گا اُس زمین سے پھول سوسن کا

وہ محو درد الفت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
چٹکنے مین ہی غنچونکے مزہ بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہو ابر کرم میری زراعت پر
بنے برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین دور آخر ہے
کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہی آج ساون کا

فراقِ یار نے بیچین مجھکو را
ادھر رکھا

شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
ہل وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
اسے زیرِ قدم رکھا اسے پیشِ نظر رکھا

مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشکِ خونین نے
عجب یہ طفلِ ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگِ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
عزیز ایسا کیا مرکر اسے چھاتی پہ دھر رکھا

جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہے حضرت نے کر رکھا

نہ کی کسنے سفارش میری وقتِ قتل قاتل
ن نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا

غضب ہے سے وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے
جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہے میرے سر پہ اُسکی لغزشِ پا کا
اُسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا

زمین مین دانۂ گندم صدف مین ہم ہوے گوہر
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا

ترے ہر نقشِ پا کو رہگذر مین سجدہ کر بیٹھے
جہان تو نے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگونِ مے کیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابرِ رحمت جاے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کر جاتی ہے پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز مقتل پہ گمان ہے مجکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بو لنارن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے
یہ غمزہ تو اہی سفاک حق ہے میری گردن کا

نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
یا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا

بہار آئی ہے اے دستِ جنون یا عید آئی ہے
بیابان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

کبھی خورشید تاکے گا کبھی مہتاب جھانکے گا
رہنا نہین اچھا ترے کمرے کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان مر سمجھے چشم و مژگان کی
لیے ہین پتلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

کبھی کعبہ کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پہ شیخ و برہمن کا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو — کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا
تمھاری آنکھ کے ڈورے نے دل مرا کھینچا — نہال تاک کا ریشہ لسے کمند ہوا
جھٹک کے آئے وہ زلف سیاہ پر افشان — شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا
نہ پوچھ اُلفت خال سیاہ کا باعث — پسند اپنی ہے مجھکو یہی پسند ہوا
کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار — جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا
مزہ ملا سگ جانان کو استخوان کھاکر — ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا
برنگ شمع جلایا یہ سوز اُلفت نے — کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا
کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا — بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا
لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشم حیران کا — ہزار بند لفافہ کیا نہ بر

امیر پا-
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

لگالیں گے یہ شمشیر بُران حوصلہ دل کا — ہان زخم سے ہم چوم لین گے ہاتھ قاتل کا
تڑپنے مین دکھا جاتی ہے کچھ انداز بسمل کا — مگر کھایا ہے جرکا برق نے بھی تیغ قاتل کا
عجب کیا ہی اگر گردون تہید ستون سے کھنچتا ہی — محلہ چھوڑدے منعم جو ہمسایہ ہو سائل کا
سفر مین یاد اُسکے مصحف عارض کی ایسی ہے — کہ ہر منزل پہ دھوکا ہی مجھے قرآن کی منزل کا
بھر اشکون سے کیونکر دامن مقتل مین حیران ہون — نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا
یقین ہی دیکھتا عالم یہین سے شکل حورونکی — در جنت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا
کیا تو آب و دانہ ترک راہ عشق مین لیکن — بہت دشوار روزہ رکھ کے طے کرنا ہی منزل کا
فساد اُس ترک کو عشاق مین مدنظر ٹھہرا — نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹواتا ہے بسمل کا
بھلا کر مانگ کی اُلفت کیا برباد آنکھون نے — ٹھگون نے مجھکو مارا راستہ بھٹکا کے منزل کا
نہو جبتک کہ حکم اُسکا کرے وہ قتل کیا ممکن — کہ عزرائیل اک جلاد ہے سرکار قاتل کا

پھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجکو
کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوبن کا

آمیر آیا نظر جب چودھوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہے نقشہ اُس کے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسیٰ کرتا
جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا

آبرو گردِ یتیمی مین جو پیدا کرتا
گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا

ہاتھ رکھے مین اُٹھا زخمِ گلو پر دم حشر
مجھ سے ہوتا کہ مین جلاّد کو رُسوا کرتا

تو وہ بُت ہے تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعویٰ کرتا

جب تلک گنبدِ دوّار کا ہوتا اک
گردشین لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا

نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح
خاک اِس گلشنِ ہستی کا تماشا کرتا

خط پشتِ لب جان بخش نہین جائے عجب
خضرؑ سے کیون نہ مُلاقات مسیحا کرتا

اے اجل دن ترے آنے کا جو ہوتا معلوم
کچھ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا

غم اُٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب
اک مجھکو نہ

وہ جو امید برآری پہ آمیر آجاتے
پہلے مین ترکِ تمنا کی تمنا کرتا

غبار اُس کے لبِ بام تک بلند ہوا
تمند کا جھونکا جسے کمند ہوا

جہان کسی کا دُکھا دل مین دردمند ہوا
جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا

کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
درِ کریم سُنا ہے کبھی کہ بند ہوا

برنگِ اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین
خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا دور معاصی نے حوصلے کو پست
کبھی نہ شرم سے دستِ دعا بلند ہوا

دل مرا ہے کہ جسین خیالِ یار ہے نقش
کبھی سُنا ہے کہ عکس آئنے مین بت

تِی حد سے بڑھ جائے تو ہوتا ہے زوال آخر
سوا ہے ایک شب سے کب زمانہ ماہِ کامل کا

وہ ہی خونریز عالم تو جو رکھدے ناز سے انگلی
تو عالم مُرغِ بسم اللہ مین ہو مُرغِ بسمل کا

لڑی اتنی نگر رسوا کریگی کیا قیامت مین
کہین ای سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو نہ قاتل کا

الٰہی اشک بھر آتے تھے اُنکی سرد آہون پر
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اُنسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہی غبارِ گورِ مجنون نے
بگولہ جو اُٹھا قبہ بنا لیلےٰ کے محل کا

آ امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اُسکی چلمن سے نہ عاشق کو جُدا رہنا تھا
زد پہ تیرِ نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سُرخروئی تھی جو منظور تو مانندِ حنا
دل کو اُس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہو گیا بند درِ میکدہ کیا قہر ہوا
بابِ توبہ کی طرح اُس کو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا اے دل
نقشِ پا بن کے سرِ راہ پڑا رہنا تھا

چشمِ نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا
اے حیا تجکو انھین آنکھون مین کیا رہنا تھا

پھولنا تھا نہ بہارِ چمنِ ہستی پر
رنگ سے بو کی طرح گل کو جُدا رہنا تھا

آئے بتخانے سے کعبے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہین ہم کو پڑا رہنا تھا

حل کے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جُدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اُسکی جو ہے مجھ سے کشیدہ تو ہے
دامن یار کو مجھ سے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اُس تُرک کے توسن ہی کو رحم آجاتا
نیم جانون کو سرِ راہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنۂ محشر کو دو بالا ہونا
قامتِ یار کے سائے مین پڑا رہنا تھا

سینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہوا ب خیمۂ لیلی پہ محمل کا

اثر ہی ناتوانی کا یہانتک بعد مرنیکے
کہ رستم بلتے بلتے زال ینجاے مری گل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

مدا ہی سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پائون قاتل کا

رہِ اُلفت مین بے آبی ذفن کی دلکو آفت ہی
ضاہی چاہ اگر ہو خشک منزل

امیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
ہے اُس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتہاے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھر آتا ہے قاتل کا

نشان اینامہ بر کیا پوچھتا ہے قصر قاتل کا
لگا ہے آئنہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

فرشتون پر عیان ہی سحر اُس زہرہ شمائل کا
خطِ چاہِ ذقن ہے یا دھوان ہی چاہِ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اُڑایا ڈھنگ چاکِ آستین نے دستِ قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلا و بُلا یا ہی جو غیرونکو
جُدا دفتر سے رہنا چاہیے افرادِ باطل کا

زبان پر تذکرہ اُس تیغ ابرو کا جو ہے ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہے گلوے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہ محبت۔
کہ چلنا دو قدم کرتا ہے طی دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہون رہے بے آب خود دلبر زبانی سے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مری گل کا

۔ از غفلت سفر
مسافر رات سے کرتا ہے سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مُردن بھی رہے مشق ستم مجھ پر
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گل کا

آسمی نقطۂ رخ بے نقطہ کب عالم مین دا

جو بھیری آنکھ غیرونکی ہے تو اُٹھا لُطف یارونکو
رنگ محفل کا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین تیرے تیر کا / ہلگیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا / چلدیا صیاد چھپا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو بتا دیتے ہین تیرے تیر کا / ام ہے نقش قدم بھاگے ہوئے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ دخل کیا / رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون اُٹھکے مین ہر ایک صبح / رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب تھکا گردون مرے دل نے اُٹھایا بار عشق / بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ / صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

رات دن پہلو مین ہے کوئی نہ کوئی سیم تن / جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت مین چبھے ہین خار ایسے ہر قدم / پاؤن شانہ بنگیا ہے گیسوئے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب / حال ہوتا ہے پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت نے سوا ہے صاحب جرأت کی قدر / سیم و زر سے تیز ہے نرخ آہن و شمشیر کا

حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا سے سزا / پوست کھنچوا جائے گا صیاد آہوگیر کا

پھونکتی ہے مجکو اس گیسو کی افشان کی چمک / دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہ ہے ناوک فگن تیرا بہک جائے جو ہاتھ / آپ اُڑ کر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیکر جگہ / دیدیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اُسکو ہے امیر / سلسلہ پہونچا کہان جاکر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم ترے نخچیر کا / روتی ہے منھ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تابان ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا / گیسوے پیچان دھوان ہے خانۂ زنجیر کا

آئنہ سکتے مین آجاتا ہے مجھکو دیکھ کر / منھ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہے دل ہے ابرو سے دونیم / وار چھپر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

محتسب شہر کے یان
ساقی مین صراحی کا گلا رہنا تھا

ساز تھا مجھ سے جو آہِ دلِ سوزان کو اسیر
برغم بنکے مری گور پہ چھا رہنا تھا

کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر ہوا
دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر

شکارا راز حسن کبریا کیونکر ہوا
ہ کے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا

ے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے نا امید
تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

جہ حیرت اہلِ دُنیا مین ہے اپنا حال دل
ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہ

وش مین آمد حواس اتنا نہو روتا ہی کیون
قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہ

ینا بندہ بھی بجھے کہتا ہے پھر محتاج بھی
مجھ سے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر

از اٹھائے مین نے پالا مین نے حضرت کون ہین
دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا

پوچھیے قاتل زبان تیغ سے سب سرگذشت
کشتے کس مُنھ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا

جیتے جی برسون مین تڑپا تب نہ لی تمنے خبر
مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

مین نہ مانونگا کہ دی اغیار نے ترغیب قتل
دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہ

خط لکھا تھا مین نے سیرے ہاتھ کرنے تھے قلم
نامہ بر میرا سزاوارِ سزا کیونکر ہ

لوٹنا دیکھا نہین جاتا بنے ہو نرم دل
ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہو

دل اگر ہو صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار
دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا

مین نہ مانونگا یہ آئینے کا ہے سارا قصور
خود بخود وہ خود پسند و خودنما کیونکر ہو

اُسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا
خلق یہ کیون پوچھتی ہے ماجرا کیو

جانتی ہے کیون زبانِ تیغ قاتل بار بار
بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر

داورِ محشر کو بھائی میری اسکی یہ جھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیونکر ہوا

وبلا تھی مر گیا پھنسکر ا
یہ برا جھگڑا نہ پوچھو فیصلہ کیونکر ہوا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا
روکے اُس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
شل مکتوب نہ کہنے مین ہے کیا کیا کہنا
اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دے یارب
بچار ڈکھاتا ہے جو غیر دنکو جھپٹ کر سگ یار
ہر بُن مو ئے مژہ مین ہین بیان سو طوفان
وصف رُخ مین جو سُنے شعر وہ ہنسکر بولے
لا سکو گے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے منھ سے
خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مٹے آنسو کو
ایسے نادان ہین جو لپٹے کو بُرا کہتے ہین
بتو یادِ خدا کرنے دو
پڑھتے ہین دیکھ کے اُس بت کو فرشتے بھی درود
ی بتو تم جو ادا آکے کرو مسجد مین
ان حسینو نکی جو تعریف کرو چڑھتے ہین
شوق کعبے لیے
ساری محفل کو اشارو نمین لٹادو ایجان
گھٹتے گھٹتے مین رہا عشق کمر مین آدھا
مین تو آنکھون سے بجا لاتا ہون ارشاد حضور

بات کہنا بھی تمھارا ہے معمّا کہنا
ہنس پڑے اسپہ تو پھر حرف تمنّا کہنا
نہ مری طرزِ خموشی نہ کسی کا کہنا
صبح نزدیک ہین اُنسے ہے کیا کیا کہنا
مین یہ کہتا ہون مرے شیر ترا کیا کہنا
عین غفلت ہے مری آنکھ کو دریا کہنا
شعر ہین نور کے ہے نور کا تیرا کہنا
ارنی منھ سے نہ لے حضرت موسیٰ کہنا
اب اگ
سچے موتی کو ما سب مین جھوٹا کہنا
ہو بُرا بھی تو اُسے چاہیے اچھا کہنا
زندگی بھر تو کیا مین نے تمھارا کہنا
مرحبا صلّ علیٰ صلّ علیٰ کیا کہنا
لب محراب سے کہیے نام خدا کیا کہنا
سچ تو یہ ہے کہ بُرا ہے انھین اچھا کہنا
میرے اللہ بجا لاؤن مین کس کا کہنا
لطیفا کہنا
جامۂ تن کو مرے چاہیے نیما کہنا
آپ سنتے نہین کانون سے بھی میرا کہنا

جستی طبع سے اُستاد کا ہے قول امیر
ہو نہ مین سست مگر چاہیے اچھا

طوق مجنون کی گرانی کیا اٹھا ہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہو مری اُتری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹا ہے تری مژگان نے دل
توڑ اسمین تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعتِ دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھ دمِ آخر نہ اُٹھا سخت جانی کا مزہ
پاس مجھکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئیگا وان عاشقِ دلگیر کا

رنگ لایا جوشِ وحشت عشقِ چشمِ یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہائے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اُگل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اُلٹا ہو گیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازارِ تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقدیر کا

مر گیا دیوانہ کا کل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسی کی ابروے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گرد باد آسا ازل سے ہون مین وہ وحشی امیر
خاکِ غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے بسمل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثلِ سلاسل لپٹ گیا

اُس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچون کی شکل ہو گئے فصلِ خزان مین پھول
مکتوبِ اشتیاقِ عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لبِ دریا جو پانو سے
زنجیر بنکے دامنِ ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برقِ آہ
رہزن سے ڈر کے رہروِ منزل لپٹ گیا

لیلی تو محملِ دلِ مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروائے ننگ و عار نکر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سرِ محفل لپٹ گیا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے / قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ کو دور دکھلایا / ر ــــ جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا درِ جانان پہ ہم ہوئے پامال / ہمارا سر نہ ہوا سنگِ آستانہ ہوا

فروغِ دل کا سبب ہو گئی بجھی جو ہوس / شرار شستہ سے روشن چ نہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت / گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا

حسد سے زہر تن آسمان میں پھیل گیا / جو اپنی کشت میں سرسبز کوئی دانہ ہوا

چنے مہینوں ہی تنکے غریب بلبل نے / مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف میں چھائی یہ تیرگی شبِ ہجر / کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

جوشِ گریہ ہوا میرے صید ہونے پر / کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اُسکے میرے کب سے ہین / یہ حسن و عشق تو اب ہو اُسے زمانہ ہوا

اٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی / امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس ترنگ سے دھیان آیا اُس رخِ پر نور کا / آگے آگے سیکڑوں اکا تماشا شمع طور کا

مل گیا بوسہ جو اُس کے عارضِ پرنور کا / ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہالِ طور کا

رنگ داغوں میں مسے پیدا ہوا ناسور کا / ب کلیجا ہو گا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتا ہے واعظ کو غرور / پھلوں تربت بنا کر نذر کو انگور کا

آؤں کیا فردوس کو رضوان میں نازک طبع ہوں / ملزم ٹھیں گے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادیٔ وحشت میں کہتا ہے دل / المدد اے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق میں / کچھ نہ مسے شیرین بڑھا صدقہ دل تو اہلِ دور کا

ہے حسین کیا منہ ہے پریوں کا جو تیرے منہ چڑھیں / دیکھکر تجکو اُتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہِ حق سے طاعت کی ملتی ہے جزا / ہے بڑی سرکار حق رہتا نہیں مزدور کا

قدوم قاصدِ جانان سے فخر خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگِ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہے خدائے غفور کی رحمت
بہے جو نزع مین آنسو اُسے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگِ بُو اِدھر آیا اُدھر روانہ ہوا

کمانِ حسن نہ تھی آشنائے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ اُلفت کا مین نشانہ ہوا

خدا کی راہ مین دیتا ہے گھر کا گھر لینا
اِدھر دیا کہ اُدھر داخلِ خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان بس فنا صد شکر
غبار اُڑ کے سرِ قبر شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دردِ شانہ ہوا

نشانِ غیر کہان صیدگاہِ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوئے گُل آئی
سمندِ ہوش رُکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاجِ یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

ہجوم رنج ہے دینارِ داغ سے ملتے ہین
جگر کا چاک نہ ٹھہرا درِ خزانہ ہوا

یہ بدحواس کیا شوقِ جبہہ سائی نے
کہ سنگِ راہ بھی مجھے سنگِ آستانہ ہوا

زمین اُٹھائی یہ نالون نے سر بوقتِ سجود
بلند بام سے وہ سنگِ آستانہ ہوا

پتہ امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ اِدھر سے اُدھر زمانہ ہوا
وہ بُت وفا پہ نہ آیا مین بے وفا نہ ہوا

سرِ نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجکو غمِ زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

اُمید جا کے نہین اُس گلی سے آنے کی
برنگِ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق و سیل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

جلوۂ حسن الٰہی اور پتھر اے کلیم
گور بھی ہے گورکن
آدمی کا منھ ہے جو دعویٰ خدائی کا کرے
ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ
تو نہولے یار تو جنت جہنم ہے مجھے

آپ کی گرمی نے چمکا یا ستارہ طور کا
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا
بولتے ہین آپ حضرت نام ہے منصور کا
ہو مزار انگور کے سایے مین اس مغفور کا
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منھ حور کا

غیرت اہل دول منظور ہے مجھکو
بھیک بھی مانگون تو کاسہ لون سر فغفور کا

جب سے باندھا ہے تصور اس رخ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہے چراغ طور کا
بخت واژون سے جلے کیون دل نہ بھی مہجور کا
مرہم کافور سے منھ آگیا ناسور کا
اسقدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی مین نے تو سنگ طور کا
تجھکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے
ہم بغل تجھ سے ہوئے پہلو دبایا حور کا
گور کا فرکس لیے ہو تیرہ و تار اس قدر
پڑ گیا سایہ مگر میری شب دیجور کا
حسن یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہی فرق
جو ٹ یہ نزدیک کی ہو وار تھا وہ دور کا
قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسی کا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا
چہرۂ جانان سے شرما کر چھپایا خلد مین
خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا
حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کا ٹتا ہے کون شمع طور کا
زلف در رخسار سے نیرنگ قدرت ہے عیان
مہر کے نیچے مین ہے دامن شب دیجور کا
خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہو کر سرمہ بنجاتا ہے پتھر طور کا
غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر
سونے والونکو جگا سکتا نہین غل دور کا
پوچھ لینا مسند وطن کا حال اے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون اٹھا دور کا
عجز کرتے ہین عوض جان سے بھی خاصان حق
جھک گیا سر آگے پائے دار پر منصور کا

ہون وہ مےکش باغبان فوراً مجھے پرچہ لگا
ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دنیا جسکے سر پر ہے اُسے راحت کہان
چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دینی ہوائین اُس کو آہ سرد کی
جوش خون گرم سے آیا ہے منھ ناسور کا

کب کی آ چکتی قیامت یہ مرا احسان ہی
بند ہو دم میرے نالون کی بدولت صور کا

وادی ایمن مین تھی برق تجلی بے حجاب
حیرت موسیٰ تھی پردہ جلوہ گاہ طور کا

روز خلقت سے وہین ہی باہر آ سکتی نہین
کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہی اے حضرت واعظ خیال
وقف کر دو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا بنواتا امیر
ہاتھ آ جاتا اگر دامن شب دیجور کا

کیا تڑپ رکھتا ہی شعلہ عارض پر نور کا
تا آنکھون مین پھر جاتا ہی برق طور کا

غ سینہ جل اُٹھے منھ جھک گیا ناسور کا
ھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

وہ بت ہو جو صحبت دو گھڑی ... کا
چٹکیان لے لے کے زانو لال کر دے حور کا

بیٹھتا ہون وصف لکھنے اُسکے حسن صاف کے
شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روز حشر بھی
رو دیا مین دل بھر آیا سن کے نالہ صور کا

ن پیلے مجکو دے ساقی شراب
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرد بے مقدور کا

ہی پئین گے آج ہم ساقی تکلف ہو ضرور
جام ہیرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہی کہ دل پھر کو کہین جاتی نہین
گھر مرا کیا قید خانہ ہے شب دیجور کا

عاشق مژگان ہون مجکو نشتر سے بڑھکر ہی نیش
لطف اُٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم مزے سے حسن کے واقف نہین کچھ زاہدو
نام ہی سنتے ہو مُنھ دیکھا ہے کس دن حور کا

جب بلندی پر چڑھے دیکھے کہین میکے پھول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

اے خضر زندہ ہو تمکو کچھ مشکل نہین عمر دراز
آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہے انگور کا

چھپا رامن ہے ہم سے سیاہ کارون کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیان ہی رجعتِ خورشید اور شقِ قمر
بنو ہے علیؑ کا تو وہ پیمبر کا

جو صاف دل ہین اُنھین جورِ چرخ سے ہو املا
پسا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا

صفائے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگِ مرمر کا

ہوا یہ کس قدِ موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرعِ صنوبر کا

عبث ہی ناز تموّل پر ان امیرون کو
اُٹھا کے لائے ہین کوڑا فقیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جانان کو ہو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبر کا

زبان پہ نالہ ہی جبتک ہین اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانون لشکر کا

جو کام آئے پس مرگ بھی کسی کا ہنر
چراغِ آئنہ ہو مرقد سکندر کا

حصول کیا جو بڑھا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہے کیمیا گر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہے کیا مجھے دشمن
مقامِ خوف نہین شیر ہو جو پتھر کا

جمال جسکے سراپا تھے نور کی صو
نہ پانون کی خبر اُنکو نہ ہوش ہی سر کا

عزیز کرکے فلک کر رہا ہے مجھکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا

کہان یہ سختیِ عالم کہان دلِ نازک
غضب ہی شیشہ اُٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوالِ تن ہوا
سائے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ ہم نے رنگ جمایا چمن ہوا

اخگر کی طرح نیست بتدریج تن ہوا
تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیون سے ہوا شاعرون کی تنگ
علمِ خدا مین جا کے نہان وہ دہن ہوا

آوارہ مین ہوا جو جگہ دل مین تھی نہ کی
تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا

موت کیا آئی اُتپ فرقت سے صحت ہوگئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

ہوذیون کو حادثون سے دہر کے کیا خوف ہے
بارش بالان سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہین
منجنون سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین میخانۂ عالم سے ہم سوے عدم
کھدوا از خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جسپہ کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمک شب تاب مین عالم ہے شمع طور کا

مر کے یاران عدم کے پاس پہونچونگا اسیر
یہ چلتے چلتے جان جا سفر ہے

یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سن کے کہا دل نے قبر مین
کس کی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمہارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجاے قصر
زردارون سے کہو کہ کرین صرف زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہے خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

مجھکو نہین جو اُنس محبت کہان مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہے یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

ہوا یہ جوشش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھون مین حال جو اپنے خط مقدر کا
ورق سیاہ کرون آفتاب محشر کا

یہ کسکی یاد مین رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریان ہے حوض کوثر کا

اب سیر باغ وصل کہان اور ہم کہان
گولر کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا

رکھنا تھا پاک پرسشِ روزِ حساب سے
اسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہو بجا بہاڑ کے اسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کردیا
نظارۂ جمال سے بُت برہمن ہوا

بِ نگاہ و تار نظ م
تب چار گز کسی کو میسّر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب مرے دلکی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیالِ وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصلِ خزان تلک
لو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہدِ معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

ہاتھ سے مین مست بہار چمن ہوا
جو گل بنا تو جام شرابِ کہن ہوا

باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر مجھے شوق چمن ہوا
برگِ شگوفہ پنبۂ داغ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دون جواب شکوۂ دل کا تمھین کہو
تم سے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہے کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب وار کھل گئین آنکھین فراق مین
یوسف کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطرِ غربت تڑپ گیا
مُنہ وقتِ واپسین بھی جو سوئے وطن ہوا

ہر سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغِ دل
بیدرد جلسنتے ہین شگفتہ چمن ہوا

دُنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا — جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا
احوال گور و حشر یہین مجھ پہ کھُل گیا — خلوت سے جب روان طرف انجمن ہوا
دکھلا دے اے بُت آج تو بہر خدا وہ شان — شیخ حرم پکارے کہ مین برہمن ہوا
رخصت کے وقت روے یہ اُس مُنھ پہ کد کے مُنھ — دریا چھلک چھلک کے وہ چاہِ ذقن ہوا
غیرونکو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر — اک حسرتون کی پوٹ ہمارا کفن ہوا
صد شکر قوت اتنی تو مجھکو فلک نے دی — ہاتھون سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا
خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکلِ آئنہ — مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا
کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا مین غریب — پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا
پہلی نگاہ یاس مین تو کانپنے لگا — اے ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا
صیاد ہم کہان وہ تماشاے گل کہان — روئی لہو نگاہ جو ذکرِ چمن ہوا
افشاے راز تا نہ ہو زنہار پر کہین — رندون مین دختِ رز کا لقب جانمن ہوا

نعم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہون نصیب مجھے تب کفن ہوا — جب رہن مے فروش کے گھر پیرہن ہوا
چھیڑا جو مین نے یار کو گرمِ سخن ہوا — پیدا مرے زبان سے اُسکا دہن ہوا
کافر بدل کے بھیس سوا راہزن ہوا — پتھر بنا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا
شکلِ وطن نہ صورتِ اہلِ وطن ہے یاد — مدت ہوئی کہ وادیِ غربت وطن ہوا
مجھ مست کی ہو ہاتھ ترے یارب آبرو — تجھکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا
لالچ تھا واسطے ہی سے ذوقِ سخن ملے — اس سے مین ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا
سو عکس آئنے مین پڑے اور مٹ گئے — اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا
مٹی نے جام مین کے اُڑائے جہان کے ہوش — پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد
سچ مثل مشہور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا

عشق عارض کر رہا ہے حسن عارض کو تباہ
لوٹتا ہے لشکر شاہی اثاثہ شاہ کا

بات وہ کہیئے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا

پیاس ... [illegible]
حیف ہے پیاسا چور ہجائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤن کا جوش یہ ذکر الٰہی مین ہوا
بن گیا سر دکنار جو الف اللہ کا

گوہر مقصد ملا بحر سخن مین ڈوب کر
تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا جاہ کا

نورا ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

...ن مژہ ترسے ہو گیا
تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا

دکشور عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزل ہستی سے جو گیا

اب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
اُس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیال خط سبز مین جو عمر
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بچا شرار آتش گل سے نہ ایک خس
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دم صبح سو گیا

تم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا
ابر آکے خاک گور پہ ہر سال رو گیا

حوال جسمین تھا دل گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بت مغرور رہا
حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمر رفتہ کے تلف ہونے کا آیا تو خیال
لیکن اک دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کسدن نہ ہوئے موسم گل مین میکش
روز ہنگامہ تہ سایۂ انگور رہا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی
حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا

احباب اپنے اپنے گھرون مین ہین محوِ عیش
کس کو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید مین مجھے کیا خواہشِ چمن
جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلیٰ کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز
سینے مین لوٹ کر دلِ مجنون ہرن ہوا

لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہے
لب پر رُکا جُدا جو زبان سے سخن ہوا

مِسّی ملی جو اُس نے ہوا بدگمان مین
بوسے لیے یہ کس نے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیر یہ ذکرِ خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مر کر علو قدر سے عریان بدن ہوا
حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذبِ رنج و محن ہوا
مانند داغِ درد یہی جسم و بدن ہوا

کس کا رُخِ صبیح یہ پرتو فگن ہوا
آئینہ وار مالکِ مہرِ لبن ہوا

دشتِ شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا
جن کیا فرشتہ بھیس بدل کر ہرن ہوا

چارہ غمِ فراق کا کیا ہے سوائے صبر
ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر
ہر داغِ تازہ مرہمِ داغِ کہن ہوا

اللہ رے صفائے طبیعت کہ بعد مرگ
گردِ نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم
پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یادِ تجلیِ رُخِ روشن جو دل مین تھی
فانوسِ شمعِ طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہے اب تو زمانے کا خون سفید
آیا جو لعل ہاتھ مین دُرِّ عدن ہوا

افشائے راز وجہِ جنون ہی برنگِ گُل
پو پھوٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا

نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگِ نے
منھ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

ہو رہی ہے تری رفتار سے پامال جو خلق — تو نے سیکھا چلن اے کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ — یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابع فرمان کسکا

بُن دندان سے ذرا کر چمن حسن کی سیر — پھر ہے خرلے لب و سیب و زنخدان کسکا

اِس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہے اُٹھائے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا — مٹ گئے ہم تو ملا ہم کو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہے تو — چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہم پہ یہ حال — رگ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہی ہمین صلح کی بو — دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دے سزا مجھ سے طلب کر نہ صفائی کے گواہ — کوئی سیرا نہین ہی سارا زمانا تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار — بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

دست نازک سے اُٹھا تیغ نہ بھاری قاتل — ہاتھ چھوٹے گا اُتر جائے گا شانا تیرا

اب تو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی — کبھی اے حسن جوانی تھا زمانا تیرا

اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن — تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

منہدی ملتی ہی جو مشاطہ تو کہتا ہے وہ شوخ — خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دل عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا — ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا بس کیجئے نالے کب تک — مشکل اے طالع خفتہ ہے جگانا تیرا

کوے قاتل کو تو ہوتا ہی روان تو قاصد — جان سے دم بھی عدم کو ہے روانا تیرا

اجل آئیگی تو یجائیگی ہمراہ ضرور — بیٹھ جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھے ہم سے عداوت ہوا نفس شقی — ہمنے کہنا کبھی جھوٹون بھی نہ مانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر — اب تو ہے ملک معانی مین زمانا تیرا

گردش بخت کہان سے ہمین لائی ہو کہان
منزلون وادیٔ غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناموری ہے درکار
دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہے چرخ چہارم پہ یہ پنج محلے پر
سچ ہے عیسیٰ سے بھی بالا ترا مزدور رہا

فصل گل آئی گئی صحن چمن مین سو بار
اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برق تجلیٰ نظر آیا نہ کبھی
مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانیسے جوانی کے خراب
مشک وہ مشک نہ کافور وہ کافور رہا

غول صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر
لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین امیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسمرا زیر زمین اسے رتن بیجان کسکا
شہر بیگانہ ہے یان کون ہے پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہے ارمان کسکا

چھلے قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر
پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سنون مین یہ مجھے تاب بھی ہو
ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہو اغیار کا بھی
دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح
چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسی دم انھین فرصت ہی نہین
کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا
عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر
یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوے الفت مین ہے باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
سامنا تو نے کیا اے مہ تابان کسکا

منحرف ہین رخ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھ کے اٹھا ہے سلیمان کسکا

ہوا وصال تو صدمہ ہوا جدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی کا

بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا
جنون کے ہاتھ مین دامن ہے پارسائی کا

نگین آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہ سائی کا

لپٹ گیا سگ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آ ہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہین
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

ہمارے دلمین وہین گدگدی ہوئی پیدا
جہان کسی کو سنا ذوق دلربائی کا

اُٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا

گہر کے گرد یتیمی ہے میرے دل کا ملال
غبار مین بھی ہے عالم وہی صفائی کا

حیا تو اُسکو بٹھائے ہزار پردے مین
مگر جو بیٹھنے دے شوق خود نمائی کا

پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا

یہان ہی ذوق اسیری مین مجھ پہ حالت وجد
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہائی کا

کسیطرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے
کہین پہاڑ سے ہے سخت دن جدائی کا

اُٹھو امیر نہین ملنے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمھاری شکستہ پائی کا

گیا تھا کس سے گلہ مین نے کج ادائی کا
مجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعویٰ ہے خودنمائی کا
مجھے یقین نہین آتا سُنی سُنائی کا

کمال حُسن نے بے پردہ کر دیا اُن کو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خودنمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اذن در بت پہ جبہ سائی کا

پکارتا ہے یہ ناز اُس کی کبریائی کا
کہ لے اُڑا ہے مجھے شوق کبریائی کا

قلق ہوا ہے مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ پوچھیے نہین افسوس ہے رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اُسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طولِ روزِ قیامت کو سُنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئنہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھوگے حسن اپنی خودنمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روزِ شادیِ وصل
لباس ماتمی اُترے شبِ جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتہ نہ لگا
ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین زاہد کے کیا ہے اے زاہد
بھرا ہے اسمین لہو تیری پارسائی کا

کبھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جھگڑونکا
زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئیگی
چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

شناورانِ محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جائے وہ پورا ہے آشنائی کا

جچے ہماری نگاہون مین کیا درازیِ حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شبِ جدائی کا

برے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالونسے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا
بتون نے کاسہ اُسے کر دیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین وہان
یقین ہے یہ اُسے میری نارسائی کا

کھینچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھسے دل نے کہا
دیکھو گھاٹ ہے دریائے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر
چلن دکھانے کو آئی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

فریفتہ ہون اس انداز دلربائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا

نہین ہے مُہر لفافہ پہ خط کے اے قاصد
یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے اے آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہی خودنمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہی ترے ناوک کو دلربائی کا

مری طرف سے کوئی جاکے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مین نے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہے ابھی پندار خودنمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جستۂ خیز کرون
کہ دل ہو لوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگی دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمان قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گر نہ تجکو صبر تھا
اے دل بیتاب کیا تجھپر کسی کا جبر تھا

نازنین کیونکر نہ جانے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

گل خار دہر پر سو سو جگہ مر مر گیا
جو کھلا گل باغ مین میرا چراغ قبر تھا

ن محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

باربار اسکی گلی مین کیون نہ جاتا اے امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگ اثر ہوا
اُس گل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا

سُرمے کیطرح چشم بتان مین نہ گھر ہوا
مین مثل میل سرمہ عبث دربدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان
اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہ دراز کوچۂ جلاد قطع کی
قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا

فرصت ملی نہ گردش پست و بلند سے
سوے کبھی جو پانوٴن تو دوران سر ہوا

عجب طرح کی در اندازہی خزان ظالم | کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا
ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار | لہو رلائیگا ہنسنا یہ بیحیائی کا
نقاب یار نے الٹی ہے حضرت ناصح | یقین ہے فاش ہو بے پردہ پارسائی کا
تڑپ تڑپ کے گیا اُس کے آستانے پر | کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا
چلی تو ہی ہمین صحرا کو لیکے اے وحشت | مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا
سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ | پھسل نہ جائے کہین پانون خود نمائی کا
مین درد دل بھی شب وصل کہہ نہین سکتا | کہ ہاتھ آئیگا پہلو اُسے جدائی کا
کہین سے ہاتھ شراب آئی ہے کہین سے گزک | مزہ ہے کوے خرابات مین گدائی کا
چلون نہ رہ چال رہ عشق مین کہ خار تو کیا | شراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا
وفا کے ذوق مین ہی بیخودی یہ ڈرتا ہون | گلہ نہ منھ سے نکلجائے بے وفائی کا

گذر نہین ہی حرم مین تو دیر کو چلئے
امیر کام کہین بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا | مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا
کہان نہین ہے تماشا تری خدائی کا | جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا
وہ ناتوان ہون اگر نبض کو ہوئی جنبش | تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا
شب وصال بہت کم ہی آسمان سے کہو | کہ جوڑدے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا
یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہی قبا انکی | کہ بند بند ہے خواہان گرہ کشائی کا
کمان ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفان مین | کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا
وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے | سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا
ہزارون کا فر و مومن پڑے ہین سجدہ مین | بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا
تمام ہوگئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف | نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

اُسنے جب تیوری چڑھائی کر دیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمانِ تیرِ مژگان ہوگیا

وجہ رُسوائی نہ تھا دلمین غم تھا جبتک کہ عشق
آکے مضمون لفظ کے جامے سے عُریان ہوگیا

ہوش میخوارونکا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتشِ تر سے جو اے ساقی گریزان ہوگیا

اوج ہمت ہے بقدر بے سروپائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سُلیمان ہوگیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجھ سے حال
جل کے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا

ای جنون کہتے ہین اسکو اتحاد حُسن و عشق
جب کھُلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا

قید مین آنے لگے جب سخت دل اُنکو نکے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

تیرا کھون کھائے میدانِ محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہوگیا

اوج دولت اُس پری کا سوزِ ہجران ہوگیا
داغ سر پر خاتمِ دستِ سُلیمان ہوگیا

خط جو نکلا بوسۂ رُخسار آسان ہوگیا
کاروان آنے سے نرخِ حُسن ارزان ہوگیا

اب کہانتک میرے تڑپانیکو چھیڑے گا نمک
ہر دہانِ زخم ای قاتل نمکدان ہوگیا

میری چشمِ تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا

تم کھُلے بالون جو آ نکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانند گُل
ٹکڑے دامن ہوگیا پُرزے گریبان ہوگیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانیکا جذب شوق قتل
جب گلے سے مل گیا خنجر گریبان ہوگیا

وحشتِ گیسو مین جا نکلے سوئے صحرا جو ہم
پیچ کھا کر جادۂ رہ ماربیچان ہوگیا

تھا مسلمان جبتلک مشتاق کافر تھا وہ بُت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا

دہنی پر مجکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخلِ مغیلان ہوگیا

بنگئی اُنکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پانچون مین گوکھرو ٹانکا تو پیکان ہوگیا

نو برویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

اللہ ری نزاکت جانان کہ شعر مین
مضمون بندھا کمر کا تو درد کمر ہوا

کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آوارہ کی شریک
چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوز عشق
پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا

پیسا کسی کی آنکھ کی گردش نے اسقدر
مین خاک ہو کے ذرّۂ گرد نظر ہوا

چلّائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار
نکلی دلھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

نازک دلون کو ہے سخن نرم بھی بہت
پینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا

شادی نے مثل گل ہمین دکھلائی شکل غم
ہنسنا ہمارا باعث زخم جگر ہوا

پیری مین ہے یہ ضعف کہ پلکین بھی جھڑ گئین
مرغ نگاہ طائر بے بال و پر ہوا

مضمون اگر رسا ہے تو آئیگا تا زبان
خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا

ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین
آئی دلھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا اسیر
ایسی خبر سنائی کہ مین بے خبر ہوا

لمین جب مہمان خیال زلف جانان ہو گیا
آنکھ مین خواب پریشان سنبلستان ہو گیا

اسقدر شرمندہ بیٹھی روے جانان ہو گیا
مہر گھٹ کر دامن شبنم مین پنہان ہو گیا

دل کسی کا ہاتھ مین لانا ہے دولت کی دلیل
یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہو گیا

کیا ہماری گور پر ہے احتیاج روشنی
[illegible] چمک نکلے [illegible]

دل نہ مجروح ہو نکلے تڑپنے سے قاتل کا بھرا
چٹکیاں رہ رہ گئین خالی نمکدان ہو گیا

جا کے تنہا اور بھی صدمے اٹھائے باغ مین
پھول جو بھولا مجھے داغ عزیزان ہو گیا

غیر نے اس گل کے بالو مین کبھی کنگھی جو کی
مثل سنبل تار تار اپنا گریبان ہو گیا

ضبط غم سے طرفہ دولت بہر خرد کی ہوئی
خون ہو کر دل مرا لعل بدخشان ہو گیا

عشق گیسو مین ہوا سامان غم سامان عیش
خواب گر آنکھو نمین آیا وہ پریشان ہو گیا

دیکھکر رنگِ خزان مین باغ کے در سے پھر
ہر نہالِ خشک مجکو چوبِ دربان ہوگیا

آسیاے چشمِ لیلی نے یہ پیسا دشت مین
بختِ مجنون سُرمۂ چشمِ غزالان ہوگیا

مرگئے ایذاے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم دردِ درمان ہوگیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضو سے آبِ پیکان ہوگیا

پیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخِ غزالان ہوگیا

نامۂ اعمال ہے جبتک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہوگیا

بے نشانی کا مین اے چرخ سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمرِ یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جبتلک دل کو سنبھالا تو نہین دل زار نہ تھا

جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار ہون مین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسی کو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابلِ دیدار نہ تھا

جوشِ وحشت سے کہتے ہین کہ آتے ہی بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے
پھر نہین مجھ سے مجھے تم سے سروکار نہ تھا

آنکھین پتھرا گئین موسیٰ کی نہین تو سرِ طور
کچھ تجلّی کے سوا پردۂ رُخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو رہے کیون خاموش
دمِ اعجاز تو قفلِ دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی
ہم سے کھنچنا تجھے اے خنجرِ خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست
عہدِ ساقی مین نہ تھا توبہ میخوار نہ تھا

خونِ ناحق سے جمایا تھا غضب کا لاکھا
لبِ معشوق سے کچھ کم لبِ سوفار نہ تھا

مجکو کیون بیچ مین لایا دمِ آرایشِ حسن
کچھ تری زلف کا طرّہ تو مین اے یار نہ تھا

کیا اثر ہے جو بہا یادِ لبِ لعلین مین شہ
گرتے گرتے آنکھ سے لعلِ بدخشان ہوگیا

کیا تبسم نے ترے ای رشکِ گل چھڑکا نمک
صحنِ گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اُڑجاتا ہو آتے ہی بہار
دامنِ گل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا

عشقبازونسے پھری رہتی ہو تو ای چشمِ یار
نیشتر بجا ہر موے مژگان ہوگیا

ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
قدِ پُرخم حلقۂ زنجیرِ زندان ہوگیا

حسرتین خون ہوگئین دلمین تو لایا عشق رنگ
داغ دل کا لالۂ گنجِ شہیدان ہوگیا

جب نقاب اُلٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑگئے پردے وہ رُخ آنکھون سے پنہان ہوگیا

او کماندار اسکو کہتے ہین ہجومِ درد و غم
تنگئ دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشئ نازک مزاج
نکہتِ گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہوا غنچہ تو اُس سے یہ صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل نیا ہر ایک نقشِ پاے خندان ہوگیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا

تشنگانِ عشق کے لب بھی نہونے پائے تر
وائے قسمت خشک وہ چاہِ زنخدان ہوگیا

بوسہ گیسو پہ اُس نے ذبح کرڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خونِ مسلمان ہوگیا

ای پری جل دیکے زلفونمین غضب تونے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا

ہمنے دیوان مین یہ مضمونِ دلِ مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گورِ غریبان ہوگیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے اُسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا

پڑگئی جسکی نظر اُس پر وہ دیوانہ ہوا
حسن ہے انسان بلاے جانِ انسان ہوگیا

پنڈلیون تک آب خجلت مین پری غرق ہین
آفتابِ حشر وہ رُخسارِ تابان ہوگیا

لختہاے دل کی یہ کثرت ہی تیرے دور مین
کوڑیون کے مول ہر لعلِ بدخشان ہوگیا

وحشیونکی پستئ قسمت نے پھیلائے یہ پاؤن
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہوگیا

کیا رنگ اُسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا

کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا

دُنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اب کون ہی جو منزل اُلفت مین ساتھ دے

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
لاتی کبھی ہمارے قفس تک بھی بوے گل

ہوتا نصیب مر کے ہمین نقد عیش کیا
کیا جیا ہتا مین فیض کہ ... سے آسمان

دوزخ ہی آج کل جو ریاض نعیم تھا
قاتل سے بڑھ کے خنجر قاتل کریم تھا

یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا
سایہ مرا لیے ہوے میری گلیم تھا

اس گھر مین تمسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا
ٹوٹا ہوا نہ پانون ترا اے نسیم تھا

زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا
اک تودۂ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا
کچھ انکو زیب گوش کی حاجت نہ تھی مگر

آنکھین تھین اپنی نور تجلی سے آشنا
تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر

دُنیا کا حال اہل عدم سے یہ مختصر
ہم اپنی دھن مین مست تھے کیا جانین حشر مین

سامان عفو کیا مین کہون مختصر یہ ہے
آخر جو خم مین بیٹھ رہا مثل درد مے

واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

منظور پرورش بھی کہ گوہر یتیم تھا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

سُنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا
اک دو قدم کا کوچہ امید و بیم تھا

کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا
بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

خُم کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا
کیا جانین ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

وقت بد مین نہ ہوا کوئی امیر آئے شریک
یار سمجھا تھا مین جس کو وہ مرا یار تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا
کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا

کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا
پر آبِ تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا

کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون
دو پھول بھی نہ وہ سرِ تربت پہ چڑھا گیا

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر
چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا

سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو
صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا

جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کیا
جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا

اُس بُت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہے
نالہ کیا تو عرشِ خدا تھرتھرا گیا

توڑے تڑپ کے زخمئ شمشیر عشق نے
ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا

موسیٰ اسی پہ دعوئ دیدار تھا تمھین
دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا

ہوش و حواس جانے کا اے دل گلہ نکر
تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا

ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لیگیا
کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا

گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق
پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رُخ مین نہین دل سے دود آہ
برسیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نواز یون یہ خدا سے کریم تھا
کرتا نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا

باتین بھی لین خدا نے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقتِ قتل
مین بھی تو اک نیاز گزار قدیم تھا

مانگا جو میرے دلکو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

اُس گُل کا وصف چشم سُناتا مین کیا امیر	نرگس کا پھول باغ مین گوشِ صمیم تھا

ہر جگہ جوشِ محبت کا نیا عالم ہوا	آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا
میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا	یہ خوشی پھیلی کہ شادیِ مرگ اک عالم ہوا
موت آئی دردِ فرقت سے ہمین صحت ہوئی	بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا
آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی	بڑھ گیا اور اضطرابِ دل جو رونا کم ہوا
روز کی فریاد سے تنگ آگئے تھے اسقدر	خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا
مین ترا ممنون ہون اے گریۂ بے اختیار	جب پڑی ہی بھیڑ مصیبت تو شریکِ غم ہوا
رازداریِ محبت کا مین کیا دعویٰ کرون	جسقدر محرم ہوا اُتنا ہی نامحرم ہوا
وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطفِ یار کی	بڑھ گئی شانِ تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا
بستے اپنے حالِ ابتر کے جو محشر مین کھلے	دفترِ اعمالِ مردم درہم و برہم ہوا
چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لیے	لو مرا زخمِ جگر بھی قابلِ مرہم ہوا
کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اُسکے تیر نے	دردِ دل کچھ گھٹ گیا دردِ جگر بھی کم ہوا
مار ڈالا روزِ اول کی نگاہِ لطف نے	ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا
شورِ محشر بھی ہوا آکر شریکِ تعزیت	دھوم سے میرے دلِ مرحوم کا ماتم ہوا
رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین	صبح کو پھولون سے رخصت صورتِ شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر	کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہین وہ غم دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا	کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا
کس طرح مکنونِ دل اظہار کرتا پیشِ یار	آجتک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا
لذتِ شرمِ گنہ تھی کب فرشتون کو نصیب	یہ مزہ چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

غش مجھکو وصل مین نہین آیا تھا ای پری
سرمست بوے گیسوئے عنبر شمیم تھا

گلگشت مین نقاب اُلٹتے وہ رُخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظِ نسیم تھا

رنگِ چمن بہار مین بلبل سے پوچھئے
گل کا زمین پہ پاؤن نہ مثلِ نسیم تھا

اُلفت کے دل جلون کو وہان نیند آگئی
خس خانہ تھا کہ طبقۂ نارِ جحیم تھا

کرتا مین دردمند طبیبون سے کیا رجوع
جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامانِ گل کو خود نہ چھُوا ورنہ ای امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیرِ سایۂ امید و بیم تھا
جسدن جحیم تھا نہ ریاضِ نعیم تھا

سوراخ کیون ہی سینۂ گوہر مین ای فلک
بتلا تو ہمکو کون گناہِ یتیم تھا

اُسکو کہان دماغ تجلّی تھا طور پر
سارا ظہور جلوۂ شوقِ کلیم تھا

محشر مین لقمہ مین نہوا کی خدا نے خیر
مدت سے در نہ کھولے ہوئے منھ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے ساز مجھے ای حکیم تھا

کیا جانین کس غریب کی آئی تھی در پہ لاش
ہنگامہ کل جو اُنکی گلی مین عظیم تھا

خود کہ رہا تھا شوق مین گستاخ دل مرا
اصرار قوم سے جو کلامِ کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیون یقین
عنوان نامہ آیۂ ذبحِ عظیم تھا

کیسی شفا مرض مین کہ اُلٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہی کیا مزہ
شیرین تھا قند تک جو کلامِ کلیم تھا

ہم راز تب مزار مین پہونچے کہ کچھ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظامِ رمیم تھا

کیسا سوال دید جو ہم پہونچے طور پر
سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہے آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ
انگلی اُٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا

کب مجھ سے مثلِ سایہ چھُٹے پنجتن کے پاؤن
پانچون سوار دین مین بزیر گلیم تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا
سُبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا

غرض یہ ہے کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
وگرنہ مین کبھی کیا قابلِ خطاب نہ تھا

سوال وصل کیا یا سوالِ قتل کیا
وہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا

ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین رہی ہم مین
کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ
کہ تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اُٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منھ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مین نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنس کے بولے وہ منھ قابلِ نقاب نہ تھا

شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
نقاب اُلٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا

لپٹ کے چوم لیا منھ مٹا دیا انکا
نہین کا اُنکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہی
حلال کرنے کو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اُٹھے سو گئے جو پانون مرے
تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
ارے یہ دل تھا مرا شیشۂ شراب نہ تھا

زمانہ وصل مین لیتا ہے کروٹین کیا کیا
فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھین نے قتل کیا ہے مجھے جو تنتے ہو
اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعائے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہی ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا

مین رہے یار کا مشتاق ہوکے آیا تھا
ترے جمال کا شیدا لقاے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شب غم کی بیکسی تو کہا
جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم
ہنسی تھی اُنکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

میرے زخمون کی ہنسی پر تمکو رونا آگیا / یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا
تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملائک نے کہا / انتظامِ عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا
نوکِ خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا / جو مرے پہلو مین آ بیٹھا مرا ہمدم ہوا
اونچے اونچون کی مرے گُل نے مٹادی آبرو / چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا
ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے / واہ اچھے وقت مین غصہ تمھارا کم ہوا
تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خُرد سال / کیا کہون مقتل مین وقتِ قتل کیا عالم ہوا
تنگ آ آ کر دعا فرقت مین مانگی موت کی / حسرتین بگڑین مزاج آرزو برہم ہوا
جان قالب مین ہی مضطر دم خفا دل بیقرار / موت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا
دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر / جو گیا پہلو سے میرے مجکو اُسکا غم ہوا
رہ گئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ / پانوٴن مین پھندا اٹک کر گیسوے پُرخم ہوا

روکنا فرقت مین اشکون کا نہین اچھا امیر
چار دن کے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو ذرا بات مین خراب نہ تھا / ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب نہ تھا
شبِ فراق مین کیون یاس انقلاب نہ تھا / یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا
لحاظ ہمسے نہ قاتل کا ہو سکا دمِ قتل / سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا
اُسے جو شوقِ سزا ہے مجھے ضرور ہے جرم / کہ کوئی یہ نہ کہے قابلِ عذاب نہ تھا
شکایت اُنسے کوئی کاہیکو کیا کرتا / کسی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا
نہ پوچھ عیش جوانی کا ہمسے پیری مین / ملی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب نہ تھا
دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح / دہن نہ تھا کہ دہن مین مرے جواب نہ تھا
وہ کہتے ہین شبِ وعدہ مین کسکے پاس آتا / تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا
ہزار بار گلا رکھ دیا تہِ شمشیر / مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا

اُف نکر ای دل زمانہ پیس ڈالے گا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تند خو ہو جائیگا

تم جو اُٹھ جاؤگے بزم عیش ہو گی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھے گا تیغ کا پانی ضرور
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مُردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے ای ساقی کہان جائیگی عید
ماہ نو یان ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تاب دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آب وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہے دل مین میرے اسقدر ای یاس کیون
دیکھ ظالم مفت خون آرزو ہو جائیگا

چار سُو ٹکراؤن گا سر دیکھ کر ابرو امیر
فرض اس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہان بسمل ترا ای تند خو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سُو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر ای شوق تو ہو جائیگا
خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا

طاقت دیدار کا دعوی ہے اہل دید کو
فاش پردہ ہو گا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

ای تصور مجھ سے بخت تیرہ جاتا ہے کہان
دل مین عکس زلف آئینے مین مُو ہو جائیگا

ہو نہین مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دست سبو ہو جائیگا

ہون وہ میکش شیشۂ مے کو کرونگا جب مین یاد
ہچکیان لے لے کے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلب صاف کے منھ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹجائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس و حرمان کے اگر جھونکے ہین فرقت مین یہی
کوئی دم مین گل چراغ آرزو ہو جائیگا

جلوے عیسیٰ ہجر مین ہو گی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سنتا ہے بیان ای بت مری تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑا ے یاس ہجر یار مین
اور بھی ویران دل بے آرزو ہو جائیگا

پھول ای بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہے بہار
ایک جھونکے مین ہوا سب نکہت بو ہو جائیگا

سرورِ قتل سے تھی ہاتھ پاؤن کو جنبش | وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثباتِ بحر جہان مین نہین کسی کو امیر
اِدھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوئے بتان سے آیا | مین یہ سمجھا کہ ملک باغِ جنان سے آیا
میرے گھر مین جو کوئی اُسکے مکان سے آیا | چیخ اُٹھا کہ مین دوزخ مین جنان سے آیا
ای جرس تو تو نہین قافلے والونسے جُدا | تیری آواز مین یہ درد کہان سے آیا
جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہی بہت | کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا
اب کوئی کعبے مین دم بھر مین ٹھہر سکتا ہون | برہمن بہرِ طلب کوئے بتان سے آیا
شغل رونے کا ازل مین بھی یہے تھا ورنہ | نوحؑ کے وقت مین طوفان کہان سے آیا
خبرِ مرگ مری دیر و حرم مین تو گئی | نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا
بولتا کب ہی وہ سفاک پکارو نین ہزار | کاش خنجر ہی سے کہے اپنی زبان سے آیا
مفتیون سے کہو بللہ وہ اب کہتے ہین کیا | غش انھین روزۂ ماہِ رمضان سے آیا

دیکھکر اُس رُخ و گیسو کو مین حیران ہون امیر
شب تاریک مین خورشید کہان سے آیا

مثل موسیٰ سامنے میرے جو تو ہو جائیگا | لن ترانی مین مقام گفتگو ہو جائیگا
عشق مین تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا | رنگ اُڑکر چہرۂ عاشق سے بُو ہو جائیگا
ضبط گریہ مین نہین کرتا کہ رہتا ہی خیال | سُوکھ کر کانٹا نہال آرزو ہو جائیگا
ہے اُبل پڑنے کا ڈر کیا دون ترے قد سے مثال | سرو فوّارہ کنارِ آبجو ہو جائیگا
ہے یہی رنگِ ستم اُس خالِ عارض کا اگر | مشک کا دل نافِ آہو مین لہو ہو جائیگا
ہے کمی بیشی جو یہ تاثیر حسن و عشق کی | ذرّے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا
آرسی پر کچھ نہین موقوف ای آئینہ رو | جو تجھے دیکھے گا وہ سر تا قدم ہو جائیگا

اثر ہی گیسو کا یہ تمھارے کہ حرف آگین ہین حرف سارے
ورق ہی دیوان مین جو ہمارے وہ تختہ ہی عطر کی زمین کا

نہین ہی اب کر رسم ماضی گنہ کی تعزیر پر ہون راضی
لگائے دُرّہ جو مجکو قاضی کسی کے گیسوے عنبرین کا

خدا سے جبتک نہو شناسا حریم دل کا ہی شوق بیجا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا یاد ہو مکین کا

کہان ہین ایسے نصیب اپنے کہ پڑھ کے مضمون جواب لکھے
اُڑے نہ نامہ کے اُسنے پرزے کھلا لفافہ خط جبین کا

ملا ہی جنکو دل مُصَفّا بُرے کو بھی دیکھتے ہین اچھا
پڑیگا عکس آئنے مین سیدھا ہزار اُلٹا ہو خط نگین کا

جنونکا ہمپر ہے قطع جامہ قبا کہان کی لباس کیسا
ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کس آستانے پہ جا پڑا ہون کہان الٰہی مین جبہ سا ہون
کہ سر اُٹھے ہزار جا ہون یہ ربط ہی سجدہ و زمین کا

کہان کا کعبہ ہی دیر کیسا بتاؤ کوچے کا اُسکے رستا
مین پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان دیتے ہو تم کہین کا

امیر گھر طیون رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند مین زمین کا تو دل ہوا شاد مجھ حزین کا
بس اب ارادہ نہین کہین کا کہ رہنے والا ہون مین یہین کا

اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین
نہین یہ بازو مین جھریان ہین نشان ہی چین آستین کا

فقط ہی تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل
درست اُٹھے کبھی ابدال جو نقش اُلٹا ہوا نگین کا

کہین مکرر زبان سے کہتا کوئی مخاطب نہین ہی اصلا
ہمارا اظہار غم ہی گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھُلے ہین جو استخوان نہ پیکر کہ پوست ہی پوست ہی سراسر
کلاہ کا شک ہی میرے سر پر گمان ہی بازو پر آستین کا

ہزار سینکڑون زمین ہین ندے کرور زیر زمین ہین مُردے
کھنچے دو رویہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت روئے زمین کا

جہان نہین ہین داد رس بہت کم ازل سے پامال ہی یہ عالم
کہی فرشتون نے خاک آدم سُنا نہ شور ایک بھی زمین کا

ہوا سے کس مین ہون محو ایسا چمن مین گھر گھر کے ابر آیا
سیاہ مستی مین ہین یہ سمجھا جہاز ہے آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالائے طور چمکا جھپک گئی جس سے چشم موسیٰ
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمھارے رُخسار آتشین کا

کیا ہی اُس مست نے کنارا سرور اب خاک ہو گوارا
نہو پیو میکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

بھولی باتون پر نہ بھول آج اُس گلِ تر کی ولا
یکھنا گل اور رنگِ گفتگو ہو جائیگا

ب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصلِ گل آنے تو دو فصدونکا پھر کیا ہی شمار
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تمسے جدا
قصہ یہ یکسو تمھارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویون سے آتا ہے ہمارے دلکو ربط
رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغِ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جانتا ہون گل چراغِ آرزو ہو جائیگا

یہی جو سودا ہی مجھ حزین کا پتا کہان کوئے نازنین کا
غبار ایسا نہین کہین کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا

یہ طرزِ وحشت نے رنگ باندھا کہ ہو گیا دو جہان کو سودا
زمین یہ جادہ فلک یہ جوزا نشان ہی چاک آستین کا

اجو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خطِ جبین کا

بنی ہے بلبل کے خون کا محضر گواہ ہین برگ و بر سراسر
نہین ہی یہ داغ لالۂ تر یہ نقش ہے مہر کی نگیں

یہ جتنے پتلے ہین ما و طین کے نہ آسمان کے نہ ہین زمین کے
نشان تک مٹ گئے جبین کے کھلا نہ مطلب خطِ جبین کا

زخمِ محبت ہی جسکا مطلب کدورت اُس دل کی ہو عیان کب
کہ مے ہی جبتک ہی خم لبالب پتا کہان دُردِ تہ نشین کا

کیا تھا کیون دعا نے باطل ہوا تھا اُس تل سے کیون مقابل
نثار ملی ہو گیا سیہ دل جو مشک نافہ غزال چین کا

بُتھے سلیمان کے جتنے رتبے تمھاری اُلفت کے تھے کرشمے
یہ نقش جب دل مین جمکے بیٹھے بلند ہو نام اُس نگین کا

کہا نہ انکا نہ شیون ثنائے قاتل ہے وقت مُردن
قلم ہوئی ہی بدن سے گردن زبان یہ نعرہ ہی آفرین کا

قریب ہے یار روزِ محشر چھپیگا کشتونکا قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبانِ خنجر لہو پکاریگا آستین کا

عجب مرقع ہی باغِ دُنیا کہ جسکا صانع نہین ہویدا
ہزارہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صنعتِ آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اُسے گلی مین تھا اپنی دھرنا
نتھا مناسب عزیز کرنا موئے پہ دو چار گز زمین کا

لکھا جو وصفِ ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا
جو صفحہ ہی برگِ یاسمن کا تو خامہ ہی شاخ یاسمن کا

امان احباب سے ہی شکوہ کیا نہ عرس ایک دن ہمارا
سرِ لحد ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینانِ مہ جبین کا

کون گل ہے جو رخ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گل ہی جسپہ ہے سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجائے عاشق کو وہی معشوق ہے
سرو قمری پر فدا ہی گل پہ قربان عندلیب

ٹرکے گل خود شوق مین پہونچا ہو دستِ یار تک
کس لیے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب

تو لرے جوڑی جو اپنے ہاتھ کی ای گل خدا
مول لے دیکر زر گل دستگردان عندلیب

شوق مین لالو نکے جائے باغ مین وہ گل اگر
لال ابھی ہو خون گل مین ہوکے غلطان عندلیب

قابوے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب

وہ بھی دن آئے کہ اُترے تیرے صدقے مین بھی
ہی گل تر دلمین رکھتی ہی ہیارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکن شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاق مضطر کا جواب
سوچ رکھو یکہ سوال روز محشر کا جواب

ور دیا ہوگا شکستِ کاسۂ سر کا جواب
غافلوں کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

منھ چڑھاتا ہے میرا کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھیں مرے عصیان فرشتے رات دن
ایک رحمت اُسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن اُسکے گھر
غیر کی قسمت بھی ہی میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتادین روز محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہی پتھر کا جواب

بیزبان ہی گوش یارو نکی کرے کبتک سُنے
ای زبان تو اُسکے بدلے دے برابر کا جواب

اُسنے خط بھیجا جو تجکو ڈاک پر ڈاکہ پڑا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہاے ہفتاد و دو ملت مجھسے بگڑے عشق مین
تھا تو تنہا پر دیا مین نے بہتر کا جواب

منھ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پر
آئنہ ہون منھ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کس لیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پاؤنکی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

لحد پہ کیسے نہ آئے کہہ دو کوئی یہ دزد کفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجھکو میں کشتہ ہون چشم سرمگین کا

ہوئی ہی تقدیر سے رسائی ضرور ہو قسمت آزمائی
کرینگے اُس در پہ جبہہ سائی نشان جبتک ہی جبین کا

جو دشت غربت مین کھینچی ایذا بندھا تصور ہمین وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھایا پھر رنگ شہر چین کا

چمن مین غنچہ نہین کھلا ہو وہ گل یہان رات کو رہا ہو
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہی اُسی کے بازوے نازنین کا

اُسی کا پھیلا ہی نور سارا کہان کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہے کوئی ستارا لباس پہ تار ہے جبین کا

حسین جو بیٹھی نہ لب سے مانگین تو جان شیرین بھی نذر لین
ہنسی خوشی سے جو زہر بھی دین تو منہ مزہ ملے مجکو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری جھڑی ہوئی آنسوؤن کی جاری
نگاہ مین پھر گیا ہماری حجاب اُس چشم شرمگین کا

بجا ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہی چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
اُلٹ گئی صف جو تو نے قاتل اُلٹ دیا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اُسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اُترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف باے موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
صحن گلشن مین ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہون وہ عاشق قد و عارض کا جو گلشن سے چلون
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کریون پھول بیدردی سے اے گلچین نہ توڑ
سر پہ نالون سے اُٹھا لیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اُڑ جائیگی لیکر قفس
خانۂ صیاد مین دو دن ہی مہمان عندلیب

برق آسا ہی فروزان خندۂ گل باغ مین
چاہیے برسائے اب اشکون کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کس لیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول دکھلائین جو پریون کا جمال
کیون نہ ہو پھر دم کش مرغ سلیمان عندلیب

عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

پھینک دو خط لکھ کے قاصد سے جو تم بیزار ہو — اُڑ کے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب
منھ کی کھائی سیکڑون بال آئینے مین پڑ گئے — لیکے آیا تھا تری زلفِ معنبر کا جواب

رہ گیا خاموش وہ بُت بیدہانی سے امیر
یہ نہ تھا کوئی سوالِ جانِ مضطر کا جواب

ہی خموشی ظلم چرخِ دیو پیکر کا جواب — آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب
جو بگولا دشتِ غربت مین اُٹھا سمجھا یہ مین — کرتی ہی تعمیر دیوانی مرے گھر کا جواب
ساتھ خنجر کے چلے گی وقتِ ذبح اپنی زبان — جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب
سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہی وہ بت — پانون اُسکا بڑھکے دیتا ہی مرے سر کا جواب
ابر کے لکّے نہ اُلجھین میری موجِ اشک سے — خشک مغزونسے ہی مشکل مصرعِ تر کا جواب
وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح — سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب
جیتے جی ممکن نہین اُس شوخ کا خط دیکھنا — بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب
شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اُسکو سخت — کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب
روز دکھلاتا ہی گردون کیسی کیسی صورتین — بُت تراشی مین ہی یہ کافر بھی آذر کا جواب
ہر جگہ قبرِ گدا تکیے مین ہر جا گورِ شاہ — ایک گھر اس شہر مین ہی دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نورِ حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب — کہ پیری مین دے نوجوانی شراب
وہ شعلہ ہے ساقی کہ رنجک کی طرح — اُڑا دیتی ہے ناتوانی شراب
کہان بادۂ عیش تقدیر مین — پیون مین تو ہو جائے پانی شراب
نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو — پلاتا ہے ساقی زبانی شراب
کہان عقلِ برنا کہان عقلِ پیر — ہے بہتر پرانی شراب

لیئے گردون نے بنایا ہے اُسی کو یہ نو
عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سم توسن دوست
کہین آئینے سے بڑھکر ہے صفائے تن دوست

کیون نہ ملبوس یہ فانوس کا دھوکا ہو امیر
شمع روشن سے زیادہ ہے فروغ تن دوست

ایک ہے میرے حضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت
چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل سے جان چراتے ہو کمر کی صورت
ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نے کاٹے مرے پر
گر گئے پھول ہر اک نخل سے پر کی صورت
تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت
جھانک کر روزن دیوار سے وہ تو بھاگے
رہگیا کھول کے آغوش مین در کی صورت
تیغ گردن پہ کہ ہے سنگ پر آہن دم ذبح
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت
کون کہتا ہے ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہے گرد یتیمی مین گہر کی صورت
نہین آتا ہے نظر المدد اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم موے کمر کی صورت
پڑگئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین
اُڑ گئے جوہر شمشیر شرر کی صورت
قبر بھی وادی غربت مین بنےگی اک دن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت
خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت
آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھپر
بجھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت
جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید
آج خورشید سے ملتی ہے قمر کی صورت
دہن یار کی توصیف کڑی منزل ہے
چست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت
تو بہار چمن غم ہے عجب روز افزون
بڑھتی جاتی ہے گرہ دل کی ثمر کی صورت
ہون بگولے کی طرح جسے مین سراپا گردش
راتدن پانون بھی چکر مین ہین سر کی صورت
بارش سنگ حوادث ہو نہ کسطرح امیر
آہ ہے شکل شجر اشک ثمر کی صورت

برہم نسیم کوچۂ جانان ہے کس لیے
جسکا دماغ ہو ترے جوڑے کی بو سے مست

تعظیم کو اُٹھا نہ ہمارا غبار کب
سونگھے وہ بوے نافۂ مشکِ تتار کب

ہم کیا سمجھ کے یار سے رکھین اُمید قتل
یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھین گے کب ادھر

کرتا ہے عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب
ہو گا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام
کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین

آئیگا چین تجھکو دلِ بیقرار کب
آتا نہین ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجھکو جانتے ہین فلک کا شریکِ غم
کرتے ہین شکوہ ستمِ روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سو مر گئے تو اُن کو ہوا اعتبار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہو برہم زنِ دوست
دیکھکر ربطِ گل و خار یہ اُمید ہوئی

دوست کے دوست کا دشمن ہو جو ہو دشمنِ دوست
شاید آجائے مرے ہاتھ مین بھی دامنِ دوست

مثلِ یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہو جائین
طرفِ کعبہ نہ جا حج کے لیے نادان ہے

لا کسی روز صبا نکہتِ پیراہنِ دوست
غور کر دیکھ کہ ہے خانۂ دل مسکنِ دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
شاخِ صندل پہ ہوا مار سیہ کا دھوکا

مرگ آسان ہو مگر کون سُنے شیونِ دوست
دیکھکر کاکلِ پُر پیچ بسِ گردنِ دوست

اے جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہو
ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت

یا گریبان ہو مرے ہاتھ مین یا دامنِ دوست
آئنہ اور تماشاے رُخِ روشنِ دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
ہو وصیت کہ کفن مجھکو اُسی کا دینا

گرم جولان نہ کسی روز ہوا توسنِ دوست
ہاتھ آجائے جو اُترا ہوا پیراہنِ دوست

شام سے صبح تلک چلتے ہین جام می عیش
خوب ہوتی ہی بسر اہل خرابات کی رات

وصل چاہا شبِ معراج تو یہ عذر کیا
ہے یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دُنیا ہے حقیقت مین سرا
ہی توقف ہمین اِس جا تو فقط رات کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہی نہین حرفِ حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہے وصلت کی ؛ دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہے کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھ کے کچھ کعبے سے بھی ہی عز و شانِ کوئے دوست
ہین غزالانِ حرم صیدِ سگانِ کوئے دوست

کیا زمین پکڑی ہے ظالم نے میانِ کوئے دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمانِ کوئے دوست

دور سے آئے ہین ہم اے ساکنانِ کوئے دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میانِ کوئے دوست

کی شفقت جسنے بہو بیجا وہ میانِ کوئے دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنانِ کوئے دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہی مجھ سے زیادہ درمیانِ کوئے دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
قدسیون سے کم نہین ہین ساکنانِ کوئے دوست

اِی فلک واشُد نرگس دیر سے ہی چشم شوق
جلد دکھلا دے بہارِ بیخزانِ کوئے دوست

جھک گئی گردن گریبان کی طرف جب وقت فکر
نحن اقرب سے ملا ہمکو نشانِ کوئے دوست

ہی یقین ہو رجعتِ خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدر ہے صدائے پاسبانِ کوئے دوست

گلشن جنت کی کیا پروا ہوا ای رضوان اُنھین
ہین جو مشتاقِ بہشتِ جاودانِ کوئے دوست

بلبلون کے چہچہے جب باغ مین جاکر سُنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبانِ کوئے دوست

اے ہُما بیفائدہ تو نے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیونکے ہین سگانِ کوئے دوست

دیکھون اِی واعظ کسے سنتے ہین دل سے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیانِ کوئے دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون جنّاتِ نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیانِ کوئے دوست

میرے اشکون سے جو دریا موج زن ہی رات دن
مردمِ آبی بنے ہین ہمرہانِ کوئے دوست

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ قمر کی صورت

دل شکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اُڑتے ہی ٹوٹے ہوے پر کی صورت

ہوش اُڑے تھے جو اُڑے تھے خبرِ وصلت سے
نیند کیون اُڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمنِ دہر سے کیون قطع نہو نخل مُرا
پتّا پتّا نظر آتا ہے تبر کی صورت

جُھک گیا بار محبت کے اُٹھانے کے لئے
ابھی کھنچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کی صورت

دیکھتے ہی مجھے چو رنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہی سب سے مجھے رسم
راہ دیوار بھی دیتی مجھے در کی صورت

باندھ رکھو کس کے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہے
آبرو ہے جو خدا داد گہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہی بتونکا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت

شکوہ کس کس کا الٰہی مین شبِ ہجر کرون
مُنھ چھپا لیا ہے اجل نے بھی سحر کی صورت

اس نزاکت پہ مین جان سے صدقے قاتل
ہاتھ مین تیغ لچکتی ہے کمر کی صورت

وہ تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہے کیا
صورتِ گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھونکو دکھاتی ہے تماشا تری بزم
پتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہے مری وادیِ غربت مین مگر
اب تلک یاد ہے کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپرِ شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
اُڑکے نامہ مرا پہنچے گا خبر کی صورت

سینچ لے دیدۂ تر مزرعِ دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارونکی گذرتی ہے امیر
پانون پھیلائے ہوئے سوتے ہین گھر کی صورت

بات کرنے مین تو جاتی ہے ملاقات کی رات
کیا بُری بات ہے رہ جاؤ یہین رات کی رات

ذرّے افشان کے نہین کرمکِ شب تاب سے کم
ہے وہ زلفِ عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہد اُس زلف مین پھنس جایئے تو اتنا پوچھون
کہیے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

ردیف جیم

آنے سے تیرے پاس ہوئی مجکو یار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہی انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اُٹھا پھر غبار آج
گذرا ادھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہے رنگ عروسِ بہار آج

قاتل جو یوہین روز ترقی ہی حسن کی
کل تسو ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہان سچ ہی قید بوسۂ گیسو کی ہے سزا
کل کا نکالتے ہین وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سائے سے تم بھاگتے تھے دور
بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھین کھُلی رہین
سمجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج

نظر بتون کو مرا امتحان ہے اب
رہجائے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہے تو زخمی ہی محتسب
شاید کہ پی گئے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار
کھٹرتا ہے تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز شب فرقت تو
شب بھر رہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھکے رکھ قدم
اے دل یہی تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان درِ گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہے رخصت بہار آج

کانٹو نین سے چلا ہے جنون مجکو کھینچنے
باقی رہے گا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک انھین بھی صاف مٹادیگا آسمان
باقی کہین کہین ہین جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہو گیا دل امیدوار آج

روروکے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر
کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیمِ بہار آج

ہو نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا
اور ہی کچھ ہین زمین و آسمان کوے دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا
بار ہا ہمنے کیا ہو امتحان کوے دوست

نامہ بر مین جا نتا ہون پر بتا سکتا نہین
دل مین ہو لب تک نہین آتا نشان کوے دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین اے امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستان کوے دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دلِ ناشاد عبث
داد رس [illegible] وہ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہے جلاد عبث

ایک رنگ آتا ہی یان ضعف سے اک جاتا ہے
رنگ بھرتا مرے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان
بند کرتا ہے قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت کبھی تو جوہر نہ ہوا
تجھ مین جوہر ہین یہ اے خنجر فولاد عبث

وہ گل آیا ہے نہ آئے گا کبھی گلشن مین
سرو قد اُٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

دبھی دیکا وہی جسنے یہ کی ہے بیداد
دوڑتی پھرتی ہے ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اور ہین دلمین مرے کیا رکھا ہی
کرتی ہے خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ یہ تاسف سے نہین کچھ حاصل
وہ ہمین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سن کے درد دلِ عشاق یہ کہتا ہے وہ بت
بندے اللہ کے ہو مجسے ہی فریاد عبث

بال بال اُسکا گرفتار بلا ہوتا ہے
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا
کون کہتا ہے کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر
ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

خیال زلف مین کرتے ہین ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جائے کہین اُٹھکے مار رہزن موج

یہ خوف ہے تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آجتک نہین جاتا ہر عشۂ تن موج

عبث ہے تجکو فریب بن سے چشم دادرسی
سُنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہین کسے رقت
حباب روتے ہین آنکھونپہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا مین
کہ چشم مردم آبی ہے زیر جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگون ہی چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہر گردن موج

ڈبو رہا ہے مجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہون مین نہ دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہی احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہے احتیاج

خط عذار یار رقم بے رقم ہوا
اس خط کو کیا دوات قلم کی ہے احتیاج

دل اُنکے کیف مے مین ہین جام جہان نما
کب میکشون کو ساغر جم کی ہے احتیاج

اشکون کے ساتھ عشق مین لازم ہو آہ بھی
جو ہو سیاہ اُسکو علم کی ہے احتیاج

ہم سینچتے ہین آنسوؤن سے اپنی کشت کو
ای ابر کسکو تیرے کرم کی ہے احتیاج

بے احتیاج کوئی نہین اس جہان مین
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہے احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوق سجود مین
ساجد کو دیر کی نہ حرم کی ہے احتیاج

کب بھوک مین ہون طالب نان تجسے ای فلک
ہان ہو اگر تو سنگ شکم کی ہے احتیاج

وعدہ کیا ہے اُسنے تو آئے گا وہ امیر
کچھ اُس سے قول کی نہ قسم کی ہے احتیاج

ردیف حائے حطی

آزماؤ دل کو صاحب آزمانے کی طرح
گردشین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ و دل مین مرے رکھا ہو کیا ای تخم اشک
رنگ پیدا کر مین مل کے دلنے کی طرح

پھولے گا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالون سے چھیڑ کرتی ہی پھر نوک خار آج

بولے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہی ہجر مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہے اسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا ابتو سو رہون
کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار
مشتاق صبح خود ہے شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسۂ لب جان بخش پر کہا
کچھ موت تو نہین تھے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر
اٹھتا ہے کس کی خاک سے یارب غبار آج

گرم خرام رات کو ہو گا لحد پہ یار
ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل
گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کس کا قتل ہے تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

مکیش ہین زیر سایۂ انگور نالہ کش
ساقی چمن مین تیری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئے گا
بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہی مقرر وہ جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہی بہار کی
نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پر ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پہ اسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا
کیا کام آگیا ہے دل بیقرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہو دیکھا ہو دیکھئے
دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آبلے امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

سب جلے تمھارے رخ آتشین سے دامن موج
یہ شعلہ وہ ہے جو نجلائے برق خرمن موج

یہ انتظار ہے ساحل پہ کس کے آنے کا
سر حباب ہے اونچا بلند گردن موج

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجرائے شام ہے وہ ماجرائے صبح

صبحِ شبِ وصال پہ روتا ہون مین لہو
مثلِ شفق ہے سرخ سراپا ردائے صبح

شادی کی رکھ اُمید جو غم کا ہو سامنا
بعد سوادِ شب ہے ظہورِ ضیائے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شبِ فرقت اگر تمام
ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگائے صبح

صورت شبِ وصال کی آتی ہو کب نظر
تاثیر ایک دن نہین کرتی دعائے صبح

ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش
کیون آتشِ شفق سے نہ مجکو جلائے صبح

میرے جنون کا بخیۂ خورشید مین ہو رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قبائے صبح

بیجا ہے دخل غیر شبِ وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نہ پائے صبح

ردیف خائے معجمہ

کیا کیا جلا ہے دیکھ کے رنگ شرابِ سرخ
غصّے سے ہو گیا ہے رخِ آفتاب سرخ

ہمرنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہوگا گلاب سرخ

نشتہ جو تھا مین ایک بتِ سرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر مین مجھے فردِ حساب سرخ

ہم دل جلون کا سینہ ہے میخانے کا جواب
وان ہی شراب سرخ یہان ہے کباب سرخ

رہتا ہے دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال
ساقی رہے نہ کیون مری چشمِ پرآب سرخ

غازہ جو اُسنے رات کو منھ پر لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت مین یاد وہ رخِ گلگون جو آگیا
خون روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھ گیا مین یہ ایسا ہی قتل کا
شنجرف سے لکھا مجھے اُسنے جواب سرخ

چھوئے جو اپنے دستِ نگارین سے وہ نگا
یاقوت کیطرح سے ہو دُرِّ خوش آب سرخ

چھنتا ہے نور عارضِ گلگون سے اسقدر
ہو جاتی ہے سفید بھی اُسکی نقاب سرخ

اُبھرا جو اُس نگار کا جوبن شباب مین
دریائے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

صورتِ آئینہ اے دل تاکجا دیدارِ رُخ
خاک چھان اب کوچۂ گیسو مین شانے کی طرح

دردِ دل دل تو وہ عاشق کا سُنتے ہی نہین
اور جو سُنتے ہین تو سُنتے ہین فسانے کی طرح

ناوکِ اندازِ نگہ اچھی نہین یہ تاک جھانک
اُڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوار و تمکو کیا خورشیدِ محشر کا ہی خوف
چھا رہا ہے ابرِ رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل مین تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہی جگر پر تازیانے کی طرح

چشمِ فتان اُنسے کہتی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائین زمانے کی طرح

ایکبار اے برقِ تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل مین آتے ہو تو آؤ گھر مین آنے کی طرح

ہی جنون اب وہ ہی کھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہی مجھپر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہین اُٹھتا سر اپنا اس لیے
اسمین بھی کچھ کچھ ہی تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرحِ آشیان اے عندلیب
ڈالیون پر کاٹ دین دن آشیانے کی طرح

وہ کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہین نشانے کی طرح

دل کو آجاتا ہے یادِ سوزنِ مژگانسے چین
زخم مین اچھی ہے یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانے کے اطبا ہین امیر
حال بیمارون کا سُنتے ہین فسانے کی طرح

جسدن وہ رشکِ مہر مجھے مُنھ دکھائے صبح
تا روزِ حشر شام نہوا اے خدا اے صبح

پیرِ مغان کی بزم مین بخت سیہ کہان
جنت مین جیسے شام نہین ہی سوائے صبح

ہنگامہ میکشی کا مناسب ہے گرم ہو
کیا سرد سرد چلتی ہی ساقی ہوائے صبح

ایسا کیا ہے چرخ نے کوتاہ روزِ وصل
کیا دور ہے جو شام ہو پیدا بجائے صبح

اہلِ جہان بخیل ہین ممسک ہین نحس ہین
اللہ رے زشت نہ اُنکا دکھائے صبح

ایسا شبِ فراق کیا ہم نے انتظا
آنکھین سفید ہو گئین اپنی برائے صبح

زینتِ محفلِ ارباب سخن تھا مین امیر
نہ رہی رونق بزمِ شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہی آنکھون مین اگر آتی ہی نیند
رات بھر مردے ہی مرنے مجکو دکھلاتی ہی نیند

ہجر مین مجھ تک جو آتی ہی تو گھبراتی ہے نیند
مانگ کر پلکون کے آنکھون سے اُڑجاتی ہی نیند

دیکھتا ہون اُنکی پلکون کو جو آجاتی ہی نیند
جانکر دیوانہ مجھ سے تنکے چنواتی ہی نیند

ہجر کی شب ایک تو یون ہی نہین آتی ہی نیند
اور بک بک سے ترے ناصح اُڑیجاتی ہی نیند

درد دل لکھتا ہون مین جب رات کو کہتے ہین وہ
ختم کیجئے یہ کہانی اب ہمین آتی ہی نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھون کو بندھتا ہی خیال
اُرکے شب تاب بنکر صاف اُڑجاتی ہی نیند

ایکدم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین
اے اجل دیکھون تو پھر کیونکر نہین آتی ہی نیند

جاگتے مین جو فرشتون کو نہین آتا نظر
وہ تماشا خواب مین انسانکو دکھلاتی ہی نیند

جانتے ہو بند کیون ہوتی ہین آنکھین وقتِ خواب
ہل بنشِ چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہے نیند

لیٹتا ہون روز یہ کہکر مین مشتاقِ جمال
آج دیکھون سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہی نیند

غفلتِ پیری ہو اب بھی نو جوانی تک سے تنگ
رات کو ..... ویسے آجاتی ہی نیند

غافلونکو اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کو آتی ہے نیند

ڈرتی ہی میرے سیہ خانے مین جو آتے ہوئے
موت کو ہمراہ لے لیتی ہی تب آتی ہی نیند

خواب مین ہر شب نظر آتے ہین کیا کیا ماہرو
اخترِ طالع کو میرے روز چمکاتی ہی نیند

چشم وا ہی شام سے ہر چند در وا نے کیطرح
یہ ہجوم رنج ہی آنے نہین پاتی ہے نیند

عین غفلت مین ہین خوش سطرح یہ اہلِ جہان
جیسے ہنس پڑتے ہین لڑکونکو جو آجاتی ہی نیند

سخت جان ہون ہجر مین پڑتی ہی گر تیغ اجل
یون اُچٹ جاتی ہی وہ جیسے اُچٹ جاتی ہی نیند

میر تجھ کیا محفل مین اُسکی جاکے سو جاتے ہین پانون
نرم بستر پاکے کیسے پانون پھیلاتی ہی نیند

ہجر مین آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہین
کام کیا راستے کا کیون تکلیف فرماتی ہی نیند

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کے
ہے روے مہ سفید رُخ آفتاب سُرخ

مخمور آنکھیں یہ نہیں ساقی کی میکشو
بلّور کی پیالیوں میں ہے شراب سُرخ

خونریزیاں ٹپکتی ہیں قاتل کی وضع سے
جوڑا گلے میں سُرخ کمر میں ہو ڈاب سُرخ

مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیوں نہ طشت میں مثلِ شہاب سُرخ

مطلب نہیں امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الٰہی شراب سُرخ

ردیف دال مہملہ

کون اُٹھائے گا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہوں وہ نالاں کہ ہیں اتنے لیے مرنیکی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤں میں پھنسا لو مجھ کو
کوئی پاؤگے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدیں احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہے کچھ تو محبت میں ہوا رنگِ اثر
تین دن اُسنے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم میں ہے یوں دل کا جلانیوالا
گل ہوئی شمع مزارِ شہدا میرے بعد

ضعف میں ہیں تن مجنوں بھی مہ تو لیکن
ہے وہ عالم میں تو انگشت نما میرے بعد

مر گیا ہوں میں صنم تیری فراموشی پر
یاد کرنا نہ مجھے بہرِ خدا میرے بعد

سمجھا وہ بلبل کہ جگر میں مرے کانٹا کھٹکا
چمنِ حسن میں جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ چڑھا پھر نہ چڑھا رنگِ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اُسکے ستم کی تیزی
نہ رہے جوہرِ شمشیر جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک میں اوجِ جنون
دشت میں کوئی بگولا نہ اُٹھا میرے بعد

نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اُس نے
یار سے کھنچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد

خوش خطوں نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر
یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

سر پھر گیا کسی کی پلک یاد آگئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین خس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہی دس کے گرد

سودا ے زلف مین مین عزیز جہان ہوا
لیا مزہ ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہی دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھونکی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کو ے بت دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد

اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا مین نے خط شوق
لیجا مرے نامے کو شب ماہ مین قاصد

مکتوب مین اُس چاہ زنخدان کی ہے تعریف
ڈر ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد

اس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد

کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد

لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد

خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد

خط اُس نے لکھا سچ ہے یہ کہتا تو قسم کو
چل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد

ڈھیلی ہے کمر کس کے ذرا باندھ دو پارہ
گر جائے نہ خط کھُل کے کہین راہ مین قاصد

خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روانہ
ہوتا جو اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اُسکو تو اُس بُت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کم ظرفی ہے اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہجر جانان مین جو سو غمزون سے آتی ہی امیر
خفتگانِ خاک کی صورت سُلا جاتی ہی نیند

چشم موسیٰ کو رہے برق سرِ طور پسند
ہمکو اُس چہرۂ پر نور کا ہے نور پسند

جتنے میوے چمن دہر مین ہین اُن سب مین
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہی تری زلفِ سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سوادِ شبِ دیجور پسند

اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانونکو تو ہے نغمۂ منصور پسند

کاش جرّاح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمونکو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلیٰ کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند

تیرہ دل چاہین کیون سارے جہا نمین اندھیر
شپرہ کو ہے سوادِ شبِ دیجور پسند

ہون مین شاعر ہی مجھے شعر سے رغبت ایسی
جس طرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کبھی
آئنے کو نہ کرے وہ بُتِ مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہلِ وطن سے مین امیر
کیون نہو دلکو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہجوم یون جہانمین اہلِ ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولونکا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہے پھُول والونکا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین درد و غم دلِ نالانکو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوارِ ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین برسون عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشانِ عشق
مظلومونکا ہجوم ہے فریادرس کے گرد

دورانِ سر مین نفتِ لب کا یہ حکم ہے
بیمارین کے پھریے مسیحا نفس کے گرد

دونون نے نہ درد دل مٹایا — گنڈے کا ہے رشتہ دار تعویذ

کیا نادِ علیؑ مین بھی اثر ہے — چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل — ہے مہر وہ زرنگار تعویذ

ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین — کھوئے جو تپ خمار تعویذ

پتّان کو جڑ ہماری بھونجی — گاڑا نہ بائے یار تعویذ

حاجت نہین انکو نورتن کی — بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ

کھٹکے وہ نہ آئے کنا تجے کو — دیکھا جو سر مزار تعویذ

پی جائینگے گھول کرکے آپ — ہے نقش نہ خاکسار تعویذ

اے ترک ٹلین بلائین سر سے — اک تیغ کا خط ہزار تعویذ

ڈر ہے تمہین کنکنون سے لازم — لایا تو ہے سادہ کار تعویذ

اکسیر کا نسخہ اسکو سمجھون — کھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے اسیر کی لحد پر
میلے کا ہے اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہے یار تعویذ — لا میرے ہی سر سے مار تعویذ

یان حب کے تو پانچ چار تعویذ — وان بغض کے ہین ہزار تعویذ

ہے مار سیاہ اسکی چوٹی — سن سانپ کا زرنگار تعویذ

گھر انکے گئے تو ہمنے گاڑے — چارون کونون مین چار تعویذ

لکھے مرے خون سے جو عامل — دکھلائے نئی بہار تعویذ

جاتی نہین ہجر کی تپ ہمار — ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ

قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ — سمجھا مین جگر فگار تعویذ

چاندی ہوئی اسکی جب دیا حکم — سونے مین منڈھے سنار تعویذ

ہو اگر شمشیرِ قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملون کو بھی ہو اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

بار اٹھانیکا ہو اُسکے حوصلہ ای جان زار
اب تلک تجکو ہو زورِ ناتوانی پر گھمنڈ

نوبتِ شاہی سے آتی ہے صدا شام و سحر
اور کرے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھو او نادان کہ پیری کا زمانہ ہو قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہو جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سُن کے چُپکی لگ گئی
تھا بہت بُلبُل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل سے اعمال کب ہین ای کریم
تیری رحمت پر ہو تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہو تری خاموش ہو
دل جلونکے سامنے آتش بیانی پر گھمنڈ

طبع شاعر کے زورون پر کرے کیونکر نہ ناز
سب کو ہوتا ہے جوانی مین جوانی پر گھمنڈ

چار موجون مین ہماری چشمِ تر کے رہگیا
ابرِ نیسان کو بھی تھا دُر فشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والونکی آنکھین آپنے دیکھین نہین
حق بجانب ہو اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم مین ہین مست
دان نزاکت پر تو یان ہو ناتوانی پر گھمنڈ

تو بھی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑون ای صنم
زاہدونکو ہے بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزۂ خط جلد یارب رُخ پر اُسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمرِ جاودانی پر گھمنڈ

گور مین کہتی ہو عبرت قیصر و فغفور سے
کیون نہین کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ

ہے یہی تاثیر آبِ خنجرِ جلاد مین
چشمۂ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد آبا کے تفاخر کیا امیر
ہین وہ نادان جنکو ہے قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف دال مہملہ

کیا ڈرو کے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

ہوئی مین ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

خبر تجکو نہین ہوا ای سگِ جانان تعجب ہے
پڑا خط بھی غم میرے تن پہ میری سخت جانی سے

سگِ اصحاب کہف آیا ہماری لاش کے اوپر
تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہے محبت مین
مسلمان ہوکے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

فقط کہتا نہین مین شعر اُس پر
نہین خالِ سیہ جو ہے نمایان اُسکے ابرو پر
وہ شاہِ حُسن تل بیٹھے تو یہ اوجِ شرف بخشے
مرض مین اُسکے گھر جاکر عیادت کا مزہ اُٹھا
مُعطر مغز جان تک ہو جو میرے داغ دل سونگھے
سلام اُس ترک کا لینا ہے ایما قتل کا شاید
ہوا مین سینہ زن فرقت مین سینہ کرکے یاد اُسکا
وحشت ہی مجکو وحشیون سے اُنس ہے ایسا
خیال ناوک مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
گرے تھے نہ گلشن مین کبھی دو اشک گرم اپنے
نہایت تنگ ہو قاتل ہماری سخت جانی سے
کیا دلکو جلاکر خاک خاک اپنی بنی وسمہ
ملے بازو اگر اُس ترک نے دستِ حنائی سے
بہت کرتا تھا دم جب سامنے آیا وہ صید افگن
صدف کی کیا حقیقت ہے اگر آمین نہ ہو گوہر
پس مُردن یہ بخشی ہکو رفعت بیقراری نے
بڑھا جاتا ہے تجھے دیکھ کر سوز ناقہ لیلی

رباعی اک نئی ہوئی ہے موزون چار ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر
کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پر
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اُسکے بازو پر
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر
کہ رکھتا ہے وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پائے آہو پر
کہ تودے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنے پہلو پر
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ تبخالے لبِ جو پر
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اس دست و بازو پر
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اُسکی تیغ ابرو پر
جما یا طائرِ رنگِ حنا نے رنگ بازو پر
نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشم آہو پر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر
سوارا ہی قیس تو بھی کیون نہین ہوتا ہی آہو پر

ہو ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ

لو تار نظر مری اگر ہے
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون رشک سے دل جلے نہ میرا
ہو اُس سے جو ہمکنار تعویذ

چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا
ہے صاحب افتخار تعویذ

بازوے صنم کہان کہان تو
اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف راے مہملہ

دلِ پُرداغ کا مسکن نہین ہی اُسکے گیسو پر
اُگا ہے پھول لالے کا یہ گویا شاخ شبو پر

ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اُسکے قد دلجو پر
گرے سرو لبِ جو ٹوٹ کر سرو لبِ جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا
عوض تعویذ کے باندھا ہی اُسنے اپنے بازو پر

کہان جاتا ہی اپنی فکر سے اُس چشم کا مضمون
یقین ہی صید ہو ڈالا ہی گھوڑا ہمنے آہو پر

سنبھل سکتا نہین ہی سر دفور ناتوانی سے
اگر تکیے سے اُٹھتا ہی تو آ رہتا ہے زانو پر

اُمیدِ قتل ترکِ چشم سے کچھ تو پڑتی ہے
بڑھا کر دست مژگان رکھدیا ہم تیغ ابرو پر

یہ شوقِ قتل تھا ہمکو کہ مقتل مین گلا رگڑا
کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بتِ پندار کی انکو ہو کب فرصت
مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین ڈبلایا ایک عالم کو
بہائے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہی دردِ دل زیادہ ہجر ساقی مین
اگر برسات مین شب کو نظر پڑتی ہی جگنو پر

اگر رخصت نہی ہی مد نظر اتنا ٹھہر جاؤ
کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھو نہین بازو پر

درِ جانان یہ مطلب تھا یہ میری لغزش پا سے
کہ اس حیلے سے رکھدون ہاتھ دربان کے بازو پر

یہی سوزِ دل ہے تو محشر میں جل کر
جہنم اُگل دیگا مجھکو نگل کر

پڑی مجھ پہ جب ادبھی وہ تلوار چل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب
نہ گھٹ کر ہوں قطرہ نہ دریا اُبل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک افگن
گڑی ہی میرے دل میں زبان سے نکل کر

جو شامِ شبِ ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پہ آئی ہے صورت بدل کر

جہان میں نہ کی قدرِ غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

رُخ اُس بُت کا شاید نکلتا ہے پتھر
کہ قدموں پہ گرتی ہیں نظریں پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا میں نے بھی شمع رو اُن کو جل کر

جلانے کو دل داغِ سینہ سے [illegible]
مگر تو ہی لے داغ پہلے پہل کر

جو کھینچے گا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اُنھیں آتے دیکھا تو دوڑیں نگاہیں
گئیں آنکھیں اُن سے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پاؤں محفل میں کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اسقدر نقدِ جان کیوں ہو اے دل
خدا دے جو ہمت تو نذرا چل کر

بشر کیوں نہو بیوطن ہو کے مضطر
تڑپتی ہے دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہوں جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پر مرے گر پڑی تیغ اُگل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن سا
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے درِ دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہلِ مسجد سے اظہارِ تقویٰ
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چل کر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہے خود اُسنے پوچھوں میں چل کر
یہ خط تم نے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان بھی
بھر آتی ہین امیر آنکھین مری قمری کی کوکو پر

کیا قسمت جب کہ کہون اُن کو جل کر
دبی بات ہونٹھون مین منہ سے نکل کر

گرا مین ضعیف اُسکے کوچے کو چل کر
زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نئی سیر دیکھو سوے قاف چل کر
سر راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر

ادھر کی نہ ہو جائے دُنیا اُدھر کو
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی
یہ مطلب کہ جو بیٹھا ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہون مین کیا مرے ساتھ گھون
تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے
کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر

گلستان نہین ہے یہ بزم سخن ہے
کہو شاعرون سے کہ پھولین نہ پھل کر

غضب اوج پر ہے مری بیقراری
زمین آسمان بن گئی ہے اُچھل کر

پڑا تیر دل پر جو منہ تو نے پھیرا
نشانہ اُڑا دیا ہے کیا رُخ بدل کر

نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید
کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر

چلو وحشیو بزم گلزار سے مہکے
گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی
شفق بنگیا خون میرا اُچھل کر

کمر بال سی ہے نہ لچکے یہ ڈر ہے
جوانی پہ اے ترک اتنا نہ بل کر

حضور اُسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے
کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر

چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر

وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت بیکس
کہ مے ہوگئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیر اس بحر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

شبِ تار ہو جائے گا روز روشن ‏— زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر
کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت ‏— تو یوسف جوان بھیڑیون مین ہو پل کر
ضعیفونکو ہے باعثِ زیست بستر ‏— کہ مٹتا ہے عکس آئینے سے نکل کر
ذرا گرم نظرون سے دیکھے جو ساقی ‏— ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر
لگا رہنے دو در سے بیتاب دل کو ‏— کہان جائے بازو سے مچھلی نکل کر
گرین گرم آنسو جو دریا مین میرے ‏— صدف مین گہر بھی ہو قطرہ پگھل کر
عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہے موذی ‏— کرے غم ہے بچون کو اپنے نگل کر
مے گرم نے کر دیا گرم ساقی ‏— صراحی بلا کوئی شورے سے جھل کر
یقین ہے کہ پھر جان ہی لین یہ موذی ‏— جو بیٹھین کبھی مثلِ چیچک نکل کر
جو وہ اُٹھ کے چلے اہلِ محفل تو کیسے ‏— پکڑے سپند اُسکا دامن اُچھل کر
رقیبون سے کیا راہ ہے ڈاکیون کو ‏— کہ دیتے ہین مجکو خط اُس کا بدل کر
وہ مجنون ہون مجکو جو صحرا مین پھینکو ‏— چراغِ سرِ راہ ہو گھانس جل کر
ابھی جان دیدون جو دے مجکو مٹی ‏— غبارِ اُس ستمگر کے دل سے نکل کر
اُٹھا ایدل آنکھون سے اتنا نہ طوفان ‏— کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر اُبل کر
نظر چشمِ دل کو وہ بے پردہ آئے ‏— جلایا جو پردون کو آنکھون نے جل کر
جھنکائی لحد گلگون کو فلک نے ‏— پڑی کس شکنجے مین نازون سے پل کر
مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا ‏— بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر
کہو میرا مرنا نہ اُس گلبدن سے ‏— مٹا ہے نہ رنگِ حنا ہاتھ مل کر
وہ لاغر تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا ‏— گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

جو برسات مین تا در یار پہونچے
بہانہ کیا خود گرے ہم پھسل کر
توقع ہے دھوکے مین آکر وہ پڑھ لین
کہ لکھا ہے نامہ اُنھین خط بدل کر
کہین محتسب چونک اُٹھے نہ غش سے
نہ جا بوے مے میکدے سے نکل کر
یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر
زمین پر نہین پانوٗن رکھتا ہی قاتل
لہو خون دامن پکڑ لے اُچھل کر
وہ نیرنگ پرواز ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر
نکالا جو پیر مغان نے تو غم کیا
بلالے گی پھر دختر رز مچل کر
کھنچے دل نہ کیونکر حسینونکی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر
دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھل کر
پڑا ہے جو بے آب چاہ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رُخ سے نکل کر
نفس وار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چل کر
حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین
کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر
وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چل کر
نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب رہے روک لے دل اُچھل کر
یہ خواہان ہے مثل نگین بے نشانی
نہ جائے کہین نام ہم سے نکل کر
مرے قتل سے وہ مکر کب ہے منکر
خطر کیا ہے بیٹھی ہے کیون ناف ٹل کر
یہی سوز غم ہے تو اشکون کی صورت
کسی روز بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک سائے سے جل کر

نہ جاتا تھا اُس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا روغن قاز مل کر
تھکے مدتون راہ مین جبکے چل کر
وہ در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

ہی خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر

تری باتون سے پریرو نہین نالان مین فقط
کھینچتی ہے مرے پانونکی دہائی زنجیر

رخلنے کی طرح وادیٔ وحشت مین مجھے قید
ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یادِ گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اُتر آئی زنجیر

ا پری کے گُلِ عارض کا مین دیوانہ تھا
پانون مین پھولی نہ سمائی زنجیر

خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
موجِ گل آئی تو سمجھا مین کہ آئی زنجیر

اے پری دستِ حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیئے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانون پر اُنکے گری ہو کے پریشان کاکل
نے پری کو بھی پنھائی زنجیر

پنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجکو
یار نے توڑ کرشمہ

لیجلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتکڑی ہاتھو نہین پانون مین پنھائی زنجیر

اک حسین کا ہون مین دیوانہ تکلف ہی ضرور
نقرئی طوق ہے زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانبِ صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنھائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو اے آہنگر
آہنِ برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

ہے جنون پانون ہین مجروح تو گردن مین خراش
طوق گلرنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جا سے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
واے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر

جا بجا سبزہ نہین اے دل یہ قصرِ یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سرِ دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا درِ دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سرِ دیوار پر

جو رہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتونکا ہے اسی دیوار پر

یہ موسے بیت عشرت پر چھائی ہے بوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہے قدم دیوار پر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر
مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر

ڈر سے آ سکتے نہین میرے سیہ خانے مین
ماہ و خورشید چلے جلتے ہین باہر باہر

داغ اُلفت مرے دل مین کوئی چھپ سکتا ہے
شمع فانوس کا نور ایک ہے اندر باہر

غیر قاتل سے جدا ہو نہین آ تلمے یقین
ہو گا سگ کوچۂ قصاب سے کیونکر باہر

کیا ہوا خط کا جو اُس چاہ ذقن پر ہے ہجوم
مور روزن سے نکلتے ہین برابر باہر

شوق ہوتا جو نہ اُس چاہِ ذقن کا رہبر
کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر

ایک گھر مین نہین رہ سکتے ہین یان دو انسان
حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے سنتر باہر

ہوش دیوانہ جو رکھتا ہو نہین زندان مین قدم
غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر

مجمر چشم سے کیون دانۂ اشک آئے نہ تند
کہ سپند آگ سے آتا ہے چٹک کر باہر

ہون وہ جانباز مین آیا تیرے استقبال
تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر

چاہتا ہے کہ وہ بے پردہ ہو آنکھوں کی حضور
اتنا جامے سے نہو کوئی کبھو تر باہر

قاصدی کیا جو خط اُس تیر فگن کو مین لکھون
چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر

شیخ صاحب نے جو رندونکی سُنی ہے آمد
کیسے گھبرا کے پڑے پھرتے ہین اندر باہر

پھول چڑھاتا ہی عبث جان بھی دی سر بھی دیا
کب ہوا تجھ سے مین اے ترک ستمگر باہر

بادہ خوارون کا زمانے سے جدا ہے عالم
بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہے اس پیکر خاکی کی اکسیر
کیا حقیقت ہے صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزارون کو پنہائی زنجیر
رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر

ہے ہمارے دل صد چاک کا حلقہ وہ زلف
شانہ ہو کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر

آج سنتے ہوئی پوری ترے دیوانے کی
ملک الموت نے پانونکی بڑھائی زنجیر

اے جنون مان خدا کو نہ کڑی کر مجھپر
عرش ہل جائیگا مین نے جو ہلائی زنجیر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہو نہین وہ محروم راحت گر نہ پاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار بھیٹ کر سایۂ دیوار پر

ہو بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکسان راہ ناہموار پر

ہون وہ طائر لذتِ غم کب ہوئی پوری نصیب
توپنے مین رہ گئے صیاد سے دوچار پر

اس لیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون نسبت
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

کرکے گلگشتِ چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ابر کے بدلے اُداسی چھا گئی گلزار پر

ہے یہی باعث جو ہے رنگِ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہے تمھارے سبزۂ رخسار پر

تیزۂ قاتل سرِ بسمل پہ خندان زخمِ تن
کیا اُگا ہے نخلِ ماتم قہقہہ دیوار پر

ای پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر
سورۂ جن پڑھ کے دم کرتے ترے بیمار پر

تیز پڑتی ہے نظر اُس ترک کی تجھ پر اسیر
ٹل رہا ہے باز کیا گنجشک کے آزار پر

ہو اگر ناز سے وہ بزم مین رقصان جھک کر
چومے پانون سرِ گوشۂ داماں جھک کر

مرتبہ بیش خدا ہوتا ہے اُتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہے انسان سے انسان جھک کر

خاکساران زمین کا ہے یہ شوقِ پابوس
رہ گئی ہے کمرِ گنبدِ گردان جھک کر

رفعتِ قصر تواضع سے اگر واقف ہون
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر

مین وہ عاشق ہون صفاکیش پریزادون کا
ہوتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر

دیکھ پائے جو ای تھا اُٹھ سے تیکوا ے ترک
لے قدم دوڑ کے رستم سرِ میدان جھک کر

تم وہ لیلیٰ ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنون ہوے شمشادِ گلستان جھک کر

بیڑیان بھی جو کٹین ہون وہ اسیرِ لاغر
پانون مین سیرے پھنسے طوقِ گریبان جھک کر

سرکشی اہلِ تواضع سے کوئی چلتی ہے
پست دروازے سے آملے ہے خود انسان جھک کر

تو وہ گلرو ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم
چوم لیتی ہے قدم شاخِ گلستان جھک کر

گئی گل کرکے میری شمع بالین کو صبا
بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نظمون میں ست
ر کرنے کی نہ قاتل کو ملی گلشن مین بار
باغ سے پہونچا مین وحشی بے تکلف کوے دوست
مے سے کپڑے زاہدانِ خشک کے کیا تر کیے
وہ حسین ہو تو ہوا زندان مین جسم جلوہ گر
بیٹھتے ہین سمجھتے ہر پر ہوا بال ہما
نہین ہوتے یہ گلشن مین نمود
کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مین نے آہ
زہد و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
آنکھ اگر آئینۂ وحدت نما سے ہو دوچار
باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر

کوئی او نادان روتا ہے سر بیمار پر
ہاتھ رکھدے بڑھکے چشم نرگس بیمار پر
دستِ گلچین پڑ گیا ... خار پر
دوڑ کر خود رکھدیا مین نے گلا تلوار پر
پانون بھی رکھا نہ مثلِ بوے گل دیوار پر
ے کے ہمنے آگ رکھدی جبۂ و دستار پر
ع گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر
ح کبوتر اڑ کے آ بیٹھا تری دیوار پر
انگلیان اٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر
وار روکے سیکڑون تلوار کے تلوار پر
اور اک دیوار اٹھی باغ کی دیوار پر
ہو پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر
اڑکے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہو قاتل میرے بالین پر آئیو
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی بیمار پر

اٹھتے ہین عشاق کیا کیا ابروے خمدار پر
جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالبِ دیدار پر
دیکھکر چھاے سراپا میرے جسم زار پر
شان اُسکی ہو کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
سمجھے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اُس آنکھ کی
بند آنکھون کی دکانین ہوگئین ہنگامِ مرگ

روز یارون کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر
ھوکے کی ٹٹی ہے پردہ یار کے رخسار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیون کے ہار پر
چھت جو بنتی ہو تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر
بار ہا دیکھی رکھکے انگلی ترک نے تلوار پر
آخر شب کیا اُداسی چھاگئی بازار پر

غنچہ ساں بیٹھ دلا سر بگریباں ہو کر
رُخِ یار آئیگا آنکھوں میں گلستاں ہو کر

روحیں کشتوں کی گلے ملتی ہیں شاداں ہو کر
عید سے عید ہوئی یار پہ قرباں ہو کر

پتلیاں کب تری آنکھوں میں ہیں اے غیرتِ حور
دیکھنے آئی ہیں پریاں تجھے انساں ہو کر

عشق عارض میں مرے تارِ نظر چاہتے ہیں
ہیں قرآں میں شیرازۂ قرآں ہو کر

ناتوانی نے مری مجکو بنایا کانٹا
چشمِ مردم میں کھٹکتا ہوں میں انساں ہو کر

ہو کے محمود میں ہوں بندۂ فرمانِ ایاز
ناز پریوں کے اُٹھاتا ہوں سلیماں ہو کر

ابھی اِتنا ہے حجاب اُنکو جو کچھ کہتا ہوں
نیچی کر لیتے ہیں آنکھیں وہ پشیماں ہو کر

جلگیا اُگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
انجیا رہ گئی انگشت بدنداں ہو کر

ہو جُدا تمسے تو کیا خاک رہے عاشق میں
جسم پیوند زمیں ہوتا ہے بیجاں ہو کر

ہوں وہ وحشی مجھے نظروں سے گرالے جو جہاں
چشمِ عالم میں پھروں خواب پریشاں ہو کر

دل ملا خاک میں ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑوں دانے اُگے خاک میں پنہاں ہو کر

گُل ہوا غنچہ تو آواز یہ اُس سے آئی
جمع یہ دل نہیں ہوتا ہے پریشاں ہو کر

کچھ اُٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چلدیا زخموں پہ قاتل [illegible] ان ہو کر

خونِ دل کوچۂ گیسوئے سیہ میں جو بہے
جلوہ گر ہو شفقِ شامِ غریباں ہو کر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن میں چمکیں
جل اُٹھیں شہپرِ طاؤس چراغاں ہو کر

چاہتے ہیں تری تلوار کے جوہر او ترک
دہنِ زخم میں جم بیٹھتے دنداں ہو کر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھیں
رہ گئیں رخنۂ دیوار گلستاں ہو کر

موسمِ گُل میں تقاضا ہے جنوں کا یہ امیر
چاک ہو پیرہنِ زیست گریباں ہو کر

زار ایسا میں ہوا بادیہ پیما ہو کر
ذرّہ چاہے [illegible] تھکا دے مجھے صحرا ہو کر

اسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہو کر
کفِ پا اُٹھ نہ سکے نقشِ کفِ پا ہو کر

قدخم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین انسان — سب سمجھتے ہین کہ گرجاتے ہین ایوان جھک کر
آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات — چار دیوار عناصر ہوے ویران جھک کر
ہے یہ ایماکہ چلا جاہتے ہین زیر زمین — چلتے ہین جو سہم پیری مین جوانسان جھک کر
کہدو صیّاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہو کام — خود نہ پائے گی تجھے شاخ گلستان جھک کر

یادرکھ مصرعِ استاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہو جو یاد ردے جانان رات بھر — ہم بھی حافظ کیطرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر
یادِ زلفِ یار مین جمعیتِ خاطر کہان — خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر
ان دنون ہوتے ہین یون اپنے بسیرلیل و نہار — یادِ رخ دن بھر خیالِ زلفِ پیچان رات بھر
کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حالِ اشک و آہ کا — برق چمکی صبح تک برسا ہی باران رات بھر
بندھ گیا ہے شام سے کس زلفِ افشان کا دھیان — جگنوؤن سے ہے مرے گھر مین چراغان رات بھر
باغبان مجھ تاہی مجھ گریان سے کیون چین بر جبین — مثلِ شبنم باغ مین ہون تیرے مہمان رات بھر
نیّتِ بد ہے تو کارِ نیک سے حاصل ہو کیا — جلتے ہین دزد بھی مثلِ نگہبان رات بھر
عالمِ افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج — ہے چراغِ خانہ اپنا ماہِ تابان رات بھر
اور بیماری مین ہوتا ہے شریکِ درد کون — شمع رہتی ہے مرے بالین پہ گریان رات بھر
تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا — پھونکتے ہین مشعلین غولِ بیابان رات بھر
آتشِ شوق اور میرے قصہ خوان لے تیز کی — کیون سنایا ذکرِ بلقیس و سلیمان رات بھر
کی عبادت صبح تک بجھا گئے ہم بھی سلام — حکم حیدر تھی جو آوازِ نگہبان رات بھر
چھپتے ہو کیا شبِ فرقت کی تاریکی کا حال — اپنی آنکھون سے ہے ہم آپ پنہان رات بھر
ذرّہ و پروانہ آسا گردشِ ایام سے — ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشورِ وحین لکھے خط احباب کو بھیجے امیر — لیتے لیتے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

دلِ شکستہ نے اُس بُت کے دلکو نرم کیا / کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

ہر رنگ سایہ رہا پائمال ساری عمر / مین جسکے پاؤن پڑا پاؤن رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگِ یار کو سلام نیاز / ہُما نے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر

ہوا نے بوسۂ لب ہی ہی تو مرگ کے بعد / حباب بن کے رہونگا مین آب کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون / چھڑک لیا تھا نمک مین نے شیر مادر پر

پھڑک رہا ہے مرا مرغِ روح اے قاتل / کہ جوہرون نے بچھایا ہے جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ ہوتا ہے / پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آئنے مین یہ ترک / چھُری کو کرتے ہین در پردہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر / یہ قول گرد دیتی ہے روے گوہر پر

صفِ مژہ کو بھی ہی تاک چشمِ ساقی کی / گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہے نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب / ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہے یہ نفرت نہ ہاتھ اُٹھاؤن امیر / پڑھون جو فاتحہ مین تربتِ توانگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر / گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہی چادر پر

بکھر گئے [illegible] کھولے ہوئے وہ زلفِ دراز / بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہلِ محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہی تیرے مژگان کی / نثار سو رگِ جان ایک نوکِ نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوئے یار مین شانہ / ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوشِ جنون مین کبھی لہو میرا / وہی مزہ ہے ابھی تک زبانِ خنجر پر

ہوا تلوّنِ اہلِ دول سے یہ ثابت / قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آبِ گوہر پر

مین سخت جان وہ کرتا ہی سنگسار مجھے / خطر ہے ضرب نہ آجائے اُسکی پتھر پر

ملے جو خدمتِ آئینہ داریِ خوبان / تو لات مار دون مین دولتِ سکندر پر

ہم مریضوں سے یہ اغماض مسیحا ہو کر　　کیسے نادان ہو بنے جلتے ہو دانا ہو کر

لذت درد سے جینے کا مزہ ملتا ہے　　چھیڑتا کیوں ہے مجھے زخم دل اچھا ہو کر

بعد مرنے کے بندھی ہے مرے نالوں کی ہوا　　گنبد قبر اڑے کیوں نہ بگولا ہو کر

سرو و گل سے تمھیں تشبیہ میں کب دیتا ہوں　　لال آنکھیں نہ کرو آگ بگولا ہو کر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر　　رہ گیا دیدۂ بسمل کی طرح وا ہو کر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھیلا　　آ رہا کان میں اس مہر کے بالا ہو کر

اونچے اڑتے ہیں کبوتر تری ٹکڑی کے غضب　　جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہو کر

حسرت دست حنائی میں ہم ایسا روئے　　بہ گیا آنکھ سے دل خون تمنا ہو کر

دل حسینوں کی محبت میں لگا ہے رہنے　　غرق کر دے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہو کر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کی طرف　　چھد ہر دانۂ انگور رہ ہو مینا ہو کر

لیجئے مال امیروں سے فقیروں کے لیے　　لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہو کر

آکے وحشت میں جو کہتا ہوں نہیں سہ جاتا ہے　　ناز مجنوں کے اٹھاتا ہے وہ لیلیٰ ہو کر

بیدم ہیں سنتے ہو تا قم سے جلانا نہ پڑے　　خوب دم دیتے ہو مردوں کو مسیحا ہو کر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا　　تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کس کا ہو کر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہیں جب بہر شکار　　قاف سے آتے ہیں جن آہوئے صحرا ہو کر

خرمن جان و جگر مزرع امید امیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہو کر

کبھی تو بھول کے رکھدے قدم مرے سر پر　　پڑا ہوں صورت نقش قدم ترے در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان رکھ ستمگر پر　　یہ ذکر خیر رہے گا زبان خنجر پر

وہ مست ہوں کہ رگڑتا ہوں سینہ خنجر پر　　وہ شیشہ ہوں کہ پٹکتا ہوں سر کو پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہو میکدے کیطرف　　چھلک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان | آئی ہو ٹھیک ان کے بدن پر قبائے ابر
ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت | سر پر ہے اُن کے سایۂ بالِ ہمائے ابر
سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون | بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعائے ابر
ہین ہجر یار مین نہ کرون نالے ای فلک | بلبل تو ہائے گل کہے طاؤس ہائے ابر
آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان | چھائی ہے کیا چمن مین اُداسی بجائے ابر
اک برق وش کی یاد مین رو رو کے مر گیا | کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری ردائے ابر
دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین | پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہائے ابر
ہر دامن مژہ مین سمندر بھرے ہون جب | پھر کس طرح نظر مین ہماری سمائے ابر
خط اس طرح ہی روے کتابی یار پر | کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اُٹھائے ابر
بیجا ہے میرے دیدۂ گریان سے سامنا | کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹائے ابر
مجھ مست سے پھری ہوئی ہی یہ ہوائے باغ | شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گرائے ابر
برسات مین بھی ہو اگر میکشی کا لطف | دامن مین زاہدون کے نہ دھبا لگائے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے اسیر
ہان نیلگون ہی دوش ہوا پر ردائے ابر

ای بت لازم ہی چشم لطف دولت خواہ پر | بوسہ یا دشنام کچھ تو دو خدا کی راہ پر
جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندونکے مطیع | سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرقِ شاہ پر
پھنس گیا ہون دام مین صیاد کو ہی اختیار | اب گلا میرا دبائے خواہ مُڑلے خواہ پر
بیٹھنے دو پاس لین گے بوسۂ عارض شہ اب | شک اگر ہو مہر ہم کر دین کلام اللہ پر
چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین | چھائیان ہمکو نظر آتی ہین روے ماہ پر
کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہے عبث | چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر
کی مشقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین | ای فلک وہ آجتک آتا نہین ہی راہ پر

لیے ہین دفتر عصیان کو کاتب اعمال
مرے گناہو نکی گٹھری ہر غیر کے سر پر
یہ مجکو حسرت دیدار یار تھی دم قتل
بس فنا نہ چڑھا خون بھی مرے سر پر
جو ایکدم کو بھی غرفے مین آپ آن بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اُٹھ گئی در پر
وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار مجھے
چلون وہ چال کہ پہونچون نہ حشر تک در پر
ہجوم اشک سے دانتو نکے عشق مین یہ کھلا
بندھا ہر موتیو نکا پل یہ آب گوہر پر
وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھوکا
تو اُڑ کے مثل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمت عصیان سے رہ گیا پردہ
ہی روئے اہل محشر پر

سنا کسی سے جو نام دوائے درد جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہائے درد جگر
ضیا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو نہین راضی
گھٹائے درد جگر یا بڑھائے درد جگر
نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہر طبیب
کہان سے آئے الٰہی دوائے درد جگر
زبان رک نہین سکتی ہر رنگ چہرہ ہر زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائے درد جگر
تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہے اب مجھے تا یہ
کہ جان جلائے یہ ہے انتہائے
یا ہے قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہر سوائے درد جگر
ہوئی دوا بھی لکھے عالمون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے درد جگر
بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ سینے بیٹھے بٹھائے درد جگر

ہمارے دل کا دوہی درد آمیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے درد جگر

جلتا ہر دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
یہ کھائے آگ کے ہین مجھے لگ لئے ابر
بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب رواں کی چڑھائے ابر
مین نالہ درد آشنا سے رعد
ہے کس کے غم مین گریۂ بے انتہائے ابر

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی امن کی جا
پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پر

واقعی کتنی ہے معشوقۂ دُنیا بے شرم
رُخ پر اُسکے ہی نہ برقع نہ ردا ہے سر پر

شمع سان سوزشِ غم سے نہین دُنیا کو نجات
کیا تکلف ہے اگر تاج طلا ہے سر پر

دُھوپ مین چل کے دکھایا ہی نیا تمنے فروغ
آفتابی ہے کہ دامانِ قبا ہے سر پر

روبرو اُسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ
چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہے سر پر

کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شبِ ہجر
ترک کھینچے ہوے شمشیرِ جفا ہے سر پر

سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین وبال
سایۂ بالِ ہُما ابرِ بلا ہے سر پر

سُرخ ٹوپی نہین پہنی ہی مرے قاتل نے
خونِ ناحق کسی کُشتے کا چڑھا ہے سر پر

حسبِ ارشادِ نبیؐ فقر حقیقت مین ہی فخر
ابرِ رحمت کہ گلیمِ فقرا ہے سر پر

دشت مین گرمیِ رفتار و بخارِ دل سے
بجلیان پانوٗن کے نیچے ہین گھٹا ہے سر پر

حاملِ کوہِ غمِ ہجر ہون کیا راہ چلون
پانوٗن اُٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہے سر پر

کوئے جانان مین گرایا مجھے اِس لغزشِ پا
بارک اللہ یہ احسان ترا ہے سر پر

میکشو پانوٗن اُٹھائے ہوئے گلشن کو چلو
ساتھ چلتی ہے ہوا سرد گھٹا ہے سر پر

محتسب دل سے ہی شیشے کی پری کا دشمن
سخت دیوانہ ہے جن اُسکے چڑھا ہے سر پر

واعظِ شہر بھی رکھتا ہی کنھیّا کا مُکٹ
واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہے سر پر

اہلِ دُنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیرؔ
وقتِ سوگند کے قرآن کی جا ہے سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دوچار
ساتھ پیکان کے نکلجاتے ہین ارمان دوچار

ذکر اُس مصحفِ عارض کا بھی ہوتا ہے ضرور
جمع ہوتے ہین جہان حافظِ قرآن دوچار

سالکانِ حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
رُخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دوچار

جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلکر کپڑے
چاک ہو جاتے ہین رستے مین گریبان دوچار

اُٹھ سکیگا کسطرح مجھ ناتوانسے کوہِ ہجر
ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھ برگِ کاہ پر

شکر ہے اتنا تو اُلفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اُٹھتا ہے وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہِ حُسن ہین افلاک بھی زیرِ نگین
سکّہ بٹھلاؤ زرِ خورشید و سیمِ ماہ پر

دیکھتے کیا ہو دلِ نادان کو دیکھو رعد کو
کیا بڑی آواز ہے اس قامتِ کوتاہ پر

ہون وہ بیمارِ محبّت مین جو چاہونگا علاج
چرخ سے اُترینگے عیسیٰ سقفِ بیت اللہ پر

ہی تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر

شکر ہے آئے بھی میرے گھر مین مہمان بھی ہوگئے
یہ عنایت پر عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثلِ حباب اب اے امیر
ہین عیش مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہو سلسلہ جنبان چل کر
آرہا جو مرے دامن مین گریبان چل کر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
رہ گیا چار قدم سوے بیابان چل کر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سرِ میدان چل کر

ابر آیا ہے بہت بیٹھ چکے مسجد مین
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چل کر

قصد اُس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعلِ بدخشان چل کر

جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہی وہ چال
چال مجھ سے نکراے کبکِ خرامان چل کر

باغ باغ اُسکی گلی مین ہی مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرفِ روضۂ رضوان چل کر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہے ترا خنجرِ بُرّان چل کر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہو پشیمان چل کر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
رو دئیے خوب سرِ گورِ غریبان چل کر

طرۂ دولت کا نشان زلفِ رسا ہی سر پہ
توشۂ حُسن ہے یہ ظلِ ہُما ہے سر پہ

جواب خط وہ اُدھر سے آیا کہ دل کیا اسی آمیز زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھرا وہاں سے خدنگ ہو کر

نہ کور باطن ہوا ہی برہمن ذرا تو چشمِ تمیز وا کر
جو ٹھکے پہلو سے انجمن میں وہ دُور بیٹھے ہیں مجھسے جا کر
شرر سے کہدو کہ پست فطرت پھنسا ہی کیوں آنکھ تنکوں میں آ کر
قدم کو لغزش زبان کو لکنت ہی رعشہ ہاتھوں کو سر کو جنبش
جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب اُٹھی
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہی کچھ اعتبار اسکا
بپا ہی طوفان بے ثباتی رواروی میں ہیں گرم موجیں
چمن میں کشتوں کا تیرے مدفن ہے لالہ و گل نہیں شگفتہ
نہیں ہے کوئی جہان میں باقی چلیگی سب تیغ نازکس پر
اُسی کا ہی رنگ یاسمین میں اُسی کی بو ہی نسترن میں
بلا ہی حرصِ ہوائے دُنیا کہ جس کے چکر میں ہیں سب انسان
جو آئنہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے
سخنوروں سے معاملے میں سوائے ذلت حصول کیا ہے
یہ کسکی تیغِ جفا کا یارب ہر ایک لب پر ہی مرحب غالب
شبیہ مدِ نظر ہی ایسی کہ کوئی پوری نہیں اُترتی
زمانہ ہی دل جلوں کی محفل سپند سے کم نہیں ہی ایدل
ہو بزمِ جانان میں حشر برپا تڑپ کا دل سے یہ تھا تقاضا
جواب رکھتی نہیں ہیں اپنا فسوں گر ہیں تمہاری آنکھیں
نوا سے کھٹکے نے نیند اُڑائی کہ چوٹ پتھر پہ جب لگائی

خدا کا بندہ ہی تجھکو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
تڑپنے درد جگر کی دلکو پٹک دیا ہی اُٹھا اُٹھا کر
یہ کیا سمجھ پر پڑے ہیں پتھر ارادۂ منزلِ فنا کر
کدھر گئی ہائے نوجوانی ان آفتوں میں ہمیں پھنسا کر
ہوا نہ ہمراہیوں سے اتنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر
کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر
ہوا میں ناحق بھرا ہوا ہی حباب دریا میں گھر بنا کر
صبا نے گویا کہ تربتوں پر چراغ روشن کئے ہیں لا کر
اگر ترے قتل گہ میں لائیں مسیح مُردے جلا جلا کر
جو کھڑکے پتا بھی اس چمن میں خیال آوازِ آشنا کر
کیا پریشان ان آندھیوں نے تمام ذروں کو خاک اُڑا کر
خدا نہ منھ غیر کا دکھائے فروغِ عارض ترا دکھا کر
چمن میں غنچے جو ہیں سے بلبل تو ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
ہلال کی ہی خمیدہ گردن سپہر چلتا ہی سر جھکا کر
مٹا دیے صانعِ ازل نے ہزاروں نقشے بنا بنا کر
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل اس انجمن میں کبھی بپا کر
اگر بری شکلوں سے رُو کا اُدب نے زانو دبا دبا کر
فریب دیتی ہیں اک جہانکو نئے نئے شعبدے دکھا کر
صدا یہ گوشِ شرر میں آئی کہ خوابِ سنگین سے چشم وا کر

مجلسِ گورِ غریبان نہین رہتی خالی — روز آرہتے ہین اسمین نئے مہمان دوچار

جھانک کر روزنِ دیوار سے دیکھو تو ذرا — در بہ ہین خاک نشین بے سر و سامان دوچار

عاشقِ عارض و لب قید سے چھوٹے جسدم — گئے دس بیس حلب کو تو بدخشان دوچار

ہون وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہین دل روز مرا — جب تلک طے نہین کرتا ہون بیابان دوچار

رُخ کے عشاق سے وابستۂ گیسو ہین سوا — لاکھون ہندو نظر آتے ہین مسلمان دوچار

ہون وہ بسمل مرے زخمونکو مزہ درد کا ہی — نہ بھرے جی جو نہ خالی ہون نمکدان دوچار

امتحان مردمِ دنیا کا کیا ہم نے امیر
دیو خصلت جو ہزارون ہین تو انسان دوچار

تمھین کج جانا تمھین کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہو کر — دوئی کا وحدت مین دخل کیسا رہے ہمیشہ الگ ہو کر

ادا تو دیکھو کہ وقتِ زینت ہر ایک ویان بدل کے اُسکے — چبھا رگِ جان مین مثلِ نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

ٹھہر گیا ہی ہمارے دلمین ہزار منت سے دردِ الفت — مگر یہ ڈر ہی کہ اُٹھ نہ جائے مکان کی تنگی سے تنگ ہو کر

قدم جو اُسکے مکان مین کھولنہین ممکن کہ ہون نہ زخمی — لگائے مژدون نے جلکو چھرّے ہر ایک رگِ زن تفنگ ہو کر

جو سخت دل گردشون سے چھوٹے تو پہونچے اور ونکو اُس سے ایذا — بدنکو زخمی کرے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہو کر

عبورِ دریا مین ساتھ میرے ہی میری تقدیر کی بُرائی — بچا ہی کشتی پہ دانت پیسے جو ازدہ پشت نہنگ ہو کر

نہان تھا آنا کہ ہو نہ ظاہر عیان تھا جانا کہ سب ہون ماہر — وہ دلمین آئے اُمنگ ہو کر گئے تو چہرے کا رنگ ہو کر

بہت فرنگی بچونکی صحبت کا شوق اِس ہی حاجیو ہی ہمکو — حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آرہین گے فرنگ ہو کر

کہان طریقِ جنون مین ہمسا ہی کوئی آماجگاہِ آفت — چبھا جو تلوے مین اپنے کانٹا وہ دل پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

غضب ہے انسان ہم مصیبت کے ہو انسان سے بیوفائی — کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے ہم ہین گردش مین سنگ ہو کر

ہوئے تھے ہندو بچے کے عاشق شہید ہم نکلی کیا خبر تھی — نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اُڑیگا ہولی کا رنگ ہو کر

اثر نہ جائے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا — فلک جو قصرِ وسیع بھی دے وہ قبر بنجائے تنگ ہو کر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا ہاتھ مین گل — وہ فصل ہے اب اگر مین کھولون تو پھول غنچہ ہو تنگ ہو کر

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کی — نکلی نہین ہی ہو کے وہ چتون حیا کے پاس
تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار — جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آ کے پاس
سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا — کیا بوئے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس
توفیق اتنی دے مجھے افلاس مین خدا — حاجت نہ لیکے جاؤن کبھی اغنیا کے پاس
انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون — قاتل کہان ہین تیری ادائین قضا کے پاس
مجروح لاکھون جنبش مژگان سے ہو گئے — کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس
مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقون کو اب — جب پوچھیے قضا کو ہے اُنکی ادا کے پاس
رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوئے گُلرخان دہر — یارب ہے کس غضب کا فسون اُس حنا کے پاس
نظارہ چاہتے ہین ہم حسن و عشق کا — آئینہ دیکھتے ہین وہ مجکو بٹھا کے پاس
آتی قضا جو حسرت پابوس مین تو خیر — بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس
لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے — لٹکا عجب ہے تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہے افعی گیسو کے دل امیر
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین پہن پہن کے نئے گلبدن لباس — یارب ہزار رنگ کے بدلے چمن لباس
کرتے ہو کیا لباس سے آرایش بدن — اِک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس
کیا کیا بتون کو دہر مین آراستہ کرے — اُترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس
پھاڑون مین اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن — پہنائے یون لباس مجھے چرخ کہن لباس
کہدو قریب آئی سواری بہار کی — پہنے نیا اُتارے پرانا چمن لباس
زد کفن کا گور کی منزل مین خوف ہے — اس راہ مین بھی لوٹتے ہین راہزن لباس
ین قیمت مشک خ — پائین ترا جو تاجر ملک ختن لباس
یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر — پہنین کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجرِ قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب چوکڑیان بھرتے ہوئے جاتے ہین آہو
یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمائیے کیونکر مین اٹھاؤن
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھین تہِ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالبِ دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزشِ مستانہ ہے پیدا
ہین آبِ روان مین تری رفتار کے انداز

کن آنکھون سے دیکھون مین نزاکت رگِ گل کی
پھرتے ہین نظر مین کمرِ یار کے انداز

عیسٰی مین ترِی چال ترے ناز کہان ہین
ہان باتون مین البتہ ہین گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوئے گلشن
اچھے نہین کچھ نرگسِ بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہین عیسٰی ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچان دراز
عمرِ خضر ایسی کہان جانان دراز

ہر مصیبت مین رہی میری شریک
یا خدا عمرِ شبِ ہجران دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئی
کرکے دستِ ظلم وہ مژگان دراز

کیون نہ دعویٰ تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جانان دراز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثل سوئے قیدیِ زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہون اِس لیے صنمِ بیوفا کے پاس
پہونچا جو اُسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس

یون دل مرا ہو اُس صنمِ بیوفا کے پاس
جسطرح آشنا کسی ناآشنا کے پاس

پہلو مین دل کے چاہیے تصویر یار کی
بتخانہ بھی بنے حرمِ کبریا کے پاس

بولا وہ بُت سرہانے مرے کے وقتِ نزع
فریاد کو ہماری چلے ہو خدا کے پاس

محفل میں وہ زہرہ جبین گرد اُسکے سارے نازنین
گویا کہ ہین محفل نشین انجم مہ کامل کے پاس

کیا حُسن فرخ خال ہو جادو کی وہ تمثال ہے
جاہِ ذقن پر خال ہو زہرہ جہ بابل کے پاس

مرتا ہون خواب عیش پر بھولون نہ مین ان تیل اگر
پہونچے مقرر لوٹ کر سرزانوے قاتل کے پاس

سُن جو امیرا یدل کہے تا پھر نہ تو صدمے سہے
ناقص بھی ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یو نہین مرے پیک آہ کی گردش
دُہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کس نے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہے ایک راہ کی گردش

کسی کا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گرد باد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اسی طریق سے ہو چتر شاہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ ہے جو آبدار اے ترک
کہ سان ہے تری چشم سیاہ کی گردش

ہزار بار ادھر کی اُدھر کرے دُنیا
فلک بنا ئیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہو اُسکو شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہو شاہ کی گردش

پھنسین گے حشر مین فریادرس جو غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

صفِ مژہ کو وہ دیتا ہو جنبش مردم
پسند شاہ کو ہے خود سپاہ کی گردش

تمھاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہے شعلۂ جوّالہ راہ کی گردش

اُٹھاؤ پردۂ رُخ کب سے دوڑتے ہین غریب
کہین تھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اُڑائے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

بنین گے نہ ورق چرخ پہ دوائر داغ
رہی جو یو ہین مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جلکے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہی عیدگاہ مین بھی تماشلئے بوستان
کیا لال لال پہنے ہین گل پیرہن لباس

عریان تنون یہ تیرے ہے اللہ کا کرم
گذری ہین مدتین نہین ہوتا کہن لباس

ہے ٹکڑے ٹکڑے یادِ وطن مین دلِ امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجرِ یار مین اپنا جگر ہی دل کے پاس
بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس

تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جائین گے بزمِ غیر مین
دیکھا زحل کو خواب مین ہمنے مہِ کامل کے پاس

لیلی حسین تم نازنین وقتِ سفر اے مہ جبین
ناقہ ہو ناقہ کے قرین محمل ہے محمل کے پاس

ہون وہ گدا ہی مجتمع گھر مین ہے خلقِ خدا
گویا کہ نقشِ بوریا ہے نقشِ حب عامل کے پاس

کیونکر نہو اُس رُخ پہ خط چاہِ ذقن سے خوشنما
سرسبز رہتا ہی بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس

پیری مین باقی ہین کہان ہوش و خرد تاب و توان
لٹ گیا یہ کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس

زاہد جو تنہائی مین تھا کچھ تجکو باتون کا مزہ
لازم تھا کنجِ انزوا ہمخوار ونکی منزل کے پاس

نزدیک وصلِ دلربا دل کو تسلی ہے بجا
لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس

یہ فوجِ غم اگر رہی اکدم مین ساری لٹ گئی
جتنی متاعِ صبر تھی مجھ خستہ جانکے دل کے پاس

جسمین سما جائین گہر اُس چشمِ تر کے سربسر
دامن ہی رازا ہی چشمِ تر ایسا کہان ساحل کے پاس

بیمار ہجرِ یار ہون عیسیٰ سے مین بیزار ہون
دیوانہ ہشیار ہون جاتا ہون کب عاقل کے پاس

ناوک فگن شکرِ خدا سینہ ہدف تونے کیا
پیکان تیرِ بیخطا مثلِ جگر ہے دل کے پاس

جبتک کہ ہی سر دوش پر جائیگا کیونکر دردِ سر
صحت کہان عیسیٰ کے گھر چلیے کسی قاتل کے پاس

آنکھین تری سفاک ہین خونریز ہین چالاک ہین
دو ساحرِ بیباک ہین بیٹھے ہین دونون دل کے پاس

کیا ذکر اہلِ سیم و زر سلطان گدا ہون بیشتر
وہ بھیک دینے کو آئین کبھی سائل کے پاس

دُنیا سے راحت دور ہی سرکش عبث مغرور ہے
تاجِ سرِ فغفور ہے کاسہ نہین سائل کے پاس

ہے میکشی کا دھیان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکر ہے خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوئے مشتاق یار ہم
سُنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ
کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

اے شیخ ہے امیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

میری آنکھون کو مرے کانون کو
ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے
جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص

باغ عالم مین ہے عنقا کی طرح
بے نشانی مین ہے مجھے نام کی حرص

درد محبت مین مزہ
اس مرض مین نہین آرام کی حرص

نام محبوب رہے ورد زبان
کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجائے جو وہ مصحف رُخ
ہندؤن کو بھی ہو اسلام کی حرص

خرابی مین ہم
کس کو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہان سے پر نے
س پہ قاصد کو ہے پیغام کی حرص

بھی پختہ نہین وہ سیب ذقن
کیجئے کیا طمع خام کی حرص

خط نکلا
ب نہ بوسے کی، نہ دشنام کی حرص

رین پہ
عشق نے
ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

ہجر جانان مین نہانا کیسا
خاک مُردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہین ہم جامۂ عریانی مین
کس کو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے
عندلیبون کو ہے گلدام کی حرص

پھنسائیگی طلبِ عزّ و جاہ کی گردش
بنے گی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش

نہین ہے چرخ پہ بوجہ ماہ کی گردش
پھرا رہی ہے کیسکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اُس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی دادخواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل ہونے پایا
جب اُسکے کوچے مین دو چار ماہ کی گردش

کسی کے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کج رفتار
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگا کے سرمہ نظر اُس نے پھیر لی ہم سے
اثر دکھا گئی بختِ سیاہ کی گردش

کسی کے کوچۂ گیسو مین دل ہے سرگردان
گدا کے پانون ہین اور کوسے شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین ہو ای ہو وہ ملتا ہے
پھرا ہے سر جو اُٹھاؤن مین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یونہین زمانہ ہے اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہے کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

[illegible]
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل بنگئی ہے امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہے راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہے وصل کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ ہے برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہے
نادان ہے دیکے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہے ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہے خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بے عقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش

بجز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہے یاد خطِ و زلف یار انھین
دن رات عاشقون کو ہے آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک سے رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب کچھ خزان سے غرض

خیال ہے کہ جو برق آئے منفعل نہ پھرے
نہین کچھ اور خس و خار آشیان سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اُسنے ہنس کے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہے مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شبِ وصال مین ہے کس کو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس مین کہان وہ کمسن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچۂ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہے تو اتنی ہے آسمان سے غرض

ہجوم رشک سے جان عزیز کہتی ہے
وہ یوسفؑ اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہے دیر سے ہم کو
سرِ نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون کے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ روے روشن ہے مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہمسے یار انکی بات پوچھے کہان ہے انکا جوابِ عارض
اگر وہ عارض ہے مصحف رُخ غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہے اعجاز حسن سب پر ہنوز ہے نہ مطیع کیونکر
جمال اُسکا ہے وہ پیمبر ہے جسپہ نازل کتابِ عارض

بیان تصحیف خال و خط مین جو کوئی کہے تو بس یہ کہے
یہ خطِ گلزار صفحۂ رخ وہ نقطۂ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا سے کیسے کیے ہین پُر نور دونون عالم
فلک پہ ہے آفتاب خاور زمین پہ ہے آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہے ایسا کہ ہون مثنّا سب تمام اعضا
اُسی کا گیسو جواب گیسو اُسیکا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتلائے وہ چہرۂ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق مین بھی آئے کبھی اُلٹ کر نقاب عارض

کہون بہشت برین مین گلبن تو ہے نامناسب نہین یہ کہنا
ہزار و ہفتاد و یک عدد ہین کیا ہے مین نے حساب عارض

شراب پیکر وہ مہر طلعت گزک کا مستی مین ہو جو طالب
کباب ہالے کی مچھلیونکو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رُخ سے ٹپک رہا ہے یہ رشحہ رشحہ ہے آب باران
غلط نہین ابر خط سیہ پر جو ہو گمانِ سحاب عارض

جو میکش ہے لبِ واعظ پر
دل مین پوشیدہ ہے مے و جام کی حرص

لے گئی ہند سے تا شام آسیر
ہمکو اُس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین تمہارے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاک روضۂ شبیر کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہے حسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دُنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاک پا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہے یہ بھی اُسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بیقراری نخچیر کے خواص

اُتری نہ مر کے بھی ترے عاشق کے پانون سے
زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص

آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھ مین سرمۂ تسخیر کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا ہین جی اُٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھڑ رات کاٹنی[له]
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہے شعر سُن کے کوئی واہ کوئی آہ
کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہے کوئی آسیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور نہین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمہارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

تمہاری ذات سے مطلب ہے دین و دُنیا مین
نہ کچھ یہان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض

له بتانیث اہل دہلی لکھتے ہین اغلب کہ گھڑ رات کاٹنا لکھا ہو کیونکہ اہل لکھنو بتذکیر لکھتے ہین ۱۲ آسی

لکھتا ہون فرطِ شوق مین مین باربار خط
یقین ہی دہ
کیا شوق ہے بنا کے کبوتر کو نامہ بر
لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال
ممکن نہین کسی کو کرے نامہ وہ رقم
بھیجا جو یار تک نہین پہونچا تو کیا ہوا
لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اُسنے یہ نامہ بر
یٰسین کے بدلے اُسکو پڑھو سرے سامنے
ہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزار ہا

لکھتا نہین ہے ایک مجھے وہ نگار خط
لکھے ہین ایک روز مین مین نے ہزار خط
ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط
خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط
جبتک نکالتا نہین اُس کا عذار خط
ڈوبا کہ جل گیا مرے پرور دگار خط
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط
آ جائے یار کا جو دمِ احتضار خط
پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اُس نے مجھکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظائے معجمہ

خُلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

تو بہ سو بار مین کر لونگا کچھ انکار نہین
کانپتا خوف سے مستو نکا ہو رویان رویان
دل جلو نسے نہ جہنم کا کیا کر مذکور
حق بجانب ہی جو زہاد کی تعریف کرے
دردِ دل کون سُنے ذکر جو مین کرتا ہون
فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین
ہسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان
تو جو رندونکی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ

مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ
کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ
کہین انکو بھی نہ آجائے حرارت واعظ
تو نے رندون کی اُٹھائی نہین صحبت واعظ
اور اُلٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ
درِ میخانہ نہین ہے درِ جنت واعظ
کہین آ جائے تجھی پر نہ قیامت واعظ
رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

لکھے ہین ہم جو حسن لیے کے علم ہو اوطاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتابِ عارض

نہین ہو ممکن میان فانوس ہو جو پوشیدہ شمع روشن
اگر پڑے گے ہزار پردے نہون گے وجہ حجاب عارض

بنگ ذرہ تابان شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
دکھایئے آفتاب عارض دکھایئے آفتاب عارض

نمود خط سیہ اگر ہو تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہے تمکو صدقہ دینا گہن مین ہو آفتاب عارض

کہین مہ چاردہ اگر ہم تو ہو یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سے بھی سُنا ہو ہم نے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہمنے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طاء حطی

آیا ہے بند ھ کے تیر مین مجکو اُدھر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خونِ جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا اُدھر سے خط

مضمون اسمین ہین کمر یار کے رقم
اتنا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کس طرح نہ پریشان ہو نہین غریب
اک عمر ہو گئی نہین آیا ہی گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چھوٹے نہ ماہتابی پہ لُوٹے ہوے نقاب
لکھوا لیجیے غلامی کا اپنے قمر سے خط

غربت نے نام اہلِ وطن سے بھُلا دیے
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت ہی یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرطِ سُرور مین
اے دل نہ شاد ہو کے لگا چشم تر سے خط

انکو غرور حسن ہے مجکو غرور عشق
آئے کبھی اُدھر سے نجائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اُدھر سے خط

آنسو روان نہین دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجوم شوق مین آیا اُدھر سے خط

تیرے کہنے سے رند جائینگے — یہ تو ہے خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور — کیا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا میکشون پہ چشم غضب — حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین قحطِ شراب سے بیمار — کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر — کبھی میخانے مین بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پر — ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دخت رز کو برا مرے آگے — پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کرتا ہون وصف مے مین امیر — دیکھون کہتا ہے اس مین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیشِ رخِ پرنور ہے ہر دم سفری شمع — کیون شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے وہ روشن ہے شب بھر — پائے ترے گالونکی کہان جلوہ گری شمع

کس مہر درخشان کی طرف دیکھ رہی ہے — بیوجہ نہین ہے تری آنکھونکی تری شمع

پروانون سے ہو ملنے جو رخصت تجھے پہلے — آتی ہے کوئی دم مین نسیم سحری شمع

ظاہر مین جو معشوق تو باطن مین ہو عاشق — سیرت مین ہی دیوانی تو صورت مین پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجکو — پروانے سے ایسی نہین یہ بیخبری شمع

بچائے پتنگون کے پروبال جو پھونکے — یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے گالون کا اگر عکس فگن ہو — شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق — زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھون مین تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے — گل کر گئی محفل مین نسیم سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حال دل اپنا — سنتی ہی نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

جام مے دیکھ کے جلے سے ہوا تو باہر | پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری صورت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہین لیتا ہی سلام | گھر مین اللہ کے رہ کر یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے | سر پہ مستون کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا | نہ حیا تجھ مین ہے باقی نہ مروّت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حور و نکا امیر
کبھی سمجھے گا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ | کیا ہوا ہے تجھے کیون آئی ہی شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہے محروم مے گلگون سے | دن تو اچھے ہین بری ہی تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اُٹھے | تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنّت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو | ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

یہ سب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین | کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اُٹھائیے جو مزے | تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہی موقوف عذاب اور ثواب | ہے یہی میکدہ دوزخ بھی جنّت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو | وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہی لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہئیے خشت سر خم | کر اُٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایکدم ذکر سے اسکی نہین تھمتی ہی زبان | دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا | میکدے کی بھی مناسب ہی زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ مے ہی کیا چیز | نہ بصیرت ہی تجھے ہی نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جلے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

جیب بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ | مغز رندون کا کھا گیا واعظ

چین پیشانی پر ابرو پر شکن اچھی نہین / دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہو تیغ

رو چلین قالب سے نکل آتی ہین مارے شوق کے / میان سے اُسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہو تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن / قہر کی چالین تجھے اے ترک سکھلاتی ہو تیغ

سخت جانی نے خجل کس کس کو مقتل مین کیا / اُس سے شرماتا ہو نہین اور مجھ سے شرماتی ہو تیغ

بسملون کا جذبۂ شوقِ شہادت دیکھنا / میان سے بیتاب ہو کر خود نکل آتی ہو تیغ

آبرو یہ اُلفت دندانِ قاتل مین ملی / اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہو تیغ

چاہتی ہو بے مشقت سُرخرو ہو جایئے / قتل ہو جانے کا بیڑا مجھسے اُٹھواتی ہو تیغ

ہو یہ بازارِ جزاے تیغزن اپنی خبر / دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوئے آتی ہو تیغ

سخت عاجز ہو ہماری سخت جانی دیکھکر / پیستی ہو دانت سر پتھر سے ٹکراتی ہو تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھلجائے گا / مُنھ مرے زخمون کا کیون کُرگُر کے کھلواتی ہو تیغ

کیا عروس مرگ کا دولھا بنائیگی اسے / سُرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہو تیغ

ہو پری آنے مین بجلی سے سوا جانے مین ہو / ناز سے آتی ہو اور انداز سے جاتی ہو تیغ

خضر رہ بھی ہو فقط رہزن نہ اسکو جانیے / جان لیتی ہو تو منزل پر بھی پہونچاتی ہو تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آئے ہے رحم / حلق مین دو بوند پانی اُسکے ٹپکاتی ہو تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر / دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہو تیغ

مجرمانِ عشق کوئی دم مین بیڑا پار ہے / آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہو تیغ

بسملونکے خون سے قاتل اسے سیراب کر / دیکھ تو کب سے زبان خشک دکھلاتی ہو تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہو سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی تیغ

تیرے آگے کیا حسینونکا جلے مہ رو چراغ / انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے نو چراغ

ہاتھ سے اپنے جلائے تو جوائے گلرو چراغ / گُل بھی ہو جائے تو پھر پھولونکی دے خوشبو چراغ

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق
پروانہ جلے خود تو خطا سے ہر بری شمع
محفل میں کھلے بالون حسین کیا کوئی آیا
بیوجہ نہین تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہین آمیر اشک جو اس کے تو عجب کیا
ہے سوز و گداز غم الفت سے بھری شمع

میرے دل مین نہین ہین ارمان جمع
گھر مین اللہ کے ہین مہمان جمع
سیکڑون عیش کے ہین سامان جمع
پر نہین خاطر پریشان جمع
جوشش سودا خیال خط غم زلف
ہین پریشانیون کے سامان جمع
آرزو داغ بیکسی حسرت
کیسے کیسے ہین دل مین مہمان جمع
ہم کوئی روکنے سے رکتے ہین
در جانان پہ کیون ہین دربان جمع
ایک دل کے ہزار دل ہو جائین
اس لیے کر رہا ہون پیکان جمع
ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر
لطف دین ہون جو برق و باران جمع
آرزوئین تری ہین دل مین بھری
یا پری خانے مین ہین پریان جمع
اے جنون کب سے دونون ہین مشتاق
آج ہو جائین جیب و دامان جمع
آج اٹھین سگے زخمیون کو مزے
ہو رہے ہین دہان نمکدان جمع
گر یہی طبع کی روانی ہے
چار دن مین ہے اپنا دیوان جمع

اب ملے گی سخن کی داد آمیر
آج محفل مین ہین سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہی جو چمکاتی ہے تیغ
یا پری کہسار سے کھینچے ہوے آتی ہے تیغ
جب گنہگارون پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ
ابر رحمت بنکے مقتل مین برس جاتی ہے تیغ
واہ سے شوق شہادت ایک پہ گرتا ہے ایک
عمر گذری ہے کہ دم لینے نہین پاتی ہے تیغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہد پیری مین
نسیم صبح سے جس طرح جھلملائے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشنائے چراغ

جہان کو فیض ہے مجھسے مین قید کلفت مین
مکان مین نور اندھیرا ہو زیر پائے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ وہ روشن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہو سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھائے چراغ

جنون رہا ہی تا صبح یاد عارض مین
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھائے چراغ

خدا ہے دل جو بچے حادثون کے جھونکون سے
کہان تلک نہ دامن کوئی چھپائے چراغ

رہے نہ داغ جوانی اسیر پیری مین
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف فا

زلفین آئی ہین لٹک کر رخ جانان کی طرف
پانون پھیلائے ہین اس کافر نے قرآن کی طرف

گھر سے اٹھے تھے کہ جائینگے گلستان کی طرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کی طرف

پھول مرجھا جائین شاخون پر شجر ہو جائین خشک
مین جگر تفتہ جو جا نکلون گلستان کی طرف

دل کے اک اک کو رہے ہم دیر تک رویا کیے
لے گئی عبرت جو کل گور غریبان کی طرف

رہ گیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب اے یاس ہو جا میرے ارمان کی طرف

ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہی یہ مزہ
دیکھتے ہین چشم حسرت سے نمکدان کی طرف

ہو چکین وہ دست وحشت کی جو تھین چالاکیان
ہاتھ اب برسون نہین اٹھتا گریبان کی طرف

حشر ہے شہر خموشان مین جو برپا دیکھنا
کسکی میت آئی ہی گور غریبان کی طرف

کچھ تو تمکو چاہیئے لینے اسیرونکا خیال
روز آ نکلا کرو دم بھر کو زندان کی طرف

زاہدا تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلمان کی طرف

آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور ہون
دل کھنچا جاتا ہی میرا کیسے جانان کی طرف

وقت گریہ یاد گیسو بخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھو نمین آنسو ہین ضرور
نور تب دیتا ہی جب روغن سے ہو مملو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہی طعنہ زن
ای مہ تابان ہو گر دو دن پر نکل کر تو چراغ

فرقتِ محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر مثل گلِ خوشبو چراغ

جوشِ وحشت مین بیابان مرگ قسمت نے کیا
قبر پر راتون کو ہو گا دیدۂ آہو چراغ

دل کے مضطر پانو نمین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہو گئے ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

پھر کی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میانِ کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شب کو تصور کس کے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اُس پہلو چراغ

ایک سے ہے ایک کو اس محفلِ عالم مین فیض
شبکو ہی آنکھوں کے حق مین قوتِ بازو چراغ

اُسکی زلف مشک سا کی لائی ہو خوشبو صبا
مشکبو شمعین سرِ محفل ہین عنبر بو چراغ

صاف محرابِ حرم ہی ابروے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو ترا ابرو چراغ

روشنی اُسکی ہی شب بھر ہی یہ روشن اندن
کیا چراغ داغ دل کا ہو گا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہے پُر داغ اشکو نمین ہین لختِ دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنارِ جو چراغ

نہ آئے شب کو میسّر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجائے چراغ

گلہ نہین ہی اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤن نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیائے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی یکستم بجھائے چراغ

موے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مرے
ایک سینے کی طرف ہی ایک گردن کی طرف

لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رُکتے نہین
بوے گل کب دیکھتی ہی پھر کے گلشن کی طرف

لاکھ اُبھارے وحشت دل کوے جانان سے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کی طرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف
رشتہ جو دام کا ہے وہ ایک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اُترتا نہین یہ زہر
ہے اُسکی موت ہی جسے ڈس جائے مار زلف

چوٹی مین اپنی پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف

کرتا ہی پھنس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد
مصروف ذکر مین ہو شب زندہ دار زلف

حاضر ہے میری آنکھون سے لو دامن مژہ
منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف

جاؤگے تم جو کھولے ہوئے بال سوئے دشت
آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف

سودا اگر اپنا دل ہے ٹھکانے ہین اسکے دو
یا سبزہ وار خط ہے وطن یا تتار زلف

گلزار روے یار کی کیا بڑھ گئی ہے زیب
آیا ہے گھر کے اُسپہ جو ابر بہار زلف

چھٹ جائین دل غریبون کے ای شانہ کر کمک
گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

جاتا نہین ہے رہرو دل اب کسی طرف
آیا پسند جب سے سواد دیار زلف

بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی
دیتا ذرا جو کحل جواہر غبار زلف

اے دل سمجھ کے کوچۂ اُلفت مین رکھ قدم
ڈر ہے نہ کاٹ کھائے کہین اُسکے مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہے امیر
ہون پاے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق
ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق

تیرے معشوق خدا کے معشوق
تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

چاہتا ہون وصل اُس سے جو دو عالم مین نہین
مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کی طرف

اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین
شوق دل لیچل ہے مجھے گورِ غریبان کی طرف

جا کے اب یارو کسی تنہائی مین دیکھون گا امیر
لیچلی ہے بیکسی گورِ غریبان کی طرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اُنکی چتون کی طرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پُرفن کی طرف

سیر دیکھو دل بھی ہے اُس شوخ پُرفن کی طرف
دوست ہو کر تو لیتا ہے میرے دشمن کی طرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو
وہ چلی تلوار تیری میری گردن کی طرف

اُس رُخِ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہے خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کی طرف

ہاتھ جب اُسیر اُٹھاتا ہے مرا دستِ جنون
بڑھ کے کہتا ہے گریبان مین ہون دامن کی طرف

عارض گلگون سے اُلٹی ہے جو اُس گُل نے نقاب
بلبلین بے رُخ نہین کرتی ہین گلشن کی طرف

گر پڑا کیا کوئی لختِ دل کا لعل اے چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کی طرف

کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کی طرف

کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح
اے صبا ہنگامہ کیسا ہے یہ گلشن کی طرف

دونون آنکھون سے ہے میری ابر و برسات کی
ایک بھادون کی طرف ہے ایک ساون کی طرف

نا قبول خلق بھسا کوئی عالم مین نہین
برق بھی آتی نہین ہے میرے خرمن کی طرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے مقدورِ شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کی طرف

میرے گھر آتے نہین اچھا آؤ خوش رہو
خاک اُڑتے آؤ گے اک روز مدفن کی طرف

پھول مُرجھا جائین تو مجھ سے نکرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کی طرف

آجتک خورشید کا مُنھ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اُس رُوے روشن کی طرف

جب مین کہتا ہون دمِ آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کی طرف

جب بہت تعریف سُنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے کمرے کے روزن کی طرف

بے سبب سیر شب ماہ نہین ہی یہ امیر
ہو گئے تم بھی کسی رشک قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہی رہِ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہین دربان درِ خانۂ عشق

مرکز خاک ہے دُردِ تہِ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی مین نہین عرش سے کاشانۂ عشق
دونون عالم ہین دو مصراع درِ خانۂ عشق

ہی جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہے قندیل درِ خانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہی آنکھین مری پیمانۂ عشق
جسم یا جوش محبت سے ہے میخانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانہ مین نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا مین یہ دو عالم ہو جائین
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نہی صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھو دکے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ مین نہین گرمی کے سوا اشک سپند
برگ و بر دود و شرر ہون جو لگے دانۂ عشق

عین مستی مین ملے ہین مجھے گوش شنوا
سن رہا ہون مین صدائے لب پیمانۂ عشق

آرہے باغ جنان سے جو زمین پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق

معتقد کون نہین کون نہین اُنکا مرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یکدانۂ عشق

زلف معشوق نہ گھٹ جائے ادب کا ہے مقام
بڑھ چلین اتنے نہ موئے سر دیوانۂ عشق

سننے والونکے یہ ڈر ہے نہ جلین پردۂ گوش
کیا سناؤن کہ بہت گرم ہی افسانۂ عشق

خاک درکار ہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہی کوئی دانۂ عشق

کہتے ہین مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
اپنے نزدیک ہی وہ بازئ طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق نہ کم
خواب تھا حسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہون تب بھی نہین جاتا یہ مزہ
نہ گرے بادہ جو واژون بھی ہو پیمانۂ عشق

غمزے حوروں کے اٹھاتے ہیں کوئی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

منھ نہ دکھلاؤ سناؤ آواز
کان اپنے ہیں صدا کے عاشق

پانوں رکھتے نہیں بالائے زمین
تیرے نقش کف پا کے عاشق

ان جفاؤں پہ وہی ذوق وفا
ہم تو ہیں اپنی وفا کے عاشق

تجھ سے روٹھے نہیں اے تیغ جفا
ناز کرتے ہیں ادا کے عاشق

شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم
گڑے جاتے ہیں حیا کے عاشق

منھدی ملواؤ نہ تم غیروں سے
رنگ لائیں گے حنا کے عاشق

دیکھیے حشر میں کیا ہوتا ہے
ہم ہیں محبوب خدا کے عاشق

رغبت اب دل کو ہے یوں جانب غم
جیسے معشوق کو تا کے عاشق

رات دن ہوتے ہیں اس بت پہ امیر
سیکڑوں بندے خدا کے عاشق

ہیں نہ زندوں میں نہ مردوں میں کمر کے عاشق
نہ ادھر کے ہیں الٰہی نہ ادھر کے عاشق

ہو وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو
کان وہ ہیں جو رہیں تیری خبر کے عاشق

جتنے ناوک ہیں کماندار ترے ترکش میں
کچھ مرے دل کے ہیں کچھ میرے جگر کے عاشق

برہمن دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی
تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سرکے عاشق

آنکھ دکھلاؤ انھیں مرتے ہوں جو آنکھوں پر
ہم تو ہیں یار محبت کی نظر کے عاشق

چھپ رہے ہونگے نظر سے کہیں عنقا کی طرح
توبہ جیتے کہیں رہتے ہیں کمر کے عاشق

بے جگر معرکۂ عشق میں کیا ٹھہر سکینگے
کھاتے ہیں خنجر معشوق کے جوہر کے عاشق

تجھکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو
ہم ہیں ناصح اسی اجڑے ہوئے گھر کے عاشق

کیا ہوا لیتی ہیں پریاں جو بلائیں تیری
کہ پریزاد بھی ہوتے ہیں بشر کے عاشق

بیکسی درد و الم داغ تمنا حسرت
چھوڑے جاتے ہیں پس مرگ یہ ترکے عاشق

دوران سر کے ساتھ ہی چکر بھی پانون مین
ہون مبتلائے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھ سوزشِ درون
جس پر گری یہ برق جلا سر سے پانون تک

ادنی یہ خار وادیِ وحشت کی ہی خلش
ایک آبلہ ہی جسم مرا سر سے پانون تک

میری نگاہِ شوق کی اللہ ری گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہے خبر
زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوئے ہے عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہی ادا سر سے پانون تک

زلفِ دوتا سے آپ ہی الجھن مین اُنکا دل
گھیرے ہی دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اگر مین نہر لبن سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

تڑپے شبِ وصال نہ کیونکر نگاہِ شوق
گھیرے ہوے ہی انکو حیا سر سے پانون تک

جب مین نے فکر کی ترے دانتون کے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچائے کربلا مین جو بخت رسا امیر
لپٹے بدن مین خاکِ شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہی آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اُٹھتا ہی ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمھارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اُن کا قاصد
گئے کیونکر پیمبر لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین بے مے
چلو لے کر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہی مجھ پہ صیاد
خبر پہونچے نہ اُسکی باغبان تک

طور پر کہتی ہی یہ شمع تجلی کی زبان
سرمۂ حسن ہی خاکستر پروانۂ عشق

طالب درد ہوا اس درجہ مرا طائر دل
ٹوٹ پڑتا ہی یہ جس دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قدمون سے لگا ہی مرے حسن
ہی مرے پانون مین زنجیر پریخانۂ عشق

مرے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس بن بن کے چھلکے گوہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہی نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہی یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم مین آجائین نہ حورون کے تمھارے مشتاق

دل صد چاک بھی چلمن ہی کسی کمرے کی
سر جھکاتے ہین تو کرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونے کا اُنھین حکم ہوا ہی نرگس یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
گل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

استخوانو کہین جلدی ہو بدن سے باہر
ہین ہما و سگِ محبوب تمھارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمھارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف سیہ سر سے پانون تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پانون تک

لاغر ہون اسقدر مجھے پہچانتی نہین
رو رو کے دیکھتی ہی قضا سر سے پانون تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہی نور خدا سر سے پانون تک

کھائے ہین ہمنے گل ترے چھلّون کے اسقدر
خالی نہین ہی جسم مین جا سر سے پانون تک

گنڈا نظر گذر کا پہنائیگی آپ کو
قد ناپتی ہی زلف رسا سر سے پانون تک

دلکش وہ مجھ ضعیف کا ہر عضو جسم زار
مین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانون تک

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل
دو آتشہ ہے چمن مین شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیون نہو دلِ بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اُس گلِ تر کی جواب خندۂ گل
تبسمِ نمکین انتخاب خندۂ گل

کریگی بلبل نالان جو حشر مین فریاد
صبا سے ہوگا حساب و کتاب خندۂ گل

محال ہے کہ چڑھے عشق حسن کے منھ پر
کہان ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن مین نالہ کشی ہے قبول لے صیّاد
پر اس چمن مین نہین مجھکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورتِ شبنم ہون اشک بلبل خشک
چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سرِ بلبل ملے وہ منصف ہون
بھرون مین اُس مین لبالب شراب خندۂ گل

سہرائیے نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست
ابھی تو نام خدا ہے شباب خندۂ گل

سمندِ ہوش ہو بلبل کا کیون نہ برق خرام
جو تازیانہ ہو موجِ شراب خندۂ گل

دیا ہے وہ تجھے اللہ نے دلِ نازک
کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گل

نہ جانتی تھی صبا یہ کہ ہو گی غش بلبل
کھلا کے غنچہ اُٹھاتی نقاب خندۂ گل

ذرا نہین کسی بلبل کو ہوش صورتِ مست
غضب کی تُند کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہے شام سے مضمون گریۂ بلبل
سحر کو دیکھیئے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا
ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

پرتوِ رُخ سے ترے ہی جو منور محفل
ہے تجلّی کدۂ طور سے بڑھ کر محفل

جذب دل کھینچ کے گل پیرہنو کو لے آئے
عطر مجموعہ سے ہو جائے معطر محفل

رشک پروانہ ہین ہم تم ہو اگر غیرتِ شمع
امتحان کے لیئے ہو جائے مقرر محفل

آئے نظر نہ عالمِ غم ہو اگر مکین
خالق نے کیا وسیع بنایا مکانِ دل

سمتی نہین ہو اہلِ صفا کے خمیر مین
دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوانِ دل

کیا آنسوؤن نے پردۂ الفت کیا ہے فاش
آنکھون سے آشکار ہے رازِ نہانِ دل

کرین گے یاد ہم دُرِ دندانِ یار کو
اسطرح موتیون سے بھرینگے دہانِ دل

ممکن نہین کہ وہم کسی کا پہونچ سکے
کوسون ہو لامکان سے بلند آستانِ دل

مانندِ شمع نطق کی طاقت نہین مگر
روشن مری زبان سے ہو میرا بیانِ دل

دو ٹکڑے ہو ابھی جگر بوالہوس امیر
کھینچون جو معرکے مین مین تیغِ زبانِ دل

گل وہ رخِ نازک ہو پسینا عرقِ گل
شبنم سے ہو لبریز کٹورا طبقِ گل

بلبل کا قفس چھائے کبھی پھولون سے صیاد
اس رخ پہ بھی چاہیے پھولے شفقِ گل

تا زیست تھا مجھ زار کو عشقِ رخِ رنگین
ہو غسل و کفن کو عرقِ گل ورقِ گل

اُس روئے کتابی کا ہو ذکر اور دہن اپنا
بلبل کو فراموش ہو گا سبقِ گل

ہو فصلِ خزان مین بھی وہی رنگِ بہاران
گل سینۂ بلبل مین ہو داغِ قلقِ گل

کس سے رخِ رنگین کا سُنا ہم نے فسانہ
گل کان ہوئے کان کے پردے ورقِ گل

کب خار الجھ سکتے ہین دامانِ صبا سے
گلشن کی قلمرو مین ہو نظم و نسقِ گل

آہون نے کیے لختِ جگر برہم و درہم
کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورقِ گل

آمد ہے یہ گلزار مین کس کی کہ صبا نے
صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبقِ گل

وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی
بیکار ہے اب تذکرۂ ماسبقِ گل

تحریر کرے وصفِ رخ اسکا تو ہے لازم
کاتب خطِ گلزار مین لکھے ورقِ گل

زیبا ہے کہون جو فلکِ خاک چمن کو
پھولی ہو عجب موسمِ گل مین شفقِ گل

پائیگا امیر اُس رخِ گلرنگ کا بوسہ
بلبل کے سوا کوئی نہین مستحقِ گل

شمع محفل مین ہی پروانے ہین گرد سر شمع
کیا تکلف ہے کہ محفل کے ہی اندر محفل

ہم ہین پروانۂ دل سوختۂ بزم خیال
شمعرویون سے یہان گرم ہی شب بھر محفل

سرِ زردش آئے ہین مشتاق شہادت ای ترک
جمع کرتا ہی ہمیشہ ترا خنجر محفل

اُسکے بھڑ کانے سے برہم ہوئے یہ غیر امیر
شمع کیا ہمیہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل
تب ہم نہ رہے وفا کے قابل

ہی خوف سے سارے تن مین رعشہ
اب ہاتھ کہان دعا کے قابل

آئے نہ مجھے دیکھنے اطبا
جب مین نہ رہا دوا کے قابل

بوسے مرے دل پہ پیسکر دانت
یہ دانہ ہے آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئنہ ہے جلا کے قابل

ای دل مجھے بیش جُہلا بات سے حاصل
خالی ہی مکان حرف وحکایات سے حاصل

تسکین مجھے دیتے نہین ای حضرتِ واعظ
کیا اور ہے مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل

پتھر ہے ترا دل مین کہون حالتِ دل کیا
کعبے مین جو بُت ہو تو مناجات سے حاصل

ہی زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت
جس رات کا وعدہ نہو اُس رات سے حاصل

روتا ہون لہو بھی تو مجھے مے نہین ملتی
کیا بندگیِ پیر خرابات سے حاصل

ظاہر مین دیا بوسہ تو کیا دل ہی مکدر
نیت ہی نہین ٹھیک تو خیرات سے حاصل

تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے
ای شیخ پھر اس کشف وکرامات سے حاصل

قسمت مین جو ہے وہ بہرکیف ملیگی
پھر قاضی ومفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہین اہلِ سخن خوب سخن کو
خاموش امیر اتنی مباحات سے حاصل

فراہم ہوئے اسد رجب سوم مین میرے
ہجر مین چار اِدھر چار اُدھر روتے ہین
صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
باغ کس کام کا جسمین گل و شمشاد نہو
رقص کے وقت قیامت ہی تمھاری ٹھوکر
لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئین گے
جا چُکا عہد جوانی کا چلین سوئے عدم
شمع فانوس مین پھو ئے نہ سمائی اے گل
ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت

بن گئی غیرتِ بتخانۂ آذر محفل
جس طرح ماہ محرم مین ہو گھر گھر محفل
تمھارا ہی ہی یہ ترے رقص سے چکر محفل
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل
یون اُلٹ جائے نہ مثلِ صفِ محشر محفل
ہو گی جس روز محرم مین ترے گھر محفل
شمع سان دیکھ چکے دہر مین شب بھر محفل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذر اُس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیر
لکھیے چودھوین تاریخ مقرر محفل

فرقت یار مین ماتکدہ ہے ہر محفل
عجب شمع کی صورت دل قاتل نہ جلے
چاہیئے آئنہ رویون کا بھی مجمع ہو جائے
ہم بغل مجھسے ہو غیرون کو لگائے رکھو
کس پری رو کا تصور نہین دل مین اپنے
سب مکانون سے جدا پیر مغان کا ہے مکان
پری حسن ہے تیرے ہی جہان کی رونق
پر دلے ہے نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
ہر دل سوختگان روز الم ہے شب عیش
دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اُداس

نہ ہفتہ نہ سرے برابر محفل
بسملون کے ہو نہ سایۂ خنجر محفل
کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل
رہین خلوت ہی ہے جمع ہو با
جمع رہتی ہے اس آئینے کے ا
کی ہی الگ شہر سے باہر محفل
جسطرح شمع سے ہوتی ہے منوّر
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھ
چشم پروانہ مین آتشکدہ ہے ہر محفل
محفل آرا نہ ہو کوئی تو ہے ابتر محفل

بوے گل فردوس آ امیر اپنا ہے مژدہ
سرکا جو ذرا تختۂ مدفن تو نہین ہم

ہوے جو رنگ وصل یار مین ہم
ہو گئے مژدہ ہجر یار مین ہم

اٹھے پھولے پھلے بہار مین ہم
گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم

اُسکو لائین گے خاک قابو مین
کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کون پوچھے گا ہم غریبون کو
روز محشر ہین کس شمار مین ہم

فرش سے عرش تک نشان نہین
دُور بہہ نکلے ہوائے یار مین ہم

حضرت دل جو تم ہو پہلو مین
مر کے بھی زندہ ہین مزار مین ہم

وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین
تو بہ بدمست ہین بہار مین ہم

پیش رُخسار یار خار ہین گل
ایک دو کیا کہین ہزار مین

قاصد آیا ہے پر نہین یاتا
گم ہوے ایسے انتظار مین ہم

گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح
ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم

زلف و رُخسار کے تصور سے
ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہم پہ وہ کرین
ہین امیر اُنکے اختیار مین ہم

موا کہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم
کچھ آج تک ہمین اُسکی خبر نہین معلوم

مکان دل مین ہو کس کا گذر نہین معلوم
یہ بیخودی ہو کہ گھر کی خبر نہین معلوم

اکیلے ہے بیخبری نے جہان سے فارغ
فلک کہان ہی زمین ہو کدھر نہین معلوم

مین جسکو دیتا ہون اُس فتنہ گر کے نام کا خط
وہ ٹالتا ہے کہ مجھکو تو گھر نہین معلوم

تری گلی ہو کہ میدان حشر ہے قاتل
یہان کسی کو کسی کی خبر نہین معلوم

ہوا شہید تبسم جگر کہ دل یارب
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہین معلوم

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبلِ گلشن تو نہین ہم
ای ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لین گے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچہ جلا دین بھیجین
کچھ خیر ہے قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلت سے کبھی لین گے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین نہ پہونچے
ذرے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہو قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

ہجا ئینگے ہیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبارِ سُمِ توسن تو نہین ہم

سو بار کہین گے ارنی طور پہ جاکر
کیا سمجھے ہین موسیٰ ہین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کیطرح پائی ہین آنکھین
پر قابلِ نظارۂ گلشن تو نہین ہم

بخیے کا دیا حکم تو بولے دہنِ زخم
سلواتے ہو کیون قابلِ سیون تو نہین ہم

موسیٰ سے یہ کہدو کہ بہت بڑھ کے نہ بولین
کچھ نا بلدِ وادیِ ایمن تو نہین ہم

کہتا ہے حیا سے وہ دہانِ مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گلِ سوسن تو نہین ہم

غیر و نکے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
ای دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب
نسان ہین ناقوسِ برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اُسکے خطِ سبز پہ آنکھین
کچھ پیرہنِ خضر مین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ انکا ہی جو زندان مین یہ سمجھین
زندانیِ تاریکیِ مدفن تو نہین ہم

بے سنتِ احباب یہان قبر ہو روشن
محتاجِ چراغِ سرِ مدفن تو نہین ہم

زار سے زار ہین جہان مین امیر
دل ہی بنے ٹھے جو لطف اُٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہی امیر کے عفوِ گناہ مین
اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین
لو لو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
کھٹکو نگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین
مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمتِ جہان
لپٹی ہوئی ہی برق گلیمِ سیاہ مین

پیری ہین قدنگون جو ہُوا دانت بھی چلے
بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مُدّت ہوئی پھرے ہوئے آنکھونکی پتلیان
صورت تمھاری پھرتی ہی ابتک نگاہ مین

نکلا نہین ہی خط ترے عارض پہ حسن نے
کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے اے فقیر
ڈوبے نہ قلزمِ کرمِ بادشاہ مین

بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہی کارِ نیک
شب کو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے
تاثیرین دوڑی آتی ہین آغوش راہ مین

اعلیٰ کو کیون نہ صحبت ادنیٰ سے ہو حذر
دیکھا کبھی نہ پرتوِ خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہی مرے دل کا مرتبہ
ڈوبا ہوا ہی چاہ زنخدان کی چاہ مین

بیداغ عشق ارض سے تا آسمان ہی کون
ماہی ہین فلس ہی تو کلفِ جرمِ ماہ مین

ہی نقشِ دل پہ صورت توحید اے امیر
ہون محوِ ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اسقدر کہ تری جلوہ گاہ مین
چھپ جاؤنگا مین پرِ دہ گردِ نگاہ مین

کیا ہو ذوق شہادت نے محو یہ دم قتل
لگے ہیں زخم کہاں جسم پر نہیں معلوم

شب وصال ہوں بوس و کنار سے محروم
دہن کہاں ہو کدھر ہے کمر نہیں معلوم

پڑا ہے فاتل پر
کدھر کو اڑکے گیا تن سے سر نہیں معلوم

شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہیں
کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہیں معلوم

دھر کو منھ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید
یہ کس کا گرم ہو بازار ادھر نہیں معلوم

جو کل تھے ساتھ گئے آج کس طرف یارب
کسی کا حال کسی کی خبر نہیں معلوم

خضر ہو راہبری ہو ثواب اے زاہد
کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہیں معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث
یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہیں معلوم

جہان مین اب نظر آتا ہو رات دن اندھیر
فلک سے کیا ہوے شمس و قمر نہیں معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ آمیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہیں معلوم

تیرے جور و ستم اُٹھائین ہم
یہ کلیجا کہان سے لائین ہم

جی مین ہو اب وہان نہ جائین ہم
دل کی طاقت بھی آزمائین ہم

نالے کرتے نہین یہ اُلفت مین
باندھتے ہین تری ہوائین ہم

اے لب یار کیا ترے ہوتے
لب ساغر کو منھ لگائین ہم

دل مین تم دل ہو سینہ سے خود گم
کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم

آب شمشیر یار اگر مل جائے
اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

اب جو منھ موڑین بندگی سے تری
اے بت اپنے خدا سے پائین ہم

زندگی مین ہے موت کا کھٹکا
قصر کیا مقبرہ بنائین ہم

توبہ مے سے کیا پشیمان ہین
ابر و دیکھکر گھٹائین ہم

دل مین ہو مثل بزم و آتش
جو گھٹائے اُسے بڑھائین ہم

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہی آئنہ
قرآن ضرور چاہیئے دست گواہ مین

اُس ترک کجکلہ پہ اُٹھین کیون نہ اُنگلیان
اندازہ ماہِ نو کا ہے طرفِ کلاہ مین

دیکھو جا کے آنکھ تو دیکھو رقیب کو
چھُریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادھر ادھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اُٹھ گیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہی راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہی اس بارگاہ مین

ہی راست رو وہی جو ہے دینِ رسول پر
ہوتی ہی کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پر تو اگر پڑے ترے دانتون کا چاہ مین

یون روے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جائے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دونون پاؤن ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطعِ راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین
یا چند سرخ پوش مکانِ سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین ہی داد خواہی کیا کرون
کسکے آگے جا کے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھ گدا کو دے نہ تکلیفِ حکومت اے ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

میرا محضر خون دیکھکر
سوچتا ہی اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوؤن سے ہوگئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچائیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھ سے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھ سے کہا
اب تری آنکھو نہین دم ہی کم نگاہی کیا کرون

ترک لذت سے جدائی مین زبان ہی آشنا
بادۂ صاف و کبابِ مرغ و ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہی پہونچ جاؤن مین اب کعبے مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہی الٰہی کیا کرون

ہین جلوہ گر شرار تری دود آہ مین
یہ نجم چھپتے ہین کوئی ابرِ سیاہ مین

وہ توڑ اسے فلک ہو مرے تیر آہ مین
چاہون تو رخنے ہون سپر مہر و ماہ مین

سمجھے سریر و تاج کو کچکول و بوریا
ہو فقر کا مزہ جو دلِ بادشاہ مین

آہ اُس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو
بنجائے ماہ میم جو مل جائے آہ مین

سایہ پڑا مگر مرے بخت سیاہ کا
یہ تیرگی نہ تھی تری زلفِ سیاہ مین

افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو
مے بیچیے تو جل کے کسی خانقاہ مین

آنے نہ دے حیا کو یہ ہو رات وصل کی
کیا کام غیر کا ہو تری جلوہ گاہ مین

دیوانہ تیرا آتا ہو لرزان ہین اہلِ شہر
تم کی دھاک سے ہو تزلزل سپاہ مین

کیون مثل رخ نہ ہمکو خطِ سبز ہو پسند
پھولونکی ہمکو آتی ہو خوشبو گیاہ مین

ہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد
ہو ماہ کو زوال و کمال ایک ماہ مین

ہم رہروانِ عشق کو محشر کا خوف کیا
پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفونکی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمکین
بجلی تڑپ رہی ہو یہ ابرِ سیاہ مین

کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم
دُنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین

تو نے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر
دھبّا لگا دیا مرے بختِ سیاہ مین

اُترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے
لغزش نہ تازیان کو ہو عذرِ گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہو آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین

ہین شوخیان یہی جو تمھاری نگاہ مین
بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین

محراب اُسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز
پہونچا مین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین

فریاد کس سے تیرے سوا اے اجل کرین
ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہی اگر طالب مقصود تو مٹ جا اے دل
نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کے اُسے بھی ہو نصیب
ذلّتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص مجھے حق نے بنایا ہے صنم
شان اُنکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

کہ ابرو پہ ہے منھ لال ہی چتون ہی بھری
آج اُنھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے
مور کو بڑھ کے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہی بدخشان مین شفق پھولی ہے
سرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پلتے ہین غلطان اسی حسرت کے سبب
جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہی زلف اُس رخ روشن کی طرف
ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ وگل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کُنہ باری کو پہونچ جاے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر
آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی بھری مقتل سے
لاشے آتے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ انھین سے نہین کاوش ہے حسینون کو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیـ

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اُسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تجھے رخ اُمید کو جس حسرت سے
یاس کو بھی اُسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سنکے حال دل عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اڑا دیتے ہین اُس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اُنکی بھری رہتی ہے
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران سے ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہی جو تو غیر کی دانائی کی
پھر وہی منھ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

کل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہون دل مین آج
خدمتِ پیرِ مغان مین عذر خواہی کیا کرون

فرض کر دم آہ رک سکتی ہی تھم سکتے ہین اشک
چھپ نہین سکتا ہی لیکن رنگ کاہی کیا کرون

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہے امیر
پیشِ خالق ادّعاے بے گناہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب اُس پری سے راہین سیر
سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین

نکل کے چہرے پہ میدان صاف خط نے کیا
کبھی وہ شہر تھا ایسا کہ بند راہین تھین

فراق مین ترے عاشق کو جاکے کل دیکھا
کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین

بگولے اب ہین کہ غربت ہی گور شاہان پر
سرون پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین

ہزار دن لوٹ گئے کل اُٹھی جو وہ چلمن
خدنگ ہوے مژہ برچھیان نگاہین تھین

کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ
وگر نہ ربط کی اُس سے ہزار راہین تھین

یہ ضعف ہی کہ نکلتی نہین ہین اب دل سے
کبھی فلک سے بھی اونچین ہماری آہین تھین

جگر مین ہجر کی کل چھچھ رہی تھین کچھ پھاسین
اگر جو غور سے دیکھا تری نگاہین تھین

پہونچ گئے سرِ منزل چلے جو چال نئی
اُنھین مین پھیر تھا دیکھی ہوئی جو راہین تھین

فلک کے دور سے دُنیا بدل گئی ورنہ
جہان بنے ہین یہ میخانے خانقاہین تھین

یہ ضعف ہے کہ ہلنا گران ہی قدمون کو
سُبکروی مین کبھی انکو دستگاہین تھین

رُباعیان مری چوگوشیہ کلاہین تھین

حسین نذر کے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اُسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین
دل ہی واقف ہی جس ارمان سے ہم دیکھتے ہین

داغ سے بڑھ کے نہین دل مین کسیکا جلوہ
گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین

ہی پری تو نہین پریون کی مگر خو تجھ مین
اُنس تجکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

اُس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہو داغِ عشق — پروانۂ چراغِ حرمِ خدا ہون مین
کشتہ کیا ہی مجکو محبت کے جوش نے — مذبوحِ خنجرِ نگہِ آشنا ہون مین
اعضائے تن کو بسکہ ہو زخمون کا اشتیاق — آہن ہو تیغ یار تو آہن ربا ہون مین
کہتی ہی ہر پلک تری زلفِ دراز سے — چھوٹے سے قد پہ میرے بجا نابلا ہون مین
رُسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا — جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بے خطا ہون مین
زندہ کیے ہین مین نے دلِ مُردہ سیکڑون — فیضِ سخن سے عیسیٰ معجز نما ہون مین
مقتل ہی میری جان کو وہ جلوہ گاہِ ناز — دل سے ادا یہ کہتی ہی تیری قضا ہون مین
لذت ہی آبِ تیغ مین آبِ حیات کی — زندہ بسانِ خضر ہون گو مر چکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمنِ دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اُسکے اکثر لگے ہوئے ہین — کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوئے ہین
کیونکر نہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی — پُتلی کی سان پر یہ خنجر لگے ہوئے ہین
نکلین گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر — قبرون کے مُنھ پہ بھاری پتھر لگے ہوئے ہین
کیا دیکھے عاشقون کے وہ داغدار سینے — پھولون کی کشتیون مین زیور لگے ہوئے ہین
یارب ہی کسکی آمد جو شہر مین ہے شادی — صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوئے ہین
چاہی جو مین نے عجلت بولا بگڑ کے قاصد — اُڑ جاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوئے ہین
کیا حالِ دل سناؤن جاسوس اُس پری کے — آواز میری سُننے در پر لگے ہوئے ہین
نامے وہ باری باری عشاق کے پڑھین گے — عجلت سے کچھ نہ ہوگا نمبر لگے ہوئے ہین
مین جانتا ہون بلبل جو ہی تری حقیقت — اک مُشتِ استخوان مین دو پر لگے ہوئے ہین
بڑھتا ہی آبرو مین کیا آنسوؤن سے میرے — کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوئے ہین
ہی حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے — یہ اشتہار اب تو گھر گھر لگے ہوئے ہین

شکل آئینہ بنایا ہی ہمین حیرت نے / دیکھتے ہین جسے حیران سے ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہی کہ حلقے مین ہی ناگن کے یہ من / زلف اپنی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہمارے لیکن / تجھپہ قربان اُسے جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہی کبھی خال وہ رخ / روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

بھر گیا جی غم دلدار سے شاید اے دل / تجھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

رشک ہوتا ہی کہ شاید ہی تمھارا عاشق / تنگ ایجان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغر بادہ بھی ہی جام جہان مین ساقی / سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہی کرین ہاتھ کلائی سے قلم / جب لگا اُسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا بس کہ تجھے بس مین کہ اب غیرون کو / جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

کشن داؤد سے آہن جو ہوا موم تو کیا / دلکو پانی ترے ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دل صاف سے آتا ہے نظر / رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دوربینی کہین کیا چشم بصیرت کی امیر / صاف سیر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہین

بخت سیہ سے گو کہ گلیم گدا ہون مین / شاہون کے سر پہ سایۂ بال ہما ہون مین

صحرا مین مثل موج ہوا گم نما ہون مین / دریا مین نقش آب کی صورت نما ہون مین

وا کردہ چشم دل صفت نقش پا ہون مین / ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

مطلب جو اپنے اپنے کہے عاشقون نے سب / وہ بت بگڑ کے بول اُٹھا کیا خدا ہون مین

اے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیون مجھے / نقشے ہزارون مٹ گئے ہین تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھ کر نہین مگر / اتنا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

اُفتادگی مین اُس نے نہ سمجھا جدا مجھے / سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہون مین

محنت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھس گیا / عقدہ یہ آج تک نہ کھلا مجھپہ کیا ہون مین

قاضی بھی اب تو آئے ہین بزم شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جا پائی خط نے اُسکے رخِ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا شرفِ آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن بٹھلائے گئے آفتاب مین

رکھا یہ تمنے پلے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبقِ آفتاب مین

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ سب مجھے
کردے جو کوئی بند مکانِ حباب مین

حاجت نہین تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہے تشنہ دام فریب سراب مین

مثلِ نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ
جبتک رہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہی جہان مین دوران سر مآل
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین

چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصورِ حسن ملیح سے
ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
مُوذی کو پال کر مین پڑا کس عذاب مین

اللہ رے تیز دستی مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہو گئے اُنکی نقاب مین

چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہی پردہ ور کہین مہدی حجاب مین

کچھ ربط حسن و عشق سے جائے عجب نہین
بلبل بنے جو بلبلہ اُٹھے گلاب مین

چومے جو اُسکا مصحفِ رخ زلف مین پھنسے
مارِ عذاب بھی ہی طریقِ ثواب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین ہم
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانے کیواسطے
مشعل ہے برق کی کفِ دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو ای امیر
اُس نے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہی اُسکو جو ہی پیچ و تاب مین
دیکھا نہ پائے موج کو کفش حباب مین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہون کے اُس گلی مین بستر لگے ہوے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین
کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

بے تصد لکھدیا ہی گلہ اضطراب مین
دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین

بجلی چمک رہی ہی فلک پر سحاب مین
اب دُختِ رز کو چین کہان ہی حجاب مین

اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین
گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین

مہمان کے ساتھ کھانیکا ہوتا نہین حساب
ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین

اے برق تو ذرا ابھی تڑپی ٹھہر گئی
یان عمر کٹ گئی ہی اسی اضطراب مین

ملنے کا وعدہ مُنھ سے تو اُنکے نکل گیا
پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنسکے خواب مین

دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہاک کے چار
تھے نیند مین پڑا اُنھین دھوکا حساب مین

قاصد ہی قول و فعل کا کیا اُنکے اعتبار
پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب مین

ترغیب میرے قتل کی دو اُنکو ہمدمو
ہے کارِ خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین

کیا آہ کی ہوا سے ہوا ہل گئے جو دو
اُٹھتا مزہ جو بند نہوتے نقاب مین

سمجھے ہین دلمین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین
مہمان چار دن کا ہی جوبن شباب مین

سمجھا ہے تو جو غیبتِ پیرِ مغان حلال
واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ
قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین

کام آئی کیسی ظلمتِ عصیان بروزِ حشر
سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین

دیکھا کیا جو دفترِ آفاق بعد جمع
ہم سے پہلے ہو گئے نظر ہی انتخاب مین

منظورِ قید و قتل جو ہو حکم دیجیے
ہی یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اُنکے خون کی چھینٹین پڑین امیر
بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

پروا نہین جو آنے پاتے نہین شب بھر
ہم خواب مین تمھاری محفل کو دیکھتے ہین

کیون منھ بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر
خوش ہوتے ہین سخی جب سائل کو دیکھتے ہین

لیلیٰ کو دیکھکر جو بیخود نہین ہوئے ہین
ناقے کو دیکھتے ہین محمل کو دیکھتے ہین

دُنیا امیر ساری ہے محفلِ مشائخ
دیتا ہے جان اُسپر جس دل کو دیکھتے ہین

شمشیر ہے سنان ہے کسے دون کسے ندون
اِک جان ناتوان ہے کسے دون کسے ندون

مہمان اِدھر ہُما ہے اُدھر ہے سگِ حبیب
اِک مُشتِ استخوان ہے کسے دون کسے ندون

دربان ہزار اُسکے یہان ایک نقد جان
مال اِس قدر کہان ہے کسے دون کسے ندون

بلبل کو بھی ہے پھولونکی گلچین کو بھی طلب
حیران باغبان ہے کسے دون کسے ندون

سب چاہتے ہین اُس سے جو وعدۂ وصال کا
کہتا ہے اِک زبان ہے کسے دون کسے ندون

شہزادی دُخترِ رز کے ہزارون ہین خواستگار
چپ مُرشدِ مُغان ہے کسے دون کسے ندون

یارون کو بھی ہے بوسے کی غیرونکو بھی طلب
ششدر وہ جانِ جان ہے کسے دون کسے ندون

دل مجھ سے مانگتے ہین ہزارون حسین امیر
اِکتا یہ ارمغان ہے کسے دون کسے ندون

تصور یاں بحرِ حسن کا یون ہے مرے دل مین
روان رہتا ہے دریا جسطرح آغوشِ ساحل مین

ہوائے زلفِ جانان نے نہ چھوڑا مرکے بھی پیچھا
قیامت مین بھی ہم جکڑے ہوئے آئے سلاسل مین

شرابِ سرخ شیشے مین نہین ہے یاد ہے ساقی
بھرا ہے خونِ بسمل یہ گلوئے مرغِ بسمل مین

تمنائے شہادت مین مرکر بھی ہوئی راحت
تڑپ کر خلد سے پھر آرہا ہین کوئے قاتل مین

ترا خالِ ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا
فرشتونکی جگہ ہے قیدِ زہرہ چاہِ بابل مین

کیا جوہر نے مجھے جسدم نظر کر رہ برہ آیا
بجائے تیغ آئینہ ہے لازم دستِ قاتل مین

رہِ صحرائے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا
تری تلوار کا دم آگیا ہے تیرے بسمل مین

ساقی مسیح وقت ہی بزم شراب مین
دیتا ہے بھر کے مے قدح آفتاب مین

دریا سے حل یہ مسئلہ ہی فہم چاہیے
دیکھو ملا صدف مین خلاف ہے حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے
شعلہ ہو کب دھوئین کیطرح پیچ و تاب مین

دُنیا بھی بن ہی جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہ ہو جبکہ شراب مین

مُردہ جو اہلِ دل ہون تو زندہ اُنھین سمجھ
عارف کی آنکھ رہتی ہی بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہی نہانے سے اُنکو عشق
شاید ہے نقش حُب کا اثر نقشِ آب مین

خط اُسکے روئے صاف پہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھ دیکھ بعد مرگ بھی سیرے گلے پہ تیغ
طاقت ہی جذب آب کی مُردہ سحاب مین

دکھلاتے ہین وہ وقت گزک سبزہ مسیح
ہونٹون سے جان پڑتی ہی مرغ کباب مین

پروا نہین ہی ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہے
دیوارین جیسے خم ہون مکانِ خراب مین

لکھا ہی مین نے دیدۂ گریان کا اپنے حال
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

میخانے مین جو آئے تو ناصح رہے خموش
دم مارنے کی جا نہین انسان کو آب مین

پیاسون کو خاک سیر کریگا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبتِ رندان سے کیا امیر
عالم کبھی نہ رہ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دُور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کرلین خالق سے لو لگائین
کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوقِ نظارہ دیکھو پٹی ہوئی ہی عینک
آنکھین ہین بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہین

تڑپتا ہے دل صیاد بھی اس کے تڑپنے پر
قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل مین

بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہی ای دل
جہان آیا مسیحا درد دونا ہو گیا دل مین

دہان زخم نے کس کس مزے سے اسکو چوسا ہی
لب شیرین کی لذت ہی زبان تیغ قاتل مین

جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہی
زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسمل مین

ذرا محمل سے ہٹکر خاک اڑا او بے ادب مجنون
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہے کون محمل مین

کرامت ہی کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون ہی
چھلکایا ایک پیمانے سے تو نے سب کو محفل مین

لگاکر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اسطرف تمنے
قضا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوئے بسمل مین

اجازت چاہتی ہی کس سے پروانون آنکی
اکثر رہی ہی عرش بیگی کی طرح جو شمع محفل مین

نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اسکا شوخی پر
الٰہی تیز بجلی سی چمکتی ہی مرے دل مین

امیر اسکی تجلی گاہ ہی دنیا جو آنکھین ہون
ہی گل ہو گلستان مین وہی ہے شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لب آب آتے ہین
شوق دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین

اشک آنکھون مین مرے گرم شتاب آتے ہین
شہسواران عدم پا بر رکاب آتے ہین

یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگام خضاب آتے ہین

پی کے مے جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہی
اڑکے منہ تک صفت مرغ کباب آتے ہین

اسطرح مجلس زہاد مین جاتا ہون مین
متقی جیسے سوئے بزم شراب آتے ہین

بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہے زمین
جو یہان آتے ہین مست مے خواب آتے ہین

جو تہ گنبد تسلیم و رضا بیٹھ رہے
لب سے انکے سوالونکے جواب آتے ہین

سہم رہوار سے روندینگے وہی خاک مزار
تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین

صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور
موت کے انکو پسینے دم خواب آتے ہین

موت آتی ہی کہ آتی ہی سواری انکی
کئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملے بعد فنا مجکو
فلک سیر ابھی حق ہی کچھ زمین کوئے قاتل مین

یہ کسکی نوک مژگان کا تصور آنے والا ہے
کھٹک جاتا ہی اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین

نکالے رنگ کو جاہل نہین پر قابل صحبت
طلب ہوتا ہی کب طاؤس بہر رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہی کوئے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
کبھی جاتے ہین آنکھون مین کبھی آتے ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے ای صیاد اتک بیقراری ہے
کوئی رگ رہگئی ہی کیا گلوے مرغ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہی ایذا نہوا اسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدین دست قاتل مین

ہزارون قیس مثل ہر سایہ تھ پھرتے ہین بیابانین
مرے دل مین خیال یار یا لیلی ہے محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شب فرقت سمٹ آئی
ڈھونڈین کا نام اب باقی نہین ہی چاہ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہونچا ہون میدان شہادت تک
جمانے دے قدم اے درد پہلو کوئے قاتل مین

عروس مرگ تیری تیغ کا منھ چوم لیتی ہے
نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکلجائے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی ای ترک اتنی جان باقی ہو مرے دل مین

امیر اتبک نہین کھلتے جو اُسکی تیغ کے جوہر
توقف کیون ہی کیا منہدی لگی ہی دست قاتل مین

کسی زہرہ شمائل کا تصور ہی مرے دل مین
منجم یا قمر کا ہی گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نہ پائے گا
نکلجائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

بچیگی خوب ای قاتل غضب کا رنگ لائے گی
منگائی ہی جو منہدی پیس اُسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پروائے جنت ای گل خوبی
نہایت پائی ہمنے بے نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہو تو نظارہ کہان مجنون
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلی ہی محمل مین

دوئی اٹھ جائے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
بت آئین سجدے کرتے شوق سے اس کعبۂ دل مین

حرص و ہوا کو حدِّ جہان سے نکال دون | دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون
ہفتے مین ایک دن تو مرے گھر مین آئیے | امید وار مرحمت گاہ گاہ ہون
رہتا ہے صبح و شام گناہون کا سامنا | فارغ جو اُس سے ہون تو کبھی عذر خواہ ہون
غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس | تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون
تاب و توان نہ مجھ مین نہ عقل و حواس و ہوش | شکل آدمی کی صورتِ مردم گیاہ ہون
کہتا ہے روئے یار یہ خطِّ سیاہ سے | تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون
لاغر یہ عشق موئے کمر نے کیا مجھے | پنہان نگاہِ خلق سے مین مثل آہ ہون
دست کشادہ ہے سبب تنگی معاش | دریا دلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون
اس قلزمِ جہان مین سفینہ ہے میری ذات | سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون
رکھتا نہین ہے فرق سرِ مو مرا سخن | گویا زبان خامۂ صنع الٰہ ہون
مدّ نظر ہے صاحب جوہر کا مجکو حفظ | مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسولؐ کا ہے اگر بارگاہِ حق
مین بھی امیر خاک درِ بارگاہ ہون

خیالِ لب مین ابرِ دیدہ ہائے تر برستے ہین | یہ بادل جب برستے ہین لبِ کوثر برستے ہین
خدا کے ہاتھ ہے چشمون مین ہے آبِ آبرو اپنی | بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کیسر برستے ہین
ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین | بھلا برسین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین
کبھی آہین کبھی ہین سختی ایّام سے نالے | ہوا چلتی ہے بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہین
جہان اُن ابروؤن پر میل آیا کٹ گئے لاکھون | یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین
لبِ شیرین سے ایسی سخت باتین میری تربت پر | کہ گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین
چھلکے بہتے ہین مے سے جوش پر ہے رحمتِ ساقی | ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین
جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی | زہے بارانِ رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم اُنھین یاد
جن حسینون کے تصوّر مین دمِ خواب آتے ہین

غیر منھ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے
کہو ابلیس ہٹے تیرِ شہاب آتے ہین

سوزشِ دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین
اشک مُنھ پر صفتِ اشکِ کباب آتے ہین

ہجرِ ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر
ہر طرح سے مرے حصے مین کباب آتے ہین

راتین وصل کی یاد آتی ہین اُڑ جاتے ہین ہوش
غش پہ غش ہجر کی شب مین دمِ خواب آتے ہین

یہ قضا ہی کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
صف اُلٹتی ہی جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبح کو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عمل پہ جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین بنکے وہی مارِ عذاب آتے ہین

یون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آ ہی گیا
خوب چھینٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان بیجا ہی بطِ مے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے سبھی کب مرغ کباب آتے ہین

پانو تھکتے ہین کوئی بحر جہان مین اُنکے
سر اُٹھائے ہوے جو مثل حباب آتے ہین

جوشِ وحشت مجھے ہر سال بناتا ہی جوان
ب بہار آتی ہی ایّام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پئے [illegible] آتے ہین

حالِ افلاک دلِ صاف مین آئینہ سے ہے

ایک قطعہ:

دھیان بندھتا ہی جو اُس عارضِ و گیسو کا امیر
متصل لخلخۂ مشک و گلاب آتے ہین

عینک ہون خواہ آئینۂ درشناسا ہون
جیسا ہون پیشِ چشم ہون پیشِ نگاہ ہون

یا وصف بختِ تیرہ مین روشن نگاہ ہون
سرمہ ہون کہ سرمۂ چشمِ سیاہ ہون

منکر ہوے مرے قتل سے قاتل جو روزِ حشر
بولے زبانِ تیغ کہے مین گواہ ہون

گر دینگے اشکِ گرم مرے مجکو رو سپید
گو رو سیاہ ہون مگر ابرِ سیاہ ہون

چلو امیر چلو تا کجا اقامت دہر
مسافران عدم انتظار کر ہین

کیون نہ موسیٰ کو خطر ہو شوق برق طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجاب نور مین

روز حشر ایسی جلن ہوگی دل محرور مین
بھاگ کر ڈوبے گا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکسارون کی ہو ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرف گلی ہے مجلس فغفور مین

ہم ہون یا موسیٰ ہون کوئی دیکھ سکتا ہو اسے
پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہ طور مین

کیا تماشا ہو اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ
جام چینی رو رہے ہین ماتم فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے
دار بھی ہے شاخ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور مین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار
ہوشیاری شرط ہے غافل شب دیجور مین

نزع کے وقت آدمی سے ہل سکین کیا ہاتھ پانون
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ رہے تھے بت خدا سے ڈر کے سنگ طور مین

گھر بنایا ہے یہ کس کا قصر تن ہے بے ثبات
جھونکتی ہے خاک عبرت دیدۂ مزدور مین

شیخ کو تھوڑا نہ جانو یہ بڑا مکار ہے
ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہے تلاش حور مین

منزل مقصود کی مستونکو دکھلاتی ہے راہ
خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانۂ انگور مین

انسے کہتی ہے حیا اتنا جو میرا پاس تھا
نور بن کر چھپ رہی ہوتی نگاہ حور مین

محتسب کے لاکھ احسان کہ خوشے کی طرح
کاٹکر مستونکے سر لٹکا دیے انگور مین

ہے اگر گردون مخالف غم نہین مجکو امیر
ہون مین ظل دامن شاہ ابو المنصور مین

پھکتے ہین اعضا یہ گرمی ہے تن محرور مین
جا بے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریون کا جدا لطف اور ہے اس حور مین
ہے زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہے خیال عارض پر نور مین
ڈوبتی ہے میری کشتی چشمۂ کافور مین

غضب کا ابر خون افشان ہوا بر تیغ قاتل بھی
روان ہی خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین

سمائے ابر نیسان خاک مجھ گریانکی آنکھونمین
اک پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان ہین آمیز آنسو ہین
تماشا ہے ادھر موتی ادھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پر جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر سے کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ ملکے پاؤن مین مہندی
زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین

موے یہ بھی لحد اپنی ہے تختۂ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان انکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

مزے جو نکلے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بیقرار کرتے ہین

پس مرے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نہ شاخ گل ہی مرا دل نہ دامن مےخوار
بہار مین سے کیون داغدار کرتے ہین

مین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ کھینچے ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے آن حسینون کو دی ہی اور رہی کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

صاف دل ہین قرابت کا کچھ خیال نہین
جو ہمکو پیار کرے اسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو
وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی تو ان سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین

گلہ نہین جو اڑاتے ہین تیغ کے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین

فلک کے دور سے ہو اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارۂ نقش و نگار کرتے ہین

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہین
کہ تیرے کوچے مین مشتِ غبار ہم بھی ہین

کہو کہ نخلِ چمن ہمسے سرکشی نہ کرین
نہین کسی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہین

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج
یہ ایک نغمہ سرائے ہزار ہم بھی ہین

کہانتک آئنے مین دیکھ بھال ادھر دیکھو
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہین

شراب منھ سے لگاتے نہین ہین ہو زاہد
فراق یار مین پرہیزگار ہم بھی ہین

ہمارا نام بھی لکھ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی ہین

ہما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھ پہر
سگ آپ کے کہتے ہین امیدوار ہم بھی ہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست نہین ہوشیار ہم بھی ہین

چار ابرو ہین ترے حسن مین بہتر چارون
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہین برابر چارون

نس گلِ ترکا ہین کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
سب نکلے چار چمن گوشۂ چادر چارون

ایک دم حکمِ خدا مجکو فراموش نہین
دل پہ لکھے ہین سماوی ہین جو دفتر چارون

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہے آج
دم مین ہو جائینگے اک جا دمِ محشر چارون

ہاتھون پانؤنکا بھروسا تھا سو وہ بھی تہِ خاک
ہو گئے مجھسے جدا واے مقدر چارون

ابرِ مژگان کی شب ہجر جو بارش ہے یہی
گھر کی دیوارین گرا لے گا مقرر چارون

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقتِ نثار
گرد پھرتے ہین ترے باندھ کے چکر چارون

تندرستی کی کہان فرقتِ جانان مین امید
حدِّ اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون

حق تو یہ ہے کہ ہین تیرے درِ دولت کے گدا
خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون

خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق
ہون غنی میری نظر مین ہین یہ پتھر چارون

بطنِ مادر بغلِ گور مکان باغ بہشت
اپنے بندونکو خدانے یہ دیئے گھر چارون

ہو امیر احمدِ مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین وہ برابر چارون

چاہتا ہی ایک دم مین طی کرے ہستی کی راہ
آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر
چاہیے محنت سے اجورہ دے کفِ مزدور مین

جمع مال انسان تو کیا حیوانکو کرتا ہے تباہ
شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور مین

فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین ای باغبان
بادہ کش ہین پڑ رہین گے سایۂ انگور مین

مین اگر چھولون خلش سے آسمان پیدا کرے
خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہے زنبور مین

سچ ہی اہلِ درد سے ہوتا نہین رونے کا ضبط
اشک بہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین

کشتگانِ عشق سے کہتی ہی تیغِ حسنِ یار
شربتِ دیدار کا چشمہ ہے کوہِ طور مین

ساقیا کیون دمبدم یہ خشک وہ شاداب ہے
خون تن مستون کا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہی انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہی یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہی دلِ رنجور مین

میری نجم عیش مین رویا ہی یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہین باقی تنِ طنبور مین

داغ سے ہی سینۂ پرسوز عاشق کا فروغ
گردۂ نان آئنہ ہے خانۂ تنور مین

داغ الفت کھائیے جاتی جوانی ہے تو کیا
چاہیے شب بھر چراغ اے دل شبِ دیجور مین

رات دن مین لاکھ بار اٹھ اٹھ کے رہجاتا ہی یہ
درد شاید قید ہی میرے دلِ رنجور مین

عیب سلطان کیا ضرورت ہی رعیت مین بھی ہو
لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشورِ تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت
شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور مین

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینۂ پر درد مین کیا روح کو آرام ہو
کون سوبا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسے موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرائے طور مین

ہشاؤ آئنہ امیدوار ہم بھی ہین
تمہارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہی ہجر جانان مین
کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی ہین

رونہ رسوائی سے نادم ہوکے قاتل بعد قتل | وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین
کشت دخون ایسا ہی ہتا دور تر کا نین اگر | روز عزرائیل پھرتے کوچۂ شمشیر مین
نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین | رتجگا رہتا ہو شب بھر خانۂ زنجیر مین
باندھتا ہے گر ہوائے ظلم کر مجکو شکار | جب گھٹین گے پر مرے تب پر لگین گے تیر مین
عشق ابرو مین جو چلاتا ہون کہتا ہے وہ ترک | کون دیتا ہی دہائی کوچۂ شمشیر مین
منحصر ہی مجرمون پر شان رحمت کا ظہور | ہے خطائے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر مین
تیر پر تیر اُس ستمگر نے لگائے اسقدر | رہگئی حسرت تڑپنے کی دلِ نخچیر مین

کج نہادون سے ضرر کیا راستبازون کو اسیر
خم نہین آتا ہو صحبت سے کمان کی تیر مین

ہو یہ بیمہری کا چرچا دور چرخ پیر مین | خون مادر طفل پیتے ہین ملاکر شیر مین
قصۂ غیرون سے تمھارے عشق ابرو مین ہوا | چل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین
ضبط غم سے آہ بنتی ہی مرے دل مین گرہ | تیر ہو جاتا ہے پیکان سینۂ نخچیر مین
سر نوشت اتنی جو مجھ کج واژگون طالع کی ہے | شاید اُلٹا قط لگا تھا خامۂ تقدیر مین
صبح پیری کا بھی ہر مانی نشان باقی ہے | چھوڑ دینا کچھ سفیدی بھی مری تصویر مین
کیجئے دنیا کی ساری لذتون کو انتخاب | پیجئے شیراز سے مے سیجئے کشمیر مین
زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار | چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین
آئے ہین کس بادشاہ ملک وحشت کے قدم | ہوتی ہی نالون کی شلک خانۂ زنجیر مین
دیر سے سوے حرم پیری مین جاکر کیا کرون | تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین
ای جنون تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر | چشم لیلی کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین
ذوق رحمت کھینچتا ہے سوئے رحمت ای کریم | جانتا ہو تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین
ملکے آنکھین ابروئے جانان سے جب روئے ہین ہم | بھر دیے ہین ہم نے موتی دامن شمشیر مین

سہواً کسی سے اپنی کہانی اگر کہوں
طاقت جواب دے کہ جو بارِ دگر کہوں

طولِ شبِ فراق کا قصّہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہوں میں اگر مختصر کہوں

قاصد یہ کوئے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہیں مجھے کس کی خبر کہوں

اے اہلِ دیر و کعبہ میں غمّاز کچھ نہیں
جو اس طرف کی سن کے کسی سے ادھر کہوں

سنتے ہیں آپ سارے زمانے کا دردِ دل
کہیے تو میں بھی قصّۂ سوزِ جگر کہوں

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو میں بھی سحر کہوں

حاصل صفائے قلب ہو آئینے کی طرح
کیوں منہ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہوں

[illegible] قلیل ہے حسن تماشا کا
بڑھ کر کہوں تو جلوۂ برقِ شرر کہوں

تشبیہ سامنے کی ہے اسے فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اسکے سحر کہوں

محروم ہوں میں لذتِ بوس و کنار سے
کیونکر نہ انکو بے دہن و بے کمر کہوں

ہرگز نہ فرق آئے مری بات میں امیر
اکبار جو کہوں وہی عمر بھر کہوں

سختِ دل لپٹا ہے ناحق آہِ بے تاثیر میں
کچھ نہیں حاصل جو پیکاں ہو ہوائی تیر میں

ہوئے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
[illegible] دیکھیے کیا ہے مری تقدیر میں

پھر تو ہے ای دل کنارا مرگ کا زیرِ قدم
پیرتے دو ہاتھ اگر آبِ دمِ شمشیر میں

بہتے بہتے ایکدن شیریں کو پہنچے گا ضرور
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوئے شیر میں

عشقِ ابروئے بتاں میں دل نے کی ایسی تپش
زلزلہ آیا زمینِ کوچۂ شمشیر میں

[illegible] مجھ سے پھر گئی بولا جنوں
تو مبارک اور ایک حلقہ بڑھا زنجیر میں

آئے جب نخچیر ہونے پر کمی تر کون کی کیا
پر نہیں سرخاب کا ای ترک تیرے تیر میں

موئے ابروئے بتاں میں تل نہیں اے مرغِ روح
دانہ چھینکا ہے یہ دامِ جوہرِ شمشیر میں

عشقِ گیسو میں ملی دنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پاؤں سوئے خانۂ زنجیر میں

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
پر ایک سی ہی خزان و بہار غربت مین

گل وطن کی جو بو بھی اُڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجب نہین ہے جو ہو موجزن تسیم کرم
دکھائین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بے کسی و دردِ فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوئے نافۂ آہو کہ نکہتِ گل ہون
وطن مین صبر نہ مجکو قرار غربت مین

بچھا کے مین نے مُصلّا پڑھا دوگانہ
اگر ملا شجرِ سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اُڑ کے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہو کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہلِ وطن
بڑھ کے موت سے ہی انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفتِ ابر یہ دلِ مضطر
برس پڑا اگر ابرِ بہار غربت مین

کبھی نہ بھول کے اہلِ وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستانِ وطن نے دیئے ہین داغ امیر
مین جانتا ہون اُسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھونکو پسند آ گئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو بجلی کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم نہ مجھے دکھلا گئین آنکھین

اورون سے تو بیباک سرِ بزم لڑا کین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہنچے تھے کہ پتھرا گئین آنکھین

ہون لاکھ زبانین رہے پر مشق خموشی
پلکون سے اشارے مین یہ سمجھا گئین آنکھین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین | نقل مینا کا عالم ہے تری تقریر مین
نقل سے کوئی نکلتا ہو جہان مین کار اصل | پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین
بیقراری سے مجھے اُلفت مین حاصل ہی سکون | پائے دل ہیچ پریشانی سے ہے زنجیر مین

دورِ گردون مین کہان ہو جائے آسایش امیر
سیر کو آتی ہو ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہو ترقی حسن کی تنویر مین | جنکے رُخ سے رنگ اُڑ آیا تری تصویر مین
قتل مجکو یاد ابرو مین اُن آنکھون نے کیا | ان ٹھگون نے مل کے مارا کوچۂ شمشیر مین
غیر ممکن ہی دلِ حیران مین میرے دخل غیر | عکس پڑتا ہی کہان آئینۂ تصویر مین
قتل عاشق قاتلون کے واسطے ہی قوتِ روح | جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین
بیخبر میرے مآلِ مرگ سے ہی وہ حسین | ہوکے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین
عشقِ ابرو مین جوانی پیر سب آتے ہین قتل | رات دن چلتا ہی رستہ کوچۂ شمشیر مین
بیخودی سے ہو روشن خانۂ زندانِ غم | مردمک ہی پانون اپنا دیدۂ زنجیر مین
گرمیِ خورشید محشر سے اُنھین کیا کام ہے | ہین ترے کشتو نکی روحین سایۂ شمشیر مین
کام آتی ہی جوانون کے بہت تدبیر پیر | طاقتِ پرواز ہی زور کمان سے تیر مین
دھیان اُس ابرو کا آیا عارضِ روشن کے بعد | دھوپ سے ہم اُٹھ کے بیٹھے سایۂ شمشیر مین
جمع زر ممسک جو کرتا ہے ہوا ثابت ہمین | اسکی قسمت مین نہین ہی غیر کی تقدیر مین
زخمیون کا کام نکلے پھر تو ہی ناوک فگن | ہی مناسب ہون پرِ طاؤس تیرے تیر مین
کیا عجب ہی اُس رُخِ پُرنور پر نکلا جو خط | جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانہ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیر
چھانتا ہے خاک ناحق خواہش اکسیر مین

وطن کی یاد ہو لیلِ نہار غربت مین | یہی ہی ایک بڑی غمگسار غربت مین

پلکون سے وہ امیر لیا کرتے ہین سلام
جس طرح گنگ انگلیون سے گفتگو کرین

مجروحون پر جو چشم کرم جنگجو کرین
سوز خم ایک تار نظر سے رفو کرین

منھ پر جو گرد آہ پڑے شست و شو کرین
اتنی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
بہکین نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جائے
پہلے پڑھین نماز تو پیچھے وضو کرین

تار نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے
ہم چل کے چاک دامن یوسف رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہی دماغ مے
غمزے نہ میرے سامنے جام و سبو کرین

انسان ہو کے ہم رہین محروم ای فلک
سبزے کی سیر سرو لب آب جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب و گزک سے ہی
قرآن پڑھین تو ورد کلوا واشربوا کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام سے ہی کام
جبتک کہ دم مین دم ہی تری جستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر و ماہ
برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جبتک کہ دل ہی چاہیے ہمکو تری تلاش
جبتک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب زاہدونکو مسئلۂ عشق کا ہے فہم
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین کہتے سحاب کے
کہدو کہ جام لالہ و گل شست و شو کرین

چوری ہی کب ثبوت مرے نقد ہوش کی
مفتی شہر قطع نہ دست سبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہے غنچہ سان بہار خموشی مین اے امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا ہاو ہو کرین

معشوق کا جلوہ مجھے دل مین نظر آیا
صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گیئن آنکھین

تیغین تھین کہ یارب ے قاتل کی نگاہین
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گیئن آنکھین

اس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی تیورا گیئن آنکھین

اس نازسے دیکھا کہ بہم کٹ گئے عاشق
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گیئن آنکھین

ہی سوزِ غمِ عشق سے یہ سوز حرار
رونے پہ دل اُمڈا تو مری اُگیئن آنکھین

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
ل سیر سے اُکتا گیا پتھرا گیئن آنکھین

گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین
دل خون ہوا اگر کسی غنچے کو بو کرین

یارب وہ ذوق دے کہ ترے مست معرفت
مستی بغیر بادۂ جام وسبو کرین

دُنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوئے یار مین
جائز نہین کہ طوف حرم بے وضو کرین

مغرب سے اُٹھ کے تم سوے مشرق جو آ رہا
مُردون کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین

بوسہ جو چار ابروئے محبوب کا ملے
کعبے مین سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائین ہم
مالے کو موتیون کے وہ زیب گلو کرین

ملتے ہین ہاتھ دیکھ کے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہین ہے کہ جسکو رفو کرین

گلزار کو جواب سے اذن ثنا ملے
پتے بنین زبان شجر گفتگو کرین

دامن ہی چاک چاک گریبان ہی تار تار
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین

مین بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہون
سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کو بو کرین

ہمسے جو بت خفا ہین تو نامہربان خدا
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کرین

مین دست روزگار مین تیغ اصیل ہون
جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین

نیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جنگجو
جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو اُس سے منت سجدے مرے آستان کے ہین

مر کر بھی مرے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوئے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوئے مری مژۂ خون فشان کے ہین

شکوہ شب وصال مین تا چند چپ بھی ہو
دل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن جھک یہ ترے عارضون کی ہے
دو آئینے لگے ہوئے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
یہ بھاگریز آ [illegible] روان کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہے مین عقبی مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہے رات بھر
چمکے ہوئے نصیب مرے آ [illegible]

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوئے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو کمی نکر
جلوے جو خاص ہین وہ اُدھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہے تجھے ہین رُکاوٹین
ہو تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اُنھین کی زبان کے ہین

اُس مہروش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
ے کاغذ کُل تہ سات ورق آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوئے باغبان کے ہین

ان ابروون سے حضرت دل روز سامنا
کہئے تو اُس سے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آگئی نظر
شاید ا [illegible] امتحان کے ہین

اُس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ یہ سے اس خُو لکے ہین

دل و جگر دونون جل گئے ہین فی انکا ہین جان ملی ہین
تمھارے گھر مین بتا تو کیا ایسی ہوئی بجلیان ملی ہین

مجال میری نہین لیے دل کہ مانگون بوسہ لب و دہن کا
ہزارون منتی ہین دعائین ہین تب اُنسے کچھ گالیان ملی ہین

ہمین تو نغمہ پسند آیا ہے نغمہ سنجان بوستان کا
سُنے نہ دیکھے یہ حلق تالو صدائین ہے باغبان ملی ہین

جیتے جی جان سے گذرتے ہین
کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے
دل ٹھہر جائے یہ امید نہین
کس سے چوری اگر خدا سے نہین
لکھتے ہین خط جو وہ رقیبون کو
دل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا

مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین
ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین
سچ ہے زاہد بتون پہ مرتے ہین
روز پرچے یہین گذرتے ہین
اب کوئی دم مین پار اُترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین آمیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
الٰہی ہو دل جائے آرام غم
کہون اُسکے گیسو کو سنبل مین کیا
وہ زخمی ہو نہین زخم ہین بے نشان

خدا جانے کل تم کہان ہم کہان
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان
مگر ان حسینون کا عالم کہان
نہ ہوگا جو یہ جائے گا غم کہان
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان
الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان آمیر
ابھی روئی یہ چشم پُر نم کہان

شہر سے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملین گے ہم
گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعائے وصل
سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا

دہشت سے ہوش اُڑے ہوئے تو آسمان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین
آخر تو پیچھے پیچھے اِسی کاروان کے ہین
آئی صدا یہی تو مقام امتحان کے ہین
اے تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

کریگا یاد اے غم ہمکو بعدِ مرگ تو برسون
کھلایا ہی جگر برسون پلایا ہی لہو برسون

تڑپ کر دل نے میرے مدّتون رسوا کیا مجکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گدازِ عشق مثلِ شمع ہر مو سے ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہی دعا بسمل
رہے یون ہی الٰہی ربطِ شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کرے گا ضبط اُلفت کو
نہین آتا زبان تک دل سے حرفِ آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مگر اے بیکسی رویا کریگی مجکو تو برسون

چھپائے منھ اگر وہ یوسفِ گل پیرہن دو دن
چمن کا منھ نہ دیکھے کاروانِ رنگ و بو برسون

نہین اے بیکسی بعدِ فنا کچھ خوف تنہائی
رہے گا میری تربت پر ہجومِ آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
ہوئے پر بھی نہ اُترے گا مرا طوقِ گلو برسون

نہ چھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
رہِ شوقِ بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا لے لے کے رگڑا ہی گلا شمشیرِ قاتل سے
برنگِ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون

نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنارِ آبِ جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیّاد نے بھی میرا بہلایا
لگا یا ڈھیر پھولونکا قفس کے روبرو برسون

نہ کر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہی چراغِ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی تھا اے درد دعوی ضبطِ اُلفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آکر تا گلو برسون

امیر اُس بے نشان تک سعی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پانوٗن ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویرِ حیرانی ہم اُنکے روبرو برسون
لبِ خاموش سے کی دردِ دل کی گفتگو برسون

نہین ٹلتی ہی دل سے مر کے اُنکی آرزو برسون
یہ وہ گل ہی کہ مرجھائے پہ بھی دیتا ہی بوٗ برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو لینے چارسو برسون

نہوگا باوفا مینحوار اے پیرِ مغان ہمسا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسون

زمین مین گڑ کر جو لطف اُٹھایا ادا ہو کسطرح شکر اُسکا
خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ شش جہت مین ہے جسکا شہرہ
اسیر گیسو کے ہین جیسے ہوئے ہین آزاد قید غم سے

کبھی پائین تھین زندگی مین وہ راحتین جو یہان ملی ہین
وسیع ملک سخن ہے اپنا حدین کہانسے کہان ملی ہین
نہ کیون ہون اپنے جنون کے صدقے کہ ہمکو یہ بیڑیان ملی ہین

امیر رہتا تھا جس جگہ پر وہان کل اک ڈھیر راکھ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہے آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
رہی اے گل سکر و چون کو تیری جستجو برسون
فلک دیتا ہے مثل زخم کسکو فرصت را
دل شفاف مین دیکھا ہے جلوہ روے حیران کا

حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون
پھرا کی کوبکو پیراہن یوسف کی بو برسون
جو کچھ ہنستا ہے ہنس لے پھر تو روئیگا لہو برسون
رہے ہین اے سکندر یون ہم اپنے روبرو برسون

کہان ہستا ہے کوئی مرد میدان دشت وحدت مین
سراپا جرم ہون لیکن وہ رند پاک طینت ہون
خدا کے گھر سے او ناشاد کوئی جا کے پھرتا ہے
فراق یار مین سب دوستون نے مجھ سے منھ موڑا
مری حالت یہ ہجر یار مین مر مر گئی حسرت
جھکاتے ہم کہانتک سر نہ پائے خم پر اے ساقی
جنون مین یہ نئی بخیہ گری کی دست وحشت نے
تمھاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارے مین
ہلائے جسنے لب اک ہاتھ مارا اڑ گئی گردن
رہا تنگ خلا سے خاک مر. جلکا

کیا ہمنے خموشی کی زبان سے ذکر ہو برسون
کیا زاہد نے میرے آب خجلت سے وضو برسون
عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل سے آرزو برسون
تری کنج تنہائی رہا ہے درد تو برسون
دل مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون
حمائل اپنی گردن مین رہا دست سبو برسون
کیا ہے پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون
بنایا چشم و دل نے جو طلسم آرزو برسون
زبان تیغ سے اُس ترک نے کی گفتگو برسون
مری مستی سے آئیگی گل عشرت کی بو برسون

کہان ہونگی امیر ایسی وائین حور و غلمان مین
رہے گا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کیا سخی ہین عدم آباد کے جانے والے
جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھکر
اور پچتا کے کرین کیا اِدھر آنے والے
کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے
جو ترے دل مین ہی وہ دیکھنے والے تیرے
کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
گُل سے مطلب ہین گلشن مین نہ بلبل سے غرض
گو نکل جاتے ہین آ آکے گھٹا کے لئے
سادہ آئینہ رُخون کو نہ سمجھنا اے دل
ہین رم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
سچ ہو آندھی ہین سٹانے کو حسینون کے لیے
مین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اُن کی
حسن کی شان کو ہی بوقلمونی لازم
ملک الموت کبھی بنکے سُلا دیتے ہین

نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین
جادۂ ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین
مارے غیرت
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین
سُرمہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین
ساقیا دل تو یہ مستون کے بڑھا جاتے ہین
کیجئے مطلب کی تو یہ صاف اُڑا جاتے ہین
راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین
جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہین
تیغ کیون ہیرے گلے سے وہ لگا جاتے ہین
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین
فتنۂ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہوگئے وہ گیسو مجھے سیتے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

مین اُلفت سے وہ حسن کے جوش مین
نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی ہے تا کمر
کہ لیلے ہے مجنون کے آغوش مین

نہ اُٹھوا ابھی بزم سے مے کشو
ہمین بھی تو آ لینے دو ہوش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا
گُہر ہو کبھی زیب اُس گوش مین

کہین لعل ہم کیا لب یار کو
کہ ہے فرق گویا و خاموش مین

نہ ہے مرکر بھی یارب میکدے مین دور مستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

ایتغ نگاہِ ناز نے زخمی کیا مجھکو
کہ آ [illegible] ہے ناز بو برسون

چلے تھے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو سو مستون نے
کیے سر زاہدون کے کاٹ کر نذرِ سبو برسون

ہین کیونکر نہ توصیف دہن مین دم بخود شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

مسیحا دل نہ اُسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسون

صدف سے بھی نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغ یار روئی چشم جوہر سے لہو برسون

زبان اظہار حق سے کافرون مین کوئی رکتی ہے
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگایا دخترِ رز کو نہ منھ مین نے ہجرِ ساقی مین
بہت طاقون پہ سر پٹکا کیے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحط آبِ آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا وردِ دعائے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مرے مژگانِ جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین روز ایک ایک مو برسون

امیر اک مصرعِ تر تب کہین صورت دکھاتا ہے
ل مین خشک جب ہوتا ہی شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر درِ دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہی اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برق تجلّی کے اُڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

ہچکیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دم نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایما ہی کہ غصہ نہین اُترا اب تک
جائے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

اُگرتی ہی تیغ قضا ڈھونڈھ کے اُنکو چورنگ
چوٹ شمشیر ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہے جو ہنس ہنس کے رلانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یاد ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

پیری میں اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب
ادنیٰ یہ فیض ہے سخنِ آبدار کا

آنسو قبائے تن پہ ہے یہ جھڑیاں نہیں
موتی صدف میں ہے مرے منھ میں زبان نہیں

ایذا کا خوف صاحبِ تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگِ سنگِ گران نہیں

مرتبہ تیغِ ادا کا وہی بسمل سمجھیں
پست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھیں

قاتلوں سے کہو سر کاٹ کے مغرور نہوں
اپنے سر کو بھی تہِ خنجرِ قاتل سمجھیں

اے پری اُنکے لیے فکرِ سلاسل ہے عبث
جو تری زلفِ مسلسل کو سلاسل سمجھیں

اِک تجلّی میں جو موسیٰ سے ہو طالب یہ رنگ
اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھیں

جانِ جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانیں جان
دلربا جسکو کہے دل اُسے ہم دل سمجھیں

لاکھ دو لاکھ میں شاید کہ اُٹھے ایک کا پانوُں
عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھیں

زندگی یار کے اور موت ہے اللہ کے ہاتھ
اُسکو آسان کہیں ہم کسے مشکل سمجھیں

آشنا درد سے کچھ ہوں جو بتانِ بیدرد
میری ہر آہ کو اک مصرعِ بیدل سمجھیں

کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اُنھیں رحم آئے
رقصِ بسمل کو جو آرایشِ محفل سمجھیں

بُت میں بھی دیکھتے ہیں نورِ خدا کا جلوہ
واعظو حق کسے جانیں کسے باطل سمجھیں

اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہوں
کچھ بھی لذّت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھیں

زخم کا ذکر تو کیا ضد ہے یہانتک مجھسے
زہر دیں بوسۂ خط کا جو وہ سائل سمجھیں

آپ پیری و جوانی پہ نہ جائیں صاحب
دلِ عاشق کو بدستور وہی دل سمجھیں

گھر کریں دل میں وہ شرماتے ہیں کیوں آنکھوں سے
اُسکو محمل تو اِنھیں پردۂ محمل سمجھیں

یوں تو ہر غنچۂ گل شکلِ صنوبر ہے امیر
جسمیں کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھیں

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھیں
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھیں

قدم پر جو گرنے لگا غش مین مین | کہا ہٹ کے آؤ ذرا ہوش مین
بہت دخترِ رز سے گرمی نہ کر | کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین
نہ کر ساقیا اب تو قحطِ شراب | نہین جان رندِ قدح نوش مین
پلا وصل مین - مزہ کیا رہے | نہ انکو آسیمہ وہ ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین | شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہی زبان نہین
لم مین اُسکے حسن کا جلوہ کہان نہین | فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین
موجود خشتِ خم ہی اگر نردبان نہین | اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین
کرتے ہو انکسار کی باتین ہی آج کیا | میرا بیان ہی یہ تمھارا بیان نہین
مُردہ جو مجھ غریب کا بے گور رہ گیا | دو گز بھی کیا زمین تہِ آسمان نہین
اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہی جو یاد | موجین نسیم خلد کی ہین بیڑیان نہین
نے تو دو اُنھین | پنہان ہی تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین
کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائرِ اثر | جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین
چشمِ سیاہ یار کے لتنے کیے ہین وصف | ہی میل سرمہ منھ مین ہمارے زبان نہین
طوطی ہی آجکل سگِ جانان کا بولتا | لذت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین
مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی | سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین
بالیدہ اُسکے آنے سے ایسا ہوا چمن | ساقی وہ کون شیشہ ہی جو آسمان نہین
زندان چمین ہی وحشی نازک مزاج ہون | پھولونکی بدھیان ہین مری بیڑیان نہین
آنکھون سے ہم تو ساعد جانان کے گرد ہین | حلقے ہمارے آنکھون کے ہین چوڑیان نہین
ہون اس چمن مین طائرِ کم پر تو کیا ہوا | صیاد ابھی ہی دور بلند آشیان نہین
لذت جو آبلے نے اُٹھائی ہی خار کی | کیونکر بیان کرے کہ دہن ہی زبان نہین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو خس خانہ ہوا
حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزارے ہاتھ مین

ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین

اُنگلیان شوخی سے جمکاتا نہین وہ رقص مین
یہ سمند ناز بھرتا ہے طرارے ہاتھ مین

جام کیسا جام چلّو کو بنا سکتے نہین
ہی تہیدستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین

ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھون پروہ ہاتھ
دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین چکارے ہاتھ مین

آتش رنگ حنا بھی ہی عجب معجز نما
ہی ضیا مثل کف موسیٰ تمھارے ہاتھ مین

کیا نزاکت ہی جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول
آتش گل سے پڑے چھالے تمھارے ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے امیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کے مارے ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اُس گل سے یہ چمن مین
بتاب ہی ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہی بدن مین

ہین چشم و دل ٹھکانے جبتک ہی روح تن مین
کیا مصحف ارتسی ہی دولھا مین اور دُلھن مین

ہی چرخ پر یہ ایما ابروے ماہ نو کا
کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہی بانکپن مین

غصّے سے یاد اُسنے مجکو کیا ہو شاید
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہی بدن مین

بڑھتی ہی عمر جتنی ہوتی ہی عقل افزون
ہر دم نیا مزہ ہی اس بادۂ کہن مین

ممکن قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی
جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہی چمن مین

ہی جمع مال آفت دیکھ اے بخیل غافل
کیسے کا باندھتے ہین کس کر گلا رسن مین

کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ
بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتوں کا دیکھے
کعبے سے اُٹھ کے بیٹھے بملوے برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہے
ہشیار بھی ہین اکثر مستون کے پیرہن مین

دیبا حریر قاقم تھا رخت خواب جن کا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوے کفن مین

داغ جگر کا پھاہا چل کر دو ہین چھڑا کین
یہ بھی کنول ہو روشن اس گل کی انجمن مین

آپ بے دیکھین کرین میرے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھین

سچ قسمت نے دیے ہین یہ اسیرونکو ترے
موج گل بھی اگر آجائے سلاسل سمجھین

کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو
نہ چلائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین

جلد لے لین کہین اسکو بھی فراغت ہوجائے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین

حورین بن بن کے ہین روحین شہدا کی نکلین
خلد سمجھین کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھین

ہی مزہ عفو گنہ کا انھین کچھ دور نہین
بیگناہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین

دور ساقی مین ہی یہ ربط شکستہ دل مین
ٹوٹ کر چور رہو شیشے کو اگر دل سمجھین

دل جو انگارون پہ لوٹے تو وہ کیون شاد نہون
شمع و پروانے سے جو گرمی محفل سمجھین

پانی ٹپکائین دم نزع نہ منھہ مین احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھین

بسمل ناز و ادا ہم سے کہان ہوتے ہین
رک کے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھین

آئنے خود بین نہون یارب کہین توڑین اسکو
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین

ہمہ تن داغ مین ہون لالے کا تختہ ہی بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے نالے پہ نظر
ہم وہ بسمل ہین کہ گردن مین حمائل سمجھین

مردے کچھ کم نہین زندونسے زمین کے نیچے
قافلون سے کہو محفل تہ محفل سمجھین

لے اڑے گر طرف باغ فنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھہ مین
پھول ہوجائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھہ مین

گل ترے چھلونکے ہین ای گل جو سارے ہاتھہ مین
باغ الفت کا ہی گلدستہ ہمارے ہاتھہ مین

پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو
دل تمھارے ہاتھہ مین ہی یا ہمارے ہاتھہ مین

ای پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو
زہرہ دم لے آسمان سے لیکے تارے ہاتھہ مین

لطف اٹھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین
ہاتھہ اسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھہ مین

عشق دہن مین تیرے منھ سے یہ خون ڈالا
ابتک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن مین
چھیڑے صبا نہ اتنا کہدو مین بوئے گل ہون
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین
کس وقت ہون پشیمان کب ہونٹ چاٹتا ہون
جب دانت تک نہین ہین باقی مرے دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہے
مانند گل ازل سے ہے چاک پیرہن مین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ذرے سے آفتاب ہوتے ہین
ہے خرابات صحبت واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین
کیا کہین کیسے روز و شب ہمسے
عمل ناصواب ہوتے ہین
بادشہ ہین گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین
ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین
وہی رہجاتے ہین زبانون پہ
شعر جو انتخاب ہوتے ہین
کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے خراب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین
نہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا
دونون یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہین
خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم مین کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین
کیا پوچھتا ہی مجھ سے نشان سیل و برق کا
دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین
کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین
وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین
کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین

سُن لے جو بتکدے مین اُس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بُت داماں برہمن مین

کیا تکمۂ گریبان انگور کا ہے دانہ
رنگ شراب گلگون ہے اُس کے پیرہن مین

مین نفس کے ہون در پئے ہی نفس میرے در پئے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کے چاہ مین تھا یوسفؑ کو سہل گرنا
جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہے غم اے امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائین گے وطن مین

سمجھا یہ مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہر باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اُس بُت نے منھ چھپایا گیسوے پُر شکن مین
ل خدا خدا کر خورشید ہی گہن مین

زاد رہ کے ہم نے ایّام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر یہ جا نہ اسکے ہے پیر زال دُنیا
غافل ہے یہ زلیخا یوسفؑ کے پیرہن مین

آواز کن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہی بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اک شمع ہی سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین خر خموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے اُنس کیسا غربت مین عمر گذری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتونکو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہی جو صورت خط مین لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

وقت مین عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل ہین خالی کرتا ہون انجمن مین

ہم دو گھڑی
ہین فرقت مین
مثل حباب باقی ہے سانس پیرہن مین

موے سفید سر پر تیاری عدم ہے
غربت سے خاک اُڑاتے جلتے ہین ہم وطن مین

سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے مین ڈالی
لی یہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن مین

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پس مرا
بھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

چھوٹ کے بھی قید ہون قوت جو مرے تن مین نہین
کہ نشان طوق کا ہی طوق جو گردن مین نہین

خوف آفات جہان کا دل روشن مین نہین
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینھ برسایا
کہ کہین گرد کدورت دل دشمن مین نہین

پردہ بیجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے
چشم خونبار نہان گوشۂ دامن مین نہین

ل جو صد چاک ہی انھین ہی خیال رخ دوست
شاہد پردہ نشین کون سی چلمن مین نہین

اپنے چہرے کی سیاہی سب اسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابوئے دشمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آ کے خزان نے لوٹا
کوئی گل میخ بھی دروازۂ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آئے کوئی کیا
طائرون کا بھی گذر گنبد مدفن مین نہین

گرے آنسو ترے میخوار کے ہین اے ساقی
رات کو کرمک شب تاب یہ ساون مین نہین

بزم میخانہ ہے کیا انجمن راز و نیاز
ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل کھنچے جاتے ہین سب کے ترے بازو کی طرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچۂ عشق مین جا دیکھ فروغ رخ حسن
طور کس جا ہی اگر وادی ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہی کہ طوق ایک ہی آہن ہو کہ زر
ی گردن مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہین ایک
خال عارض ہی سویدا دل دشمن مین نہین

کیا زمانہ ہی نہین صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل مین وہ ہی جو دل دشمن مین نہین

اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہی جہان
مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

میکشو شیشۂ مے کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین ترے رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

کانٹے ہین جتنے وادیِ غربت کے اے جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گم گشتگی مین راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہے خضر جسکا نام وہ رہزن کے یار ہین

جلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہے خوف
جتنے تمام وادیِ ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین
داغ مہ ایک بھی زاہد ترے دامن مین نہین

زار ہی مرگ ہون مین کچھ بھی مرے تن مین نہین
کس لئے الجھین گے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین

کہدو آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی
ہے جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہے یہ مرے کینے سے
کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہو تیرگیِ بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق اے بت
پتلی پتھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آبِ فوارہ صفت خاک لہو اچھلے گا
رگ جہندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

غم دوری کی نکالے دلِ عشاق سے پھانس
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین

مین وہ رہرو ہون کہ ہے دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن مین نہین

ہین ز ملنے کی جو لذت سے بری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان مین جو ہے حسن بشر مین بھی وہ ہے
کم یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین

دوڑتے ہین دل عاشق کو سمجھکر کنجشک
ابھی کم سن ہین انھین ہوش لڑکپن مین نہین

بخت سے مجکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج
جین چولی مین شکن تک کہین دامن مین نہین

دونون خواہان تھے پڑے پہلے مجھی پر دہ تیغ
لاگ اور اسکے سوا کچھ سر و گردن مین نہین

دولتِ حسن کو کیا دولت دُنیا سے سمجھے
جو چمک رنگ طلائی مین ہے کندن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل بت ہوتا نہین ہی یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈھنے پر آدمی کو کیا ملتا نہین

حسن بے پردہ ہی عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

ای امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہین
مل گیا جسکو کہین اُس کا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دُنیا کے مزے کیواسطے
اے بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہی تو میرے دست و بازو کھولدے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہین اس کثرت سے بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستا ملتا نہین

اک مجھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہی جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھانا مقدم ہی جو منزل کا ہی قصد
راہرو بھٹکے نہ جب تک راستا ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہی غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والونکا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہی اسی کا فیض اے اہل کرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

سنکر یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال دل کس سے کہون
لوگ سب بیگانہ ہی کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہی منظور ای دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہی سرزمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھئے ستر ہین مُردے اے امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہین

موے مژگان سے ترے سیکڑون مرجاتے ہین
ہی نشتر تو رگ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ اُدھر جاتے ہین

غمِ دُنیا کا گذارہ مرے مسکن مین نہیں
اشکِ ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہیں

کونسا بل ہی جو زلفِ بُتِ پُرفن مین نہیں
زور ایسا کسی اُڑتی ہوئی ناگن مین نہیں

ہی جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہی طوق گریبان مری گردن مین نہیں

اُسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کہتا ہے یہ رنگ
رخصت اے گل کہ گزارہ مرا گُلشن مین نہیں

ہی جنون دستِ درازی کا ترے قایل ہون
چاک ہی کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیئے کیا نہ مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبّا ترے دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خطِ رُخ جلد بنا ہی حجّاب
کام اس عنبر قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھ لو گر ہی دل جا کے گران جانون مین
یہ شرر سنگ مین ہو

ہمہ تن ہو کے زبان کہتی ہی مقتل مین وہ تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتشِ مے سے جو اُٹھتا ہے دُھوان کافی ہی
کسکو پروا ہے ہوا بر جو گلشن مین نہین

جانتا ہی مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرّہ خورشید سے پنہان کبھی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغِ قاتل کا لبِ خشک ہو ترذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگِ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طائرِ سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیّر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سر گورِ غریبان لوحین
دفن لاشے ہین دفینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سُوجھتا کچھ اُنھین تاریکیِ مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظلِّ ہُما
آشیان جغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہے دوبارہ ہمین شرم اُنکی آمیر
زخم شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

محبت کا بُرا ہو دل کو روکون یا جگر تھامون
مرے قابو سے یہ دونون کے دونون نکلے جاتے ہین

گذرگاہِ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے
تماشا گاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاعِ مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہے
ہی کو ٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانے کی ہی زلفِ دوتا کی خیر ہو یارب
را حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنابندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے
ہمارا ہی لہو دل مٹھی مین ہی ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور اُلٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھون مین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہوائی قاتل کہ بسمل جان دے دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینانِ جہان لکھتے ہین شاید درد کا شیوہ
سمجھ دیتا ہی جو دل مین اُسیکا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشتِ دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو اُن سے تو کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اُٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتے ہین مسی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ میکش ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دل مین
کوئی شیشہ کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو اے زاہد خبر کیا ہے
تے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اُٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
چھوڑ رندو چلو واعظ تو یہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہی شمشیرِ قضا پر باڑھ کا ڈورا
مبارک مرگ نوائی دل وہ پھر سر منڈاتے ہین

نہین ہی پیار بھی در پردہ انکا چھیڑ سے خالی
لا دیتے ہین اتنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہوکر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک بنکر خانۂ کعبہ مین جا بیٹھے
بلا کا بھیس او کافر ترے گیسو بدلتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے
جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہ عشق مین ہے
وہی زندہ ہین یہان آکے جو مر جاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے
سب حسینان جہان دل سے اُتر جاتے ہین

زاہدو تم کو جنان ہم کو در یار پسند
خیر جاؤ تم اُدھر کو ہم اِدھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علیؑ مین ہو کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوئے جتنے ہین سنور جاتے ہین

مے پئین کیا کہ کچھ فضا[1] ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصف دہن ہین سُنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سُنا ہی نہین

کسطرح جائین اُنکی محفل مین
جنکے دل مین ہمارے جا ہی نہین

کیا سُنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذت عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہو ہمین اب تو تیری اُلفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مرے مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتے ہین
پڑا ہون مین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین پنھاتے ہین
تماشا ہی کہ کشتے کو ترے دولھا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمایش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

[1] فضا - [illegible] ۱۲ عبد الباری آسی

الٰہی آئے کوئی حور باغ جنت سے
جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
ہزار مُردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
بغیر جرم ہون پامال شرم ہمجنسی
شریک درد نباتات ہون بشر کیسے
کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
صفا بنی ہی جہان مین مری کدورت سے
فسردگی ہے مری باعث خزان
اُٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
وہ تیغ مہر ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
بہائے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبی
خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا

اُلجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزار ہون مین
گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین
زمانہ مست ہی کیا خاک ہوشیار ہون مین
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین
پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین
لیے جو آنکھون کو صاف وہ غبار ہون مین
شگفتگی مین تماشاے نو بہار ہون مین
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین
نگاہ لطف ہی جس تیر کا شکار ہون مین
جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین
دکھاؤن جوش تو دریاے بیکنار ہون مین
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین
دم وغا کف حیدر مین ذوالفقار ہون مین
شریک عام نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا اُمیدوار ہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین
ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین
ہوا اُڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین
نگاہ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار ہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہون مین
کسی کی تیغ کھنچے قتل کو فگار ہون مین
کسی کا تیر چلے صید پہ شکار ہون مین

بہار آئی ہے صبحِ عید کا عالم ہے گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد و کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہے دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پسنے مین جیسے بانکے پہرے ہر سو بدلتے ہین

بہا مین کچھ تو پایا ہے انھین اے چشمِ تر بہتر
جو لینے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مئے کہنہ ہے یہ آبِ وضو تیرا نہین زاہد
جو شیشے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کہتی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین ہم کر رہین کیا دم الجھتا ہے
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

پتہ پیچے ہم جس شہر مین پوچھا یہ اہلِ شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اس ظالم کو ہے ایسا خیال
چونک اٹھتا ہے جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابروون سے ہر کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہے منھ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہے
پانون سے میرے اتر جائین نہ زنجیرین کہین

اسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہی اگر
بولے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
گرو جو خوب نظر آنسوون کا تار ہون مین

بجا ہے سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین — کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجھکو

ایک کو ایک سے بڑھکر ہے جلوے کا ہے شوق — آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجھکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہے — لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجھکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے — منھسے ساغر جو لگالے تو دے خم مجھکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ — سات پردون مین کرین قید جو مردم مجھکو

روز دکھلاتی ہی دنیا کا سپید اور سیاہ — اس کی شام مسی صبح تبسم مجھکو

ہون وہ مضمون کہ زلفون کو اگر ہاتھ آؤن — صورت گوہر نایاب کرے گم مجھکو

اثر طالع وارون سے عجب کیا ہے اگر — تیغ بنجائے مرا دست تظلم مجھکو

ہون مین مشتاق شہادت کہ مین حسرت تو ہے — خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجھکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون — نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجھکو

مجلس وعظ مین ہون مست اگر جا بیٹھون — منبر سے کھینچ کے لیجائین سر خم مجھکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجھکو

لے گئی کل ہوس مے جو سر خم مجھکو — ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجھکو

کعبۂ رخ کی طرف پڑھنی ہو آنکھون سے نماز — چاہیے گرد نظر بہر تیمم مجھکو

واہ ای بیخودی شوق کیا خوب سلوک — اسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجھکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹون — کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجھکو

نہین معلوم وہ مہمان ہوئے ہین کس کے — آج گھر گھر لیے پھرتا ہے توہم مجھکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہنچا — بال و پر ہوگئے لب وقت تبسم مجھکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا — جام مے بھر کے پلاؤن مین تمھین تم مجھکو

بے ثباتی مین نہین کون سی جا میری نمود — ذرّے جتنے ہین وہ سب کہتے ہین انجم مجھکو

رگائے نشہ مجھے وہ نغمۂ دوست کب دیکھون
برنگ نے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کھوگئے جو مجھے مین بھی وہی کھونگا تمھین
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہون مین

ہوائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ کر
اُڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مُردہ تہ مزار ہون مین

مرے گناہون سے ہوا اُنکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین

بتونکی زلف پر افشان عذار پر غازہ
رہون گا گرد حسینونکے وہ غبار ہون مین

ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اُجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدّھی اُسے پنھاتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہی سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

لیگیا لخت جگر لپٹے جو مین گلزار مین
برگ گل بلبل سمجھ کر لے گئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر سے مین اندر کا حال
در مین رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار مین

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہ سائی کا امیر
منھ نظر آنے لگا سنگ در دلدار مین

ردیف واؤ

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
منھ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجھکو

اور تھا کون شب ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجھکو

مر کے راحت تو ملی پر ہی یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سر بالین نہ کہین قم مجھکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کُن کے کلمے سے ہے ہاتھ آیا تقدم مجھکو

اشک سان جنبشِ مژگان نے کیا گم مجھکو
لغزشِ پا ہوئی دریا کا تلاطم مجھکو

مجھکو قائل ہی کے لعلِ لبِ خندانکی قسم
نیمجان چھوڑ نہ اے تیغِ تبسّم مجھکو

برسون جھیلی ہو مصیبت شبِ تنہائی کی
مدتین گذری ہین گنتے ہوے انجم مجھکو

دیکھ لون اُنکو ذرا نزع مین آ لینے دے
رحم لے بیخبری کر نہ ابھی گم مجھکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
کھُل گئی وجہ سیہ پوشیِ مردم مجھکو

شوق طوفِ حرمِ عشق مین باندھی ہو کمر
گردِ غربت سے مناسب ہو تیمم مجھکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو وہ ہین مثلِ کمند
کھینچ لیجاے شعاعِ مہ و انجم مجھکو

ہون ہین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن زاہد
ہاتھ آجاے اگر خشتِ سرِ خُم مجھکو

شمع سان محفلِ عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
دل بھر آتا ہے جو آتا ہے تبسّم مجھکو

صاف کہدو نہین دیدار دکھانا ہے اگر
کعبہ و دیر مین ڈھونڈتے ہو کیون تم مجھکو

اسنے جنّت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
زہر کی گانٹھ ہوا دانۂ گندم مجھکو

اسقدر طولِ خموشی کو ہوا غربت مین
بزم مین بھول گئی طرزِ تکلّم مجھکو

واے قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہو امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوارِ ترحم مجھکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسنے دل دیا ہو اُسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھ سے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

اُس رُخ کی گرمیون سے ہو برقِ طور ٹھنڈی
چڑھتے ہین کسکے مُنھ پر شمس و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہین آنکھین جس جا ملائکہ کی
جاکر وہان لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہین ہے نالے مدت سے ڈھونڈتے ہین
بیٹھا ہے مُنھ چھپاکر کیسا اثر کو دیکھو

خم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم ایساقی
اب وہی مین ہون کہ ہے قطرۂ مے خم مجھکو

مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ روکتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دنھو کھاکھائے ہوے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہین دیکھکے اب تک لب گندم مجھکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدۂ دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجھکو

مین ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی مین
تونے کیا پھیر لیا منھ کہ کیا گم مجھکو

دیکھتا ہون کبھی آئینہ تو روتا ہون امیر
یہی صورت یہ خود آتا ہے ترحم مجھکو

[illegible] صفت گم

ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین
ہر حباب سے پُرزور ہو اخشم مجھکو

مین جو مر جاؤن تو لے پیر مغان کہدینا
ایک ظاہر جو کرے چار کرین گم مجھکو

ہو مرے قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
منھچے کھینچ کے ڈال آئین بس خم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
بڑھ کے سے چار قدم تیغ تبسم مجھکو

دی صدا دل کو جو اُس بزم مین تنہا چھوڑا
ضعف سے اُٹھ نہ سکونگا نہ کہین تم مجھ

ہو سر عجز سے تا شبل گھر سجدہ قبول
ساتھ لالے اُٹھتے ہی نکلے لیے تم مجھکو

لالۂ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
چاہیئے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لیجلے ہے تو سنبھالے ہوے لیجل سے یار
ڈوبتا ہون تو ڈبوتا نہین قلزم مجھکو

ہون وہ سرکش جو کرون رُخ درِ توبہ کی طرف
بیخودی راہ مین کرنا نہ کہین گم مجھکو

نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان
بہکے جاتے ہو بچاسے دہن خم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہی یہان مثل سپند
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
سیری فریاد ہے آواز ترنم مجھکو

بحث کو آ گئے جو واعظ مجھے آجائے یہ جوش
قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجھکو
لب ملین ساغر مے کے دہن خم مجھکو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھنو
مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو مچل کے چلو

قضا کا کام ہے ہنگامہ کوے قاتل مین
امیر خیر ہے منھ مین نہ تم اجل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

ای خوشا وحدت نما کثرت کشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھیے
دے رہا ہے کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہی خاک پر نخچیر کیون
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مقتل مین تمہارے تیر کو

ڈال دی عشاق کی آنکھون پہ حیرت کی نقاب
وا کس پردے مین کھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیر و نکلے آتی ہے صدا
آفرین اس تیغ کو صد آفرین اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑ دے یارب جوہر کھلین
چوکھٹا در کا ہے آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو ترے تکلیف کیون ہووے مجھے
آپ رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو

صاف کھینچا چاہتا ہے شکل حیرانی اگر
آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھون کی بجھائی شاہ رہی دریا دلی
پانی پی پی کر دعائین دین تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کسنے کیا
یہ پر پرواز بہ کسنے دیے ہین تیر کو

خود بین کھنچ جاتا ہون زور ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہین کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہو منھ نہ موڑے خوف سے
بسم اللہ دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پر آئی آہ ادھر جب اٹھی اسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر رد کا ہے ہمنے تیر کو

تا یہ شاہد ہون وہ دعوی خونفشانی کا کرے
لب دیے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہی خاک پر اے ترک مدت سے امیر
ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہے کیا نخچیر کو

لٹیا جو قبر مین ہین منھ سے کفن ہٹا کر
بولی یہ مجھ سے غربت لو اپنے گھر کو دیکھو

غیرونکے منھ تو سے ہین مین شکل آئینہ ہون
رُخ پھیر و اُس طرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
ایک ایک غش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو

کس مرتبہ کو پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اُس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آخر ہے وصل کی شب افسردہ کیون نہون ہم
رنگت اُڑی ہوئی ہے شمع سحر کو دیکھو

لکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا
جاتا ہے کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

گلے کٹین گے نہ یون پیترے بدل کے چلو
چلے گی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار مین دیتا ہے ہمکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

برنگ صفحۂ نقاش ہوز مین رنگین
حنا جو پاؤن مین میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہے یہ قول
نہ آئے گرمی رفتار لاکھ جل کے چلو

سر مزار غریبان ہین جا بجا نقش
لگے نہ پاؤن کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
چلو جو ساتھ نہ تیور ہی بدل کے چلو

سُنا ہو محتسب آتا ہے دو گھڑی کے لیے
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو

ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو

رجوع کفر مین اسلام ہم سے کہتا ہے
کہ سوئے بتکدہ کعبے مین پہلے چل کے چلو

اگر تمھین نہین فرصت تو کہدو تیغون سے
کہ خلق جمع ہے تم میان سے نکل کے چلو

نصیب دشت مین لائے ہین وحشیو تمکو
اُچھلتے ہوئے سونا اُچھل اُچھل کے چلو

چھاتی سے مین لگائے رہون کیون نہ داغ کو
اے دل کوئی انیس شبِ تار بھی تو ہو

گر ہم نہین تو رونقِ بازار عشق کیا
اے حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو

پہلے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
اے آفتابِ حشر نمودار بھی تو ہو

اتنی اُداس صحبتِ مے واہ میکشو
دستِ سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو

ناامیدِ رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی
آئے بہار رونقِ گلزار بھی تو ہو

بیجا تری نگاہ کو تیزی یہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن امان اگر
راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر ہو درد دل کی ہمارے لٔے خبر
پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہے
آراستہ ہے فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اُداس کیون نہو بزمِ مے وسُبو
میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہے حسن جو خاطر نشین نہ ہو
اُس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہ ہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہ ہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہ ہو

وہ یاس ہے کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہون مین کہین نگہِ واپسین نہ ہو

راحت کی جستجو مین ہین اہلِ جہان عبث
ہاتھ آئے وہ کسی کو کہان جو کہین نہ ہو

ایذائے خلق پر ہے یہ غش موذی فلک
ہے سانپ چاہتا ہو کوئی آستین نہ ہو

ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خنج دکنارہ کش
کہدو کہ بحرِ موج سے چین بر جبین نہ ہو

مانند بوئے گل چمنِ دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہ ہو

نام اُس حسین کا قلب مُصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئنے پہ گمان نگین نہ ہو

ہستی جہان کی ہستیِ حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہ ہو

او کمان ابرو سمجھکر صید کر نخچیر کو
سخت جانی سے کہین صدمہ نہ پہنچے تیر کو

ہو چکا مین قتل تو اُس سے قضا نے یہ کہا
لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

با نظر اُس ترک کی مجھپر تری تیوری چڑھی
بل پڑے شمشیر مین سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخل کہن
آ چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت سے سما جائے اگر
ایک برگ گل پہ کھینچون باغ کی تصویر کو

چیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہے ہدف لینے چلا ہے تیر کو

عشق دندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
موتیون کا چاہیے دُرّہ مری تعزیر کو

ناز کیونکر ہو گنا ہون پر نہ مجھکو اے کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین ہین شانے ہی سے اے زلف یار
خوب سلجھاتا ہے دل اُلجھی ہوئی تقریر کو

صفحۂ رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون پائون جو دست کاتب تقدیر کو

کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک لڑوائین گے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہے دل مین کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے تمنے تیر کو

دل کی ہوتی ہے درستی جتنی ہوتی ہے شکست
کرتی ہے آباد بربادی اسی تعمیر کو

پوچھتی ہے شمع پروانون سے تیری داستان
گل سُنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہر دم ہے یہ تہدید اجل
خاک مین اکدن ملا دینگے ہم اس تعمیر کو

پائون اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھی نہین کرنا ہین جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اسکا ہے گردن تک گذر اسکا امیر
تیغ قاتل سے جُھدا ابھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو

ہے تیغ یار کیا کوئی قائل ہو برق کا
تیزی سی اُسمین تیزی رفتار بھی تو ہو

دل درد ناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسیٰ ہین سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

تا بہ [illegible] پہنچی ہے امید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی مین سیراب ہون
حلق مین پانی بسانِ آبِ آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
ایک ہے روشن چراغ اے دل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خونِ برہمن خشک ہو

آبیاری ہو اگر بلبل کے اشکون کی یہی
ہے یقین فصلِ خزان مین بھی گلشن خشک ہو

داغِ دل سے گرم اپنی خاک ہے کیا ہے عجب
چادرِ گل پڑتے ہی بالائے مدفن خشک ہو

ور بھی گردون ستاتا ہے جو پاتا ہے ضعیف
پائمالِ گاؤ دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرتِ دیدار مین کھینچون اگر مین آہِ سرد
ایک جھونکے مین یقین ہے نخلِ ایمن خشک ہو

چھین کر رخصتِ سفر پامال ظالم نے کیا
پاؤن شل ہو جائین یارب رہزن خشک ہو

اُس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبانِ برگِ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہے روز لے سے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہے کہ اپنا زخمِ گردن خشک ہو

حسرتِ دیدار ہے ہمکو مکانِ یار کی
دیدۂ تر کیا برنگِ چشمِ روزن خشک ہو

مین اگر رونے پہ آؤن صورتِ ابرِ بہار
سبز ہو دم بھر مین برسونکا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثلِ رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اِس گلستان مین ہے مجھ سا کون طائر بے نصیب
پاؤن رکھون مین جہان شاخِ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہے لگاؤن مین اگر منہ سے امیر
جام مثلِ چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اسے بتو حیا کو
لٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
ظالم تجھے دل دیا خطا کی
کانٹون سے کہو سنبھال لینا

کیا منہ نہ دکھاؤگے خدا کو
تیغے نہ لگاؤ اس بلا کو
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو
آتا ہے غش اس برہنہ پا کو

امتحان تھا جو ہمارا اُسے منظور نظر
ذبح رُک رُک کے کیا تیغِ ادا نے ہمکو

وہ پرِ کاہ تھے اِس گلشنِ ہستی مین امیر
دوش سے پھینک دیا بادِ صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلفِ دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہی خدا نے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیرِ ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو دہ تیرون کا کیا تیرِ ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہے
کہ خبر کو تری بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کریے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہی وہین گورِ جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہی قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہی ادا نے ہمکو

وہ کہین گئے نہ اُٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا ولئے نصیب
مر گئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیرون انگور پڑے لٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو بتو تمکو کیا ہے پیدا
رنج اُٹھانے کو بنایا ہے خُدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
آبِ شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرتِ عارضِ جلاد سے سکتا جو ہُوا
آئی تیغِ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقدِ ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لُوٹا غضب اُس دزدِ حنا نے ہمکو

ہون وہ بلبل گلِ تازہ ہو بچون تو گلشن خشک ہو
مثلِ خارِ آشیان شاخِ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہے سوزِ فرقت اِس محیطِ حُسن کا
تن مین مثلِ خارِ ماہی ہر رگِ تن خشک ہو

تازگی ہو روئے جانان کی نہ خدا نکے سبب
چاہِ جس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

اُگیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

اُٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصول دولتِ دہر
نظر جو آئے محرّم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہو وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اَب تو سر مین یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرضِ عشق ہی یہ
غیر ممکن ہی کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھے خط اَب کسے بھیجون کہ بر آئے مطلب
جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامانِ قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اُس بت سے
مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اُس زلفِ سیہ کی ناگن
ڈال دون ہاتھ مقرر مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہے صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان ہون نہ کٹ جاؤن اگر تیر ستم مین
شرط بدتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہی مُعمّا دہنِ تنگ کا دشوار بہت
حل یہ مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا ای سُلطان
عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ اُلفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہون تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سرخ ملے تم سے یہ اُمید کہان
مغبچو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع درِ دولت پہ کھڑے ہین کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا خوانِ عطا سے کچھ ہو

کوے جانان مین کوئی دم تو ٹھہر جائے پانون
ایسی افتاد مری لغزشِ پا سے کچھ ہو

عالمِ فقر مین تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملین گے نہ لین گے اُمرا سے کچھ ہو

بلبل کو ملے جو باغبانی / روکے درِ باغ پر صبا کو

اے حضرتِ دل بتو نکو سجدہ / اتنا تو نہ بھولیے خدا کو

گل کر گئی میری شمعِ تربت / کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا یہ آرام / نیند آگئی چشمِ نقشِ پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ / یون کھویے قفلِ مدعا کو

کہتا ہے یہ شوقِ قتل ہردم / دم لینے نہ دیجیے قضا کو

کیا کیا تری خشمگین نگاہین / دھوئے دیئے تیرِ بے خطا کو

دکھلاکے ہم اپنی سخت جانی / غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت / کھدوائیے نقشِ مدعا کو

راضی برضا ہون اے صنم مین / جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اُس سے شوخی / اب منھ نہ دکھائیے حیا کو

وصال پر ہی جو وصل امتحان کر دیکھو / امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین / نگاہ تاک نہ کرو تم ادھر اُدھر دیکھو

پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر / ابھی تو جان سی آئے جو اک نظر دیکھو

جنازہ غیر کا نکلا ہے تو نکلنے دو / ہمین کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرتِ غم کو / بہت رہے مرے دلمین اب اور گھر دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو / ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیان ہون غیرون سے / ہمین سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر سے کیا / جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہے سحر عشق کہ جلتے نہین ہم بلبل / لگی ہے آتشِ گل باغ مین جدھر دیکھو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدرداں مدت کے بعد
داستاں میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہو گا کم
ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سن کر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا جھونکا ہوئے مرگ کا
کیا پریشان کر دیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلے گی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہے بلالو

بیدل رکھنے سے فائدہ کیا
تم جان سے مجکو مار ڈالو

اُسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہی وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوئے حشر
یان بیش ہے اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہے جاگو سونے والو

اور ون یہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجکو

کس منھ سے کرون قافلہ والون کی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجکو

ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین بوسہ
منھ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہی ہوا آئے کھلاتی نہین مجکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجکو

کیا بیخبری ہی کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہی تو آپ مین پاتی نہین مجکو

لیتا ہے قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جلاتی ہے جگاتی نہین مجکو

عکس سے بچتو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف اے گلِ رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کرتا ہون جو اُنسے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

نوازندہ مین عیسیٰ نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالبِ بے روح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے تھے ہم ہان اے جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اُس کوچے کا کتا ہی یہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجرِ جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہوئی دیوانہ بُلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنے کا مرے اللہ رے اُس ظالم کو شوق
حکم تینون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشکِ عیسیٰ کے جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دمِ آخر مبارکباد کو

خاک ہوجانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

زیرِ خنجر او دلِ بسمل تڑپ ابھی نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جاکے بیٹھی اے کریم
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہے مری فریاد کو

مجھ سا صیدِ خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اُس فتنۂ عالم نے چلکر ناز سے
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے اُفتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظمِ طبع زاد
دوست رکھتی ہر عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اُسکے قدِ موزون سے ہے جرمِ عظیم
کُندہ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اس طفل کو سُنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگِ نو استاد کو

عیدِ موسیٰ کو ہوئی برقِ تجلی کی مگر
پہلے نظّارے مین غش آیا مبارکباد کو

میکش ہین بلانوش ہون خم منھ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو چھلکاتی نہین مجھکو

گردش مری قسمت کی چھڑاتی ہی وہ کوچہ
لے لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجھکو

مین گل ہی امیر آپ کو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجھکو

اے ضبط دیکھ عشق کی انکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہی مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہی گلاب کا آج انکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اُس کی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہے مجکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملی ہین اشک بہلانے کے واسطے
بیکار ہے صدف جو صدف مین گہر نہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منھ پھیر کر کہا جو کہا مین نے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مر کے بھی شجر قد یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند کہون اسکو چار ہاتھ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ وار ہاتھ
ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اُسکے پانون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے بنا دیہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہے پانون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی / لینے کا تو کیا ذکر چکاتی نہین مجکو
چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار / یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجکو
سکتا ہے مجھے دیکھ کے رُخسارۂ قاتل / کیون آئینہ شمشیر دکھاتی نہین مجکو
کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پرائے یار / مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجکو
وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین مین تیرے / تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجکو
جھونٹون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر / تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجکو
آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن / اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجکو

ہے خواب مین آنیکا امیر اُس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجکو

پردے مین بھی مُنھ موت دکھاتی نہین مجکو / کافور سے بوئے کفن آتی نہین مجکو
اُفتاد ہے کیا موت جو آتی نہین مجکو / ہون ناز کسی کا کہ اُٹھاتی نہین مجکو
اس تنگ قضا سے مین نکل جاؤن کہین در / وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجکو
سر پر سے مرے ہوکے چلی جاتی ہے خلقت / کیا نقش قدم ہون کہ اُٹھاتی نہین مجکو
اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر / آتی ہے قیامت تو جگاتی نہین مجکو
تھے گور ہی تک سب مرے مُنھ دیکھنے والے / اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجکو
لاغر ہی مین ایسا ہون تمھاری نہین تقصیر / بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجکو
کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت / کسدن یہ پری آگ لگاتی نہین مجکو
کوچے سے ترے مین جو نکلتا ہون تو وحشت / ہے کونسا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو
اے ہمتِ دل ہاتھ مین قاتل کے ہے تلوار / اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو
ہو جاؤن مین دو ہاتھ مین اس پاسے اُس پار / تلوار تری گھاٹ دکھاتی نہین مجکو
مین مست بھی لی کو دختر رز نشہ مین ہون چور / کیون دُرد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

ولع غم بھی ہو دلا نالۂ شبگیر کے ساتھ
کہ سپاہی کو ہو چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
لوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ

کیا شہیدان رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

ناگ بالون مین ہوا ابرو ہی قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر یہ یہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
تم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی پیجیے او ساقی
کیا مزہ ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئی ہاے اجل دوڑ کے اس تیر کے ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوئے سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم بقا مثل حباب
اٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر اے ترک
کاٹ ڈالونگا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین رہا
کٹ گئے پاؤن بھی شاید مرے زنجیر کے ساتھ

دی سزا اس نے گناہونکی مجھے ہنس ہنس کر
دُرِ نایاب ملے دُرّۂ تعزیر کے ساتھ

سیر سے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہے زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اس مہر کے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی سے یہانتک ہین اسیری مین سبک
پاؤن اٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

اسطرح ساتھ ہے گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہے عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہے الٹی جو امیر
ضد ہے شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

انس رکھتا ہے بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
دل نکل جائے نہ یارب کہین اس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہے او ترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

تکلیف سائوں کی جنوں میں نہیں پسند
دامن کو پھاڑ دوں میں بڑھائیں جو خار ہاتھ

ہ گل یہ رنگ پنجۂ مرجان میں بھی نہیں
دکھلا رہے ہیں طرفہ خلے سے بہار ہاتھ

ہے مرگ مجلوز نیست کہ کوچے میں یار کے
دو گز زمین آگئی بہرِ مزار ہاتھ

دبنے کی وجہ جنگ میں کیا ہے تمھیں کہو
کیا میرے دو ہیں اور رقیبوں کے چار ہاتھ

ر ہم نہو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار
خوش قسمتوں کو آتے ہیں ایسے شکار ہاتھ

بلغ جہان میں راحت بے غم کہاں نصیب
پتوں سے ملتے ہیں شجر سایہ دار ہاتھ

[illegible]
میدان جیت لونگا میں بڑھ کر ہزار ہاتھ

تڑپا میں بحر خون میں تو قاتل نے یہ کہا
بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہاتھ

وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا
سفاک نے جو گن کے لگائے ہزار ہاتھ

یک اسکی چوٹ میں ہے سو سو پھنکیت کے
کتنا منجھا ہوا ہے دم کار زار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑوں منزل گیا امیر
پہونچا جہاں زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے میں زار سا ہے کچھ
غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

ٹھیک نہیں
جامۂ مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہاں وہ چشم کہاں
نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید میں نہ پھول نہ پھل
[illegible] کچھ

ساقیا ہجر میں یہ ابر نہیں
سماں پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی
آج بھی بیقرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ
داغ شمع مزار سا ہے کچھ

اسکو دنیا کی اسکو خلد کی حرص
رند ہے کچھ نہ یار سا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر
اب تو بے اختیار سا ہے کچھ

دے کے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیرؔ
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہی کچھ

رند مشرب جو ہم ہوئے دستِ سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہو ساقی ساقیٔ کوثر کے ہاتھ

عشقِ بت بتخانے سے چلنے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہو کیا کہون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہی فن مین قدردان ہوتا ہی خوب
بیچیے آئینۂ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اُسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامنِ جلاد آیا ہے مجھے مر مر کے ہاتھ

بھیجیے تا جا کے نامہ کوئی دے جلنے قریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اُسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب ہی گلو ہے تیزیِ خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوے سب مست اب کیسا لحاظ
گردنِ قاضی مین ہین مستِ مے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی رہتا نہین
دونون خالی پایے بعدِ مرگ اسکندر کے ہاتھ

دستِ نازک سے اُٹھین گے کب کڑے بھاری
گر کہے اُسنے سیری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہو گئی
موجِ خرام پانون مین خلخال ہو گئی

زلف اُسکی مرغ دل کے لیے جال ہو گئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہو گئی

اللہ رہی گرمیان ترے وحشی کی آہ رے ہی
زنجیر پانون مین جو پڑی لال ہو گئی

کیسا سلوک مجھ سے کیا اشکِ شرم نے
زائل سیاہیِ خطِ اعمال

خوش خوش سمندِ ناز کو دوڑا رہے ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

ہرتے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی کٹی وہ سال ہو گئی

دینا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
رونی جو چشمِ تر وہی غسال ہو گئی

ادکمانداریہ چٹکی کی صفائی کا ہے لطف
دل بھی پہلو سے نکلجائے ترے تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا بیس مرگ
طفل ہمراہ جوان ہے نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین انکو دعا دیتا ہون
چلتی ہے میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

چرخ گردان ہو وہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کے ساتھ

صید اُس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
اُکو سونا آتی ہو قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اسی تصویر کے ساتھ

حسن صورت نے مصور کو کیا مستثنے
ہاتھ کھینچا ہے جہان نے تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھرجائے
قطب گردش نہین کرتا فلک پیر کے ساتھ

مین صبیحون کا ہون بیمار مرے نسخے مین
عرق شیر بھی ہو قرص طلا شیر کے ساتھ

قابل نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہو مری تقدیر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اُس بت کے جو پڑھتا ہون نماز
منھ سے فریاد نکل جاتی ہو تکبیر کے ساتھ

پہلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محسوب امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرت شبیرؑ کے ساتھ

پڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہی کچھ
ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہے کچھ

وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہہ اے فلک اسمین ترا نقصان ہے کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اُس سے
کیون ہوا کیا نہ سمجھ جائے گا نادان ہے کچھ

وصل مین بیٹے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہے کچھ

یاد غیرون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہے کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہو بہت سخت پریشان ہے کچھ

امتحان ہو دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے
دوست
جاہلون کو دشمن کی رد یا چاہیے

خشک لب ہین صحبت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے
زرک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے
یون وہ بولے ہین تعجب اُنسے کہا
چاہنے والون کو چاہا چاہیے ق
تمنے چاہا مجکو مین نے غیر کو
اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہے مزاج اُسکا بہت نازک امیر
ضبط اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان نہوئی تیرے گنہگارون کی
حیف مُنھ موڑ گئی باڑھ بھی تلوارون کی
بجلیون کی ٹاپ سلوٹے نے بٹھلائی ہو ڈاک
موت کے گھر مین ہو دعوت ترے بیمارون کی
کرنہ انکار مرے خون سے اے تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہو سرخی ترے بیمارون کی
چار سر جوڑتے ہین چار کھڑے روتے ہین
مجلس وعظ نہین بزم ہے میخوارون کی
اک ذرا پاؤن اُٹھائے ہوئے اے توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی
طول کرتا ہل جو آتے ہین وہ زندان کی طرف
کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارون کی
مرتے نکلنے پہ بھی اُن ابرؤون کا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارون کی
دل شکستہ ہے جو توبہ تو تعجب کیا ہے
ہنے کالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارون کی
سب کے پاس اپنو نکا ہوتا ہو یہ ہو عفو کا حکم
بیگناہون سے صف آگے ہو گنہگارون کی
پیچھے پر طائرون کو دیتا ہو صیاد قفس
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارون کی
خون گرفتہ ہون مین ایسا مری شنگرف آمد
ڈاک بٹھلائی ہے قاتل نے خبر دارون کی
ہے کیسی ہی کڑی اُف نہین کرتے عاشق
قید تو از بھی ہو اُن کے گرفتارون کی
مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا
سایۂ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارون کی

یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہانِ تنگ کمر بال ہو گئی

ملتے نہین جو سکۂ داغِ جنون ہمین
ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی

دل مل گئے وصال کے سودا ٹھہر گیا
اُلفت کی آنکھ بیچ مین دلّال ہو گئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقیِ اقبال ہو گئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہی وہ مہوش
ہر شام صبحِ غُرّہ شوال ہو گئی

پایا نہ اُس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اِس سے رہتے رہتے تری لال ہو گئی

آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پُرسش اعمال ہو گئی

ساقی ہی دخترِ رز سا حسین کون خوش مزاج
کین اور گرمیان جو کئی سال ہو گئی

آرایش اُسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پانوُن مین خلخال ہو گئی

محفل مین کون رہی ہی انا الحق پکارتے
منصور کی زبان تری مُہنال ہو گئی

کرتے ہین نالے فرقتِ زلفِ سیاہ مین
یہ کالکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی تھی جو امیر وہ فی الحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اُس کا چاہیے
وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل نے جب پوچھا تجھے کیا چاہیے
درد بول اُٹھا تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سُنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعاے سوزِ عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہے سُنکر سوزِ حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنیکا ہے اُنسے خواب مین
خواب کب آتا ہی دیکھا چاہیے

حرصِ دنیا کا بہت قصہ ہی طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالبِ بے پردگی ہی اُنسے حسن
شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

پس شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹیگا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہواے آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مرکے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کے
زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نکر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو سر کے بھل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

اسیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہوگیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہے چھلکی محفل کی ایک ساغر سے

پڑا ہی داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہون اغیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن مین جاکے یہ گلرو نئی چالین دکھاتے ہین
گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہے ہر روز اک ورق تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اُڑا دیتی ہے
بھینی بھینی مہک اے یار ترے ہارون کی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیرؔ
شعر گوئی نہین خاطر ہے فقط یارون کی

سیر منظور ہے اُس ماہ کو بازارون کی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارون کی

حد نہین کچھ مرے یوسف کے خریدارونکی
پھونک دے شہر نہ گرمی کہین بازارون کی

اُنکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارون کی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا
مینھ وہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارون کی

ہون وہ دیوانۂ گیسو کہ گریبان کے عوض
چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارون کی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارون کی

کو کنارے کی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین ترے خال کے بیمارون کی

دفعۃً پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
چار ہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارون کی

مر گئے ہم تو بنا آئینہ خانے مین مزار
دل سے اُلفت نہ گئی آئینہ رخسارون کی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کے اُسے فرد گنہگارون کی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی سے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخوارون کی

داورِ حشر سے محشر مین کہین گے میخوار
یہی ٹکڑی رہی جاتی ہے گنہگارون کی

ایسے زندان محبت مین ہین جو کی پہرے
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارون کی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اُٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارون کی

گڑ گئی آپ مری لاش تہِ خاک امیرؔ
مر کے تکلیف گوارا نہ ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جانِ جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

پہ پرواز کی حاجت ہی کیا رنگ پریدہ کو
شکستِ خاطرِ اہلِ طائرکے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال و خط جانانؒ بلا بوسہ
مگس کا شہد سے منھ بھر دیا مورون کا شکر سے

کیا قمری کو صیادِ ازل نے سرو کا قیدی
شکار اُڑتے ہوئے طائر کا کھیلا سیب پر سے

مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہی سایہ خوف کے مارے صنوبر سے

تری تیغ نگہ کا جب دمِ ایجاد دھیان آیا
سکندر نے نہ دہ بہتائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو واژون ہو تو کام آتی ہی کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیا گر سے

جواب نامہ لکھکر طرنہ شوخی کی امیر اُسنے
کہ مقراض اُسپہ کی ظالم نے منقار کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمھاری
کانٹون مین بھی ہوگی خو تمھاری

اُس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہی آرزو تمھاری

دو دن مین گلو بہار کیا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری

چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل
بو دے گئی گفتگو تمھاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی ہے اجل مین خو تمھاری

گردش سے ہے مہر و مہ کے ثابت
اُنکو بھی ہے جستجو تمھاری

آنکھون سے لہو کمی نہ کرنا
اشکون سے ہی آبرو تمھاری

لو سرد ہوا مین نیم بسمل
پوری ہولی آرزو تمھاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہی کاکلِ مشکبو تمھاری

تنہا نہ پھرو امیر شب کو
ہی گھات مین ہر عدو تمھاری

جو ہے تو بہار اُسکو خزان کا خطر بھی ہے
ای باغبان بسنت کی تجکو خبر بھی ہے

تا ہک ہے دمن خاک جو بھر لوین کو نظر بھی ہی
یہ اشک خون تو لعل بھی ہی اور گہر بھی ہے

جو خط نہ لائے دونون آخر روز حشر آیا
الٰہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین سب ملکے اپنے مجمع مین
نکل کر اب کہان جاتا ہے یہ نخچیر لشکر سے

نہایت الفت چاہ ذقن مین دل پریشان ہے
کنوئین مین گر پڑا ہے ہم سے اب کیا شناور سے

نہ لے طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
کیے ہین ان دشمن نے لال کپڑے خون شبر سے

نہین حاجت سوا ہمجنس ہمجنسون کے دنیا مین
یتیمون کی بجھی ہے پیاس کس دن آب گوہر سے

سا بیتاب حرص زر مین ہے سیماب کی صورت
بناؤ تختۂ قبر ہوس مس کی چادر سے

چمن مین آکے زیر سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے تھے خم کے خم کبھی حلقے مین مستونکے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہے سر اک دور ساغر سے

غبار جہل اڑا دیتا ہے فیض صحبت کامل
شعاع مہر تابان کم نہین سلائے کو شہپر سے

خبر لے خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے

ہوا ایما کس کے شہباز نظر کا تھا کہ ستے ہین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر باز و کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہے موئے مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کے لیے بڑھکر ہے لنگر سے

ہوئین پرنور آنکھیں جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور محشر سے

چھکا دے بادہ خوارونکو شراب حوض کوثر سے
ہٹا دے ساقیا دوران سر کو دور ساغر سے

تڑپ کر جب نکل بیٹھا ہون مین کوے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپس مین تیغین چشم جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدان خشک روتے ہین
چھپیگی روسیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

جواب خط نہین آیا ہے پیغام اجل آیا
لکھا تعویذ لوسنے قبر کا خون کبوتر سے

پلا دے بادہ ہمکو بخل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

مآل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
برنگ اشک گرتا آئنہ چشم سکندر سے

در گوش صنم کے وصف مین لازم طہارت ہے
تیمم کیجیے گرد یتیمی ایسکے گوہر سے

یہ وجہ ہے جو عارض جانان پہ ہی نقاب
کرنی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلون سے غفلتِ دل اپنی کیا کہین
یہ دے سکین گے خاک نہ تعبیر خواب کی

وہ رشکِ ماہ منھ سے لگاتا نہین امیرؔ
مٹی خراب ہے قدحِ آفتاب کی

چمکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی
جالی سے چھن رہی ہی کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہین وہ حسنِ شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھوئی کدورتون نے ہماری صفائے دل
اس آئنے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے یہ مین نے کہ خطِ جبین مٹا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خطّ جواب کی

کیفِ ہواے وادیِ وحشت سے مست ہون
آہو کی شاخ مجکو قلم ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ کے کبھی ہم سے رات بھر
اب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی

بولے وہ چاندنی مین ہوئے جب عرق عرق
گرمی ہو ماہتاب مین بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحرِ حسن
دریا اچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہی اپنے روئے کتابی کا ہیچ دو
ہی ہمکو نقل و اصل برابر کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک
چادر ہلا رہی ہی جو ہر موج آب کی

انداز سے جو پاتی ہے باہر مرے گناہ
زور اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روزِ قیامت ہوا تمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن مین تو طہور صفت ہی شراب کی

گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح سے مست
ساقی گلابیان ہین کہ قلین گلاب کی

شہرت اگر نہ ہو کی ہو اس نام سے امیرؔ
دنیا مین آبرو نہ رہے آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
تھالبِ دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی

سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا
ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے

محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ
ہمراہ زخم دل بھی ہی داغ جگر بھی ہے

کونین مین ہی جلوۂ حسن و جمال دوست
ہی ایک روشنی کہ اِدھر بھی اُدھر بھی ہے

کیا یہ بھی تیری اُلفتِ عارض مین ہی مریض
تپ بھی ہی آفتاب کو دورانِ سر بھی ہے

کیا فائدہ کرین جو رفوگر سے التجا
صد چاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے

فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہے پاس
اُس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے

صد چاک ہی جو دل تو جگر داغدار ہے
دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہے ای امیر
داخل ہو لامکان مین یہ حدِّ بشر بھی ہے

عمرِ روان کو جان کوئی موج آب کی
تارِ نفس نگاہ ہے چشمِ حباب کی

نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی
اللہ شام بھی ہوئی روزِ حساب کی

مین وہ سیاہ کار ہون جیسے ہوا ہون دفن
جلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی

امیدوار بارشِ ابرِ کرم ہین ہم
بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب کی

اللہ رے قدر میرے گناہونکی روزِ حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سو جانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون
کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

باندھی ہی سر دھری گردون نے کیا ہوا
نکلی ہے برق اوڑھ کے کملی سحاب کی

مصروف یاد دوست ہون ای منکر و نکیر
پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی

ڈرتے نہین ہو ساقیِ کوثر سے واعظو
منبر پہ بیٹھکر یہ مذمت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور اُڑ چلے
کھینچے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہی مثل موج جو وہ تیغ آبدار
مٹھی مین جان رہتی ہی ہر دم حباب کی

ایک ایک تل ہی عارض جانان کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث — بیفائدہ غریب کی مٹی خراب کی
مجرم عرق مین ڈوب کے آبِ روان بنی — دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی
خواہش بجائے نشۂ مے سوز دل کی ہے — ساقی شراب دے مجھے اشک کباب کی
حیران ہین جاکے اہل عدم سے کہین گے کیا — جی بھر کے سیر کی نہ جہانِ خراب کی
مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جُدا — قاتل ہو ہجر تیغ ہے موج اضطراب کی
کتنا دنی ہو چرخ جو مہمان ہوے مسیح — دی ایک نانِ خشک اُنھین آفتاب کی
دکھلا رہی ہو دختر رز رنگ برق طور — چوٹی ہو طور کی مجھے بوتل شراب کی
دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب — ہو موج موج چاک گریبان سراب کی
فرقت مین ہو یقین کہ شبِ زندگی ہو صُبح — پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی
اُس بُت پہ عاقبت دلِ ناصح بھی آگیا — اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلاتی ہو بوے کباب امیر
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجکو شراب کی

حالت لکھی ہو روکے اُسے اضطراب کی — سطرین کہ پیچ و تاب مین موجین ہین آب کی
آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی — مُدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی
نیرنگیان ہین طرفہ رُخِ بے نقاب کی — سُرخی شفق کی ہو تو چمک آفتاب کی
تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر — گھوڑے سے اترو آنکھ بچاکر رکاب کی
زہاد جانتے ہین جسے آفتابِ حشر — تصویر ہے وہ دختر رز کی رکاب کی
وہ بدنصیب ہین کبھی جاؤن جو مین اُدھر — اُڑجائے میکدے سے ہر اک بط شراب کی
لختِ دل برشتہ نکلتے ہین چھید کے ساتھ — ہر مدِّ آہ سیخ ہے گویا کباب کی
ساقی وہ ہمکو موسمِ گل مین شراب دے — خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شہاب کی
وہ بے نشان ہین کہ فرشتون کو روزِ حشر — ڈھونڈے سے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابی تنِ خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اُس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جا کر مسیح اور مریضون کو دین شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہے قصۂ موسیٰ دلیل ہے
آنکھون کی بھی برونکی دعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال گرد کدورت سے خوب تھا
اس آئنے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہُدہُد سے بنگئی جو ہُما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہین اے امیر
بگڑی جو دخترِ رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب اُنکے گنہگار لے چلے
وہ مہر قتل میان سے تلوار لے چلے

جس طرح ہوگا ناز بتون کے اُٹھائین گے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار لے چلے

دھمکا رہی ہے گرمی بازار حشر کیا
ایسے حرارے تو ترے بیمار لے چلے

ہم بڑھ چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چلے

طاؤس و کبک خاک اُڑائینگے اُنکی چال
ٹھوکر ہزار جادۂ رفتار لے چلے

دیکھین کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیان خمار مین میخوار لے چلے

ٹھہرے جو کوے یار مین ربانے یون کہا
آگے بڑھو کہ دم پس دیوار لے چلے

وہ حسن ایسے کہان کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائین گیسوے خمدار لے چلے

بس بس زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو
ہم چپ ہین آپ دون کی سو بار لے چلے

وقتِ شنا نزاکت جانان کو دیکھنا — موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نہ کرین ہر چشم یار — میکش کو خوشگوار ہی تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذائقہ — ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر پہ دستِ حنائی نہ رقص مین — اس مو کو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہِ شوق مین — میرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مست بیخبر ہے نہ سمجھے گا واعظو
کہئے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین اُسکا روزنِ دیوار بند ہے — کیا آنکھین کھولیے رہِ دیدار بند ہے

خلقت کو ہی یہ اُسکے نظارے کا اشتیاق — گھر کی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا منھ ہے یہ کہ دمِ جنگ منھ چڑھے — لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہے وہین جا رہین گے ہم — کچھ غم نہین اگر درِ خمّار بند ہے

خوش چشم جتنے ہین وہ تجھے دیکھکر ہین غش — گلشن مین چشم نرگسِ بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی ترے حضور — مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے — سوتا ہے باغبان درِ گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہی تیرے لبِ لعل کے حضور — مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جاوے مہِ صیام — مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سبحہ لیے تھا ہاتھ مین ای بت جو کل تلک — وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دمِ نخست — بندہ اُسی کا آج تلک کاربند ہے

اورون کا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور — عیسیٰ کا ناطقہ دمِ گفتار بند ہے

اظہار خط ہی اس رخِ گلرنگ پر امیر
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہے

کیا دور ہی یہ اُس کے جمال و جلال سے — چیتے سے چھین لے گر آنکھین غزال سے

ڈالی سپہر نجوم نے اُس رُخ کے خال سے — ابرو نے بڑھ کے نیچہ چھینا ہلال سے

واقف ہون اہل عیب جو اپنے مآل سے — سُرمہ بھی پھر لگائین تو گرد ملال سے

بوسہ نہ کس حسین کا ملا باغ حسن مین — ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار — آئینہ شہر مین ہے ہجوم مثال سے

یہ کیف حسن ہی کہ تصور سے ہوش اُڑین — ہوتا ہے مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا مین چین گوشۂ ابرو سے ہوئے عید — مارا فلک نے تیر کمان ہلال سے

ہندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال — واقف ہی کون مصلحت ذو الجلال سے

کیا کیا چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ — گل تکیے بن کے چھو گئے کیا تیرے گال سے

سنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا — خوشبو مین بڑھ کے زلف سے رنگت مین گال سے

صیاد مین تو طائر رفعت پسند ہون — لٹکا سرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع — ہاتھ آئے مال بد جو گرا دین مآل سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا اُنکا صاف دل — چمکا یہ آئینہ مری گرد ملال سے

دکھلاکے آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا — سمجھے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے

چاہِ ذقن مین دل ہی مین غافل ہزار حیف — یعقوب کو خبر نہین یوسف کے حال سے

دونون جہان مین ہی قیامت کا سامنا — اللہ رے جلال بتون کے جمال سے

مردے پہ میرے آکے نکالا غبار دل — مٹی وہ دے گئے مجھے گرد ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے — کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کاٹتے ہی ہی قضا مارے شرم کے — چلتی ہی تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا بھی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے — ایسے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگ لے اللہ سے امیر — اُس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

ملتی نہین ہو نقد دو عالم پہ جنس وصل
قیمت یہ ہے تو مول خریدار لے چکے

یہ ولے جسم کیا صدف بے گہر ہے آب
جلاد جان سا دہ شہوار لے چکے

اہل جہان کو بستر آرام ہو نصیب
کروٹ کہین زمانہ نمدار لے چکے

کیا ہاتھ آئے اہل ہوس کو وہ مشک زلف
سودا یہ جان دے کے خریدار لے چکے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم تعزیہ بھی بن کے عزادار لے چکے

کب تک کٹے امیر پریشانیوں مین عمر
دل کی کہین وہ طرۂ طرار لے چکے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
آنکہ بھی شکل دہن ہم سے چرا رکھی ہے

کھینچ شمشیر ادا میان مین کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا نکتہ ہے قاتل جو چھپا رکھی ہے

ہجرمے بیٹھ کے مسجد مین نہ کرا ہو واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد مین مجنون نے اڑا رکھی ہے

بزم مے مین جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا کسلئے سینے تو نے اٹھا رکھی ہے

سامنے کرکے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
از ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہین کمر کو نہ دہن کو یہ بت
اچھی جو چیز تھی وہ آپ اڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت مین کمی کر اے دل
اب یہ سدن کے لئے ہم نے اٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
مین یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہے جو تمنے بنا رکھی ہے

جا کے لے آئے اسے پھر نہ مین جھگڑون نہ لڑون
مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع مین آؤ تو اسکو بھی تصدق کردین
جان اک سدرمق ہے تمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہی جو چاہے اسے کہسے امیر
گردن عجز تہ تیغ رضا رکھی ہے

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے / رٹ تیرے نام کی ہے برابر لگی ہوئی

خط میرا لیئے کوچۂ قاتل کو جب چلا / پیچھے چلی قضائے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہے صبح کو اُسے منظور قتل عام / اک بھیڑ ہے جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہے خدا جانے ہمکو یاد / ہچکی ہے نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستون پہ آئنہ / ہے دُور بین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جُدا ہین ہم / ہے بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دور فلک سے اُنکو نہین بوریا نصیب / جنکے لیے تھی مسندِ پُرزر لگی ہوئی

دُرِ سخن سے معنیٔ رنگین کو کیا خطر / مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین مین بچے گا نہ اب کوئی قتل سے / ہے سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قدِ یار کے لکھتا ہے یہ بلند / کیا ہے قلم مین شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش مین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب / اشکون کی یان جھڑی ہے برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین بتون کے ہم / اک عمر سے یہ چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آب خنجر قاتل سبیل ہے / ہے ہمکو پیاس وائے مقدر لگی ہوئی

اے ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف / دل کی تو بسملون سے کہی پر لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس ہے جلتا ہے یان جگر / لا جلد برف مین مے احمر لگی ہوئی

جائیگا سوئے زلف دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دُھن ہے مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی پہ جو اُس بت کی طبیعت آئی / چال اُٹھنے کو بے پانون قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی / شبِ فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

اے اجل باندھ کمر وقت ترا آ پہونچا / دن ڈھلا دیکھو وہ شامِ شبِ فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہم کو خبر / کب پھونکا صور کب اے یار قیامت آئی

وہ تیغ آب گون ہی فسان پر لگی ہوئی
دل کی نہ بجھے گی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین
فرد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی مجھ سا کہان راہ عشق مین
قدمون سے میرے رہتی ہی ٹھوکر لگی ہوئی

کمرے مین اُسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز
چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہی سینہ بہتے ہین آنکھونسے اپنے اشک
باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہی دل سے رخ آتشین کا دھیان
لو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ ری دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق
ہے ہمکو ٹکٹکی تہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے
آنسو روان ہین خاک ہی منھ پر لگی ہوئی

غم سے بقائے دل ہی تو دل سے بقائے غم
دونون طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حسن چہرۂ صیاد آئینہ
ٹٹی ہے مثل سد سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب
یان ہی امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہی راستی مزاج مین کہتا ہو صاف صاف
رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اُسکے رخ و چشم کا ہی عکس
نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اکدن تو کیجئے مرے آنسو کو زیب گوش
لو ہے اُسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے
یان آنکھ چھت سے رہتی ہی شب بھر لگی ہوئی

عالم ہے کیا شراب کا مینائے صاف مین
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہ خنجر لگی ہوئی

آب خضر ملا نہ سکندر کو اے امیر
ہر سعی مین ہے شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ ماہرو
آنکھین ہین شام سے طرف در لگی ہوئی

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ	چاندنی سیر بام کرتی ہے
الفت اسکی مٹا مٹا کے مجھے	اے امیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہوا ن روز دن میرے دل کی	جگر میں چٹکیاں لیتی ہیں منقاریں عنادل کی
سفر میں مجھ سے کہتی ہو کشش ہر دم مرے دل کی	اگر وہ بھی پیچھے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی
جہان سے اٹھ گئے تو اٹھ گئے ہم کچھ نہیں پروا	غضب یہ ہے کہ گردن اٹھ نہیں سکتی ہے قاتل کی
نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے	نگاہ حسرت آلودہ نہیں دیکھی ہے بسمل کی
بھلا دیکھوں تو وہ کیونکر نہیں آتے ہیں گھر میرے	اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی
گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلیے	جنون انگیز پھر آتی ہیں آوازیں عنادل کی
غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجکو ہے	کہو تم میرے دل کی یا میں کہدوں آپکے دل کی
تمہارے حسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے	سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی
خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد اے ساقی	ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سرد ساحل کی
کسی کو دہر میں پہچانتا ہے کون اے غربت	شناسائی ہی کچھ ان راستے والوں میں منزل کی
چھپایا سب نے منہ ملکر ہمارے خون کی منہدی	عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی
تو شادیوانگان راہ الفت خوب سوجھے ہو	یہاں کیسی مصیبت میں پڑی ہے جان قاتل کی
یہ تیرے زلف کا عقدہ نہیں وا ہو جو شانے سے	ارے نادان بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی
تامل سے جو دیکھا بر کھلے غنچۂ گل کو	نظر میں پھر گئیں سب صحبتیں یاران یکدل کی
کلیجا منہ کو آجاتا ہے دل پہروں تڑپتا ہے	مرے درد جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی
جہان بدلا مزاج اس ترک کا چڑھنے لگی تیوری	ذرا او قاتل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے	کہے دیتے ہیں ہم اچھی نہیں ہے دل لگی دل کی

دلِ پُرسوز کا نوحہ جو مین پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم مین رقت آئی

تیغ قاتل سے تھی اُمید بڑی والے نصیب
وہ بھی مُنھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ مین نے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے وہ دیکھیے پھر آپ کی شامت آئی

حال بیمارِ محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل مین کھٹک درد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

اُلفتِ ساقیِ کوثر کی جو یاد آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلیدِ درِ جنت آئی

میہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حسرت آئی

ذرّے سے عکسِ رُخِ روشن سے بنے ریزۂ زر
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرّۂ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حُسن طبیعت آئی

ہون وہ مایوس کہ دُنیا سے جو اُٹھا مین امیر
گور تک بیٹھی روتی ہوئی حسرت آئی

نگہِ ناز کام کرتی ہے
دم مین تر کی تمام کرتی ہے

آگے محفل مین دخترِ رز شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہے

ٹھہرے ہین دل مین میرے یون غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

جانتا ہون وہ بے دہن ہین مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بدبلا ہے تری سیاہیِ خط
صبحِ عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اُٹھا کے دیکھو آنکھ
دخترِ رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئین گے میری میت پر
خلق جو اژدحام کرتی ہے

ڈر کے میری شبِ جدائی سے
کالکا رام رام کرتی ہے

اُنکے کوچہ مین روح خواب مین روز
سیرِ دارالسلام کرتی ہے

چلتی ہی جس جگہ کہ تیغ اُسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

سواد دہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو ۔ پڑی کب دیدۂ ماہی مین اُڑکر گرد ساحل کی

لب ساحل نہین ہے کشتی دریائے بے آبی ۔ اُٹھی دریا کی موجین ہین لکیرین دست ساحل کی

خیال نیستی ہے ہر قدم تھا دشت ہستی مین ۔ مٹا جو نقش پا مجکو بتا دی راہ منزل کی

وہ عاشق ہین کیا جب قصد سونے کا اندھیرے مین ۔ چکورون سے سُنی ہمنے کہانی ماہ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین ۔ جھڑی ہی ہے رات دن باران ابر تیغ قاتل کی

وہ پیاسا ہون تلاش آب مین جسدن مین جا نکلون ۔ کرے ریگ روان دریا کو اُڑکر گرد ساحل کی

وہ مشتاق شہادت ہون جو اپنے نطع بچھاؤن ۔ نہ چھوڑے چاندنی مجکو مہ رخسار قاتل کی

خلایونے یہ وقت دفن دی ہے رنگ کی مٹی ۔ اگر میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسون دشمن روبہ تن بھاگے ۔ کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی

بجا ہے گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے ۔ سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سا زندہ ہو جاتا تو کیون پڑتین یہ تسبیحین ۔ اُٹھائین اپنے ہاتھون شیخ نے کڑیان سلاسل کی

ازل سے ہے جو اُس زہرہ شمائل سے امیر اُلفت
خمیر دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی ۔ خوب اُسنے دوائے دل بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین ۔ قاتل نے کہان حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہوا ترک ہمین کیا ۔ کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو ۔ غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے ۔ یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو بیٹھے ۔ ہر بات مین اک تہ دم گفتار نکالی

گھٹتے ہین لیے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون ۔ اُف ہمنے نہ منھ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوے گل وحدت ۔ منصور کی جب روح سر دار نکالی

بہے بحرِ فنا مین جلد یارب لاش بسمل کی
کہ بھوکی مچھلیان ہین جوہرِ شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہِ قیس مین لیلیٰ سے آرائش ہے محفل کی

بسی گورِ غریبان جس کسی کا گھر ہوا ویران
مسافر پڑکے سوئے جاگ اُٹھی تقدیر منزل کی

جہان رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہین دیتا
تڑپنے کا مزہ رکھتی ہے جلدی میرے قاتل کی

جنابِ عشق سے فریادی بر باد ہوتا ہون
اُٹھا جاتا ہون مین بیکس دُہائی شاہِ عادل کی

تری پلکون کی زد مین تکیہ کر ٹھہرا دلِ عاشق
سیاہ ان صفون کا ہے سیاہی شام منزل کی

دہانِ یار کے آگے سکوتِ غنچہ زیبا ہے
خموشی چاہیے نادان کو صحبت مین عاقل کی

نہالِ عشق کو رو رو کے ہم سرسبز کرتے ہین
نہین آنکھین یہ دو نہرین ہین بنائے گلشنِ دل کی

فلاطون خم مین بیٹھا ہے شرابِ مرگ پینے کو
نہین حکمت سے خالی بات کوئی مردِ عاقل کی

وہ لاغر ہون جوانی مین نہین کھینچین ہین گرم آہین
شبِ تاریک مین ٹھنڈی ہین شمعین خانۂ دل کی

حسینان جہان بستے ہین جہان عکس کی صورت
بنا ہے خشتِ آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دو چار دانے حاصلِ کشتِ محبت ہین
نہین شکِ مسلسل یہ بیان ہین چشم مین دل کی

کسی کا ساتھ کب دیتا ہے کوئی بیقراری مین
تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظرون مین سمایا ہو گیا عشاق کا مہمان
جنھین کہتے ہو تم آنکھین کھڑکیان ہین خانۂ دل کی

مری کشتی برنگِ موج اپنی بحرِ حوادث مین
کنارے تک اگر پہنچے تو ٹکرہ کھائے ساحل کی

ازل سے ہے مآلِ کار بے مقدور کا ناکامی
کفِ دریا کی قسمت مین لکھی ہے موج ساحل کی

امیر آئے گا روزِ عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و در پر چشمِ بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہے رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہین مژگان تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دستِ موج نے دامانِ ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہلِ کرم کا جوش مین آکر
چمکتی ہے جو بجلی شعلۂ آوازِ بسمل کی

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر
کہ کشمکش مین وہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے

وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن
بدن پہ اُڑکے اگر گردِ راہ پڑتی ہے

ستانہ خاطرِ مظلوم کو ڈرلے ظالم
پڑے نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

عجیب حال ہے کوچۂ محبت مین
بلا مین جان یہان بے گناہ پڑتی ہے

چمن کی سیر کو جاتی ہے روح اے صیاد
قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے

جنون مین تیرے بھی بھاگتا ہون مین کوسون
نظر جو صورتِ مردم گیاہ پڑتی ہے

پسے ہین لپٹتے ترے تیغ آبدار کے گرد
کنارے نہر کے جیسے سیاہ پڑتی ہے

کہن مین خط کے وہ رخ دیکھکر ہو ششدر
کہنی تو تم پہ بھی ای مہرِ ماہ پڑتی ہے

وہ چھپکے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پہ
نہ گردِ راہ نہ گردِ نگاہ پڑتی ہے

پنھاتے ہین وہ غریبون کو بے گنہ زنجیر
ہزار پانون پہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے

عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر
کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو اُمید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ ... ت ہے کہ رنگت فق ہے
زخم وہ دل مین ہے کاری کہ کلیجا شق ہے

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے
اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم
بول اُٹھین بُت بھی گواہی مین کہ یہ حق ہے

شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار
چشمۂ قلزمِ عصیان کے لیے زورق ہے

رشتہ آسادہ ہون لاغر غم عریانی مین
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جب تک نہ ہو شیخ عبث ہو حق ہے

ہون مین دل سوختہ دنیا مین جدا دنیا سے
شمع سے جائے فانوس کہان ملحق ہے

کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری سے دل زار
خوف سے جوہرِ شمشیر کا سینہ شق ہے

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسیٰ کو مرے شکوۂ تعظیم
اُس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہے جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
یارب کسنے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

دل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پُرفن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگِ گردن ڈالے

کیا کرین طالبِ دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اُسکا رخِ روشن ڈالے

سارا پردہ وہ ہی دوئی کا جو پردہ اُٹھ جائے
گردنِ شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابلِ دید ہے وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین نظر مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی کی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سرِ مدفن ڈالے

رنگ اُس لعل مسی زیب سے ملتا ہی کہان
[illegible] گریبان مین تو اپنے گلِ سوسن ڈالے

لوٹتی برق سرِ طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادیِ ایمن ڈالے

اُڑ چلے قفس مین پر پرواز کو پر پیدا ہو
[illegible]نے کاندھے پہ اُلٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتۂ انداز کے کس طرح سے پامال نہون
قدم اِس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخمِ نگہِ ناز رفو ہوتے ہین
کہو ڈھونڈھنے پہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خونِ ناحق کہین چھپتا ہے چھپائے سے امیر
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے
تجھی پہ آنکھ بس اے رشکِ ماہ پڑتی ہے

وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہین
گدا پہ کب نظرِ بادشاہ پڑتی ہے

بلائے جان دو عالم ہے جسکی برق جمال
یہ اُسکے چہرے پہ اپنی نگاہ پڑتی ہے

نہین ہی شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندھ لی داغونکی آنکھو نپر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا مری آنکھون مین نیرنگی ہی عالم کی

ملا غازہ تو پایا آرسی نے رنگ آرائیں
جبین افشان تو آئینہ کی قسمت اور بھی چمکی

ملانا مارنا ہی کام ان خورشید رویون کا
کبھی اٹھتے ہین فتنے سے موت آجاتی ہی شبنم کی

فراق یار مین ہون اسقدر محزون مین ای قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف بنجائے ماتم کی

امیر اُس سرورِ عالم کی کیا توصیف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہی بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہی یا کوئی کلی ہے نخل ماتم کی

نہو جسمین تجلی تجھ سے محبوبِ دو عالم کی
وہ جنت جل کے یارب خاک ہو جا جہنم کی

اُدھر ہون عیش کی باتین کہانی ہو ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوائے عشق سر مین دل مین بحر یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشتِ خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہی کس شہیدِ ناز کی مجلس
کہ غنچونکے چٹکنے مین صدا ہے نخلِ ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن ہی عشق مین یارب
پگھلا جاتا ہی تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اُس حور کا دل کیا ہماری سوزشِ دل سے
گئین جنت کو کچھ چنگاریان اُڑکر جہنم کی

نظارہ دوجہان کا چھوڑ کر دل کا تماشا کر
شبیہ ہین اس ورق پر کھنچ رہی ہین دونون عالم کی

اُڑائے نک غنچہ سیکھے گل کی روش اے دل
کہ منھ سے کچھ نہ کہا کانونسے سُن کر سارے عالم کی

ازل مین وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھین آجتک کھلتی نہین بادام توام کی

زمانے بھر کی ایذاؤن سے چھٹی مرکے ملتی ہے
لحد کہتے ہین جسکو ہی وہ سرحد کشورِ غم کی

پرستش حسن گندم گون کی عینِ آدمیت ہے
نہین وہ ابنِ آدم خو نہین ہی جسمین آدم کی

ہے سینہ سپر کیا کیا شعاعِ مہر تابان سے
کھنچین سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ پہلے گٹکری کے آگے ہین ہچکیان کیسی
نہین یہ حلق بسمل بانسلی ہی مطرب غم کی

لبِ جان بخش سے کلّی مرے مرقد پہ کرو
حوضِ کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہی

زاہد و ساقیِ کوثر تمھین کیون دیتے شراب
دخترِ رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہی

خوفِ معتوبیِ آدم سے ڈرا ہے ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہی

عشق مین پار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھین
ہم شناور نہین یہ قلزمِ بے زورق ہی

دُرِ مضمون دمِ تحریر نکلتے ہین امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہی

یہانتک مجکو ہنگامِ خوشی ہی آرزو غم کی
اُٹھا رکھتا ہون روزِ عید پر مجلس محرم کی

ہین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم سے دوا غم کی
جو آیا منھ چبالی چھال مین نے نخلِ ماتم کی

منا ہی کوچۂ محبوب مین ہی نالۂ غم کی
غضب ہی ابتو وہ جڑ کاٹتے ہین نخلِ ماتم کی

قطارِ مور جب جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون
سلیمان اُٹھ گئے شاید یہ صف ہی اُنکے ماتم کی

ترا غمزہ ہی وہ طرار جب گلشن مین آ نکلے
گلون کی جیب کتری ہی گرہ کاٹی ہی شبنم کی

خیالِ دخترِ رز مین آگیا ہی مجکو غش ساقی
کھُلین آنکھین اگر پاپھلن ہوا دامانِ مریم کی

ستایا اسقدر ان مردمِ ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی تربت مین آدم کی

الٰہی ہے یہ لشکر کس سلیمانِ پری وش کا
بلائین لیتی ہین پریان ہوا پر زلفِ پرخم کی

ہمارے نالۂ دل سے ہی گرم نالہ ہر بلبل
نہین کس گلستان مین شاخ اپنے نخلِ ماتم کی

یقین ہی روزِ محشر تک رہے اولاد مین جھگڑا
ہماری غیر کی ہو دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
بہار اسمین ہی جنت کی ہوا اُسمین جہنم کی

نہ لائے کوئی ہم تک وحشیِ گیسوے پیچان کو
مچائینگی یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھرے ہین دل سے گذش یار کیا کہکر
ہوا مین آگئے ایسی نہین سنتے ہین ہمدم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعاے نور پڑھ کر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشتِ مجنون کا مشتِ استخوانِ مجنون
مثل سچ ہی کہ رستم سے سوا ہی دھاک رستم کی

ہشت ذرا کسو کی تر | لونہد
ل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا
ئے جو میکدے مین کر
دیکھے وہ خطِ سبز جو سبزہ تو رشک سے

قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے
اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے
شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے
کیون گھونٹ زہر کے نہ لبِ آبجو پیے

منظور چرخ ہے کہ آمیر سیاہ
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

روے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
عفران زار مین بھی گر دلِ ناشاد رہے
ہو وہ مقتول مرے قتل کی ایسی ہو خوشی
پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے
رشک ہی بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ تھ
ہم جو پہونچے تو لبِ گور سے آئی یہ صدا
نکھین مر جانیکو کہتی ہین وہ لب جینے کو
سکی تصویر مین اس درجہ نزاکت کا ہو صرف
تیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
بسملون کی نگہ یاس بُری ہوتی ہے
کہون گا یہ کہون گا یہ ابھی کہتے ہو
ون وہ غم دوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون
شر مین عذر گنہ کیا ہے بتا تو رکھو
بحر ہستی مین حباب لبِ دریا کی طرح
ن اگر غیر کوئی ہون تب مجھے وہ بھولے

خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے
کھد وہ باغ کے دروازے پہ فصّاد رہے
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے
تیرے لیئے حضرت بہت آزاد رہے
کینے وہ حکم رہے کہتے یہ ارشاد
لوح باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے
سلے مین اُنکے بھی جب حضرتِ دل یاد رہے
درد کا دل نہ دکھے خاطرِ غم شاد رہے
کہ مبادا تمھین بھولے تو مجھے یاد رہے
ہم ہے کب جو کہے کوئی کہ برباد رہے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

ہوئی کس کس کو خجلت ایک سیر قتل ہوتے ہی
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمھاری چال بھی کیا گردشِ گردون گردان ہے
کہ چلیا دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سرد دہر داغ و اشک نے مجکو
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہو اندا شب کو شبنم کی

یہ شوقِ میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے
ہوا کھلانے کو روح آتی ہو اب تک حضرتِ جم کی

سوا ہو رتبہ رویون کے کسی پر مین مائل ہون
الٰہی دل بجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکستِ شیشۂ دل سے امیر آیا ہے غش مجکو
چھڑک کر سر مے سنگھا دے کوئی مٹی ساغر جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے
دیوانے کو ایک ہو بہت ہی

موتی کی طرح جو ہو خداداد
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہی

جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
مجکو اے درد تو بہت ہی

مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ درد کی گفتگو بہت ہی

بے کیف ہوی تو خم کے خم کیا
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہی

کیا وصل کی شب مین مشکلین ہین
فرصت کم آرزو بہت ہی

منظور ہی خون دل جو اے یاس
اتنے سے لیے آرزو بہت ہی

اے نشترِ غم ہو لاکھ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہی

چھیڑے وہ مژہ تو کیون نہ رووُن
آنکھون مین خلش کو مو بہت ہی

غنچے کی طرح چمن مین ساقی
اپنا ہی مجھے سبو بہت ہی

کیا غم ہے امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہی

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے
غم کیون نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے

تسکین ہو ایک جام سے کیا اسکو ساقیا
جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے

جام کوثر سے ہو کیا کام ہمین اے رضوان
آب خنجر سے وہین پیاس بجھا

مے کشی کی ہے خوشی ہجر مین کس کو ساقی
لکۂ ابر تو اور آگ لگا تے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوئے حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اُڑاتے گئے ہم خاک اُڑاتے آئے

بادشاہون کا ہے دربار در پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہمپر روشن
کہ ہمیشہ ترے ناز اُٹھاتے آئے

چھپ کے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو
پنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر
ملک الموت بھی پر اپنے بجاتے آئے

بے سبب یہ بلوہ نہین غالب ہو کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اُٹھاتے آئے

محو جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یونہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منھ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھرے اُڑاتے آئے

کہین کے ... جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتون کو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
پ بدنام ہون دھو لیے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہی تدبیر اپنی
طوق بنتا ہو گڑھی جاتی ہے زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آتی ہے
کھینچ کر آپ مٹاتا ہون مین تصویر اپنی

نید ہو کر ترے گیسو مین یہ رتبہ پایا
نذر دی قید نے لاکر ہمین زنجیر اپنی

بان نثارون سے وہ کہتے ہین چڑھا کر تیوری
آجکل جھولتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی

دم نگان مین شب ہجر جو چلاتے ہین ہم
چار سو جاتی ہے آواز پر تیر اپنی

زار ایسا تھا کہ مین دشتِ جنون مین نہ ملا | ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل نہو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس سے یہ ناشاد رہے | قیس کا داغ کہ اس مین غمِ فرہاد رہے
دل ان آنکھون کے تصور سے مرا شاد | قاف پریون سے جنان حور و ن سے آباد رہے
قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مدِ نظر | اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے
طول فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے | نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے
جب کیا ہم نے گلا اپنی پریشانی کا | زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے
کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ ری خوشی | ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے
ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خطِ آزادی | ہی یقین حرفون مین شانِ خطِ صیاد رہے
لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت | دل سے نکلے تو کہان جا کے یہ فریاد رہے
لوان پروانہ یہان شمع سرِ طور کا ہے | جلوہ افروز ترا حسن خدا داد رہے
ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو | نہ اسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے
واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون | منھ دمِ ذبح سوے خانۂ صیاد رہے
شادی و رنج زمانے مین ہین توام اے دل | کچھ تو ہو نٹھون پہ ہنسی بھی دمِ فریاد رہے
کھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب | ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
کانٹے الجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین | دامن اس رخ سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوقِ شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سرِ کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرزِ نگہِ یار جتاتے آئے | تیر بھی آئے تو بے پر کی اڑاتے آئے
فاتحہ دینگے نہ پانی یہ بھی دورونے کے بعد | تا درِ گور ہین جو خاک اڑاتے آئے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
جائے گلشن مین جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمہارا آئے یاد
شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کمان
ہاتھ پر آجائے تیغ قامت قاتل اگر
پھنس کے چھوٹے لذت دنیا سے کیونکر بوالہوس

یا الٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے
سر جھکا کر اُسکے پائے نازنین پر گر پڑے
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے
نسر طائر جوڑ کر کندے زمین پر گر پڑے
شاخ طوبیٰ کٹ کے دوش حور عین پر گر پڑے
کسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

جب تک وہ پلک پر سر بیداد نہ آئی
کب گور مین خنجر کی رگ یاد نہ آئی
شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
بالون کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کس دن
دعوے دیت حشر مین کس سے مین کرونگا
طائر مین وہ ہون پالون نہ گلزار مین رکھا
سچ ہے یہ مثل جان ہر اپنی تو جہان ہے
غش صورت موسیٰ مین ہوا سامنے اُسکے
کیا آئے نظر مردمک چشم کو وہ خال
نقشہ مرے محبوب کا جلتا ہوا دیکھا
کیا جرم ہوا تھا کہ گرے اُسکی نظر سے
...
لایا
بلکو

تجھ مین چمک اے جوہر فولاد نہ
کب روح سوئے کوچۂ جلاد نہ آئی
چھ دم شکدستی فرہاد نہ آئی
کب آئنہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی
حیرت سے نظر صورت جلاد نہ آئی
جب تک خبر آمد صیاد نہ آئی
مُردے کو عزیزون کی کبھی یاد نہ آئی
تاب نظر حسن خدا داد نہ آئی
انسان کو نظر صورت ہمزاد نہ آئی
تجکو روش خامۂ بہزاد نہ آئی
کچھ ذہن مین اپنے تو یہ افتاد نہ آئی
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی
عرضی بھی مری ہو کے کبھی صاد نہ آئی

مری کشتی کون کہے چور ہی یان شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر مین تقدیر اپنی

حاجت تیر و کمان کیا ہے تجھے چل تو سہی
ہر دنین کاٹ کے خود لائین گے نخچیر اپنی

ہمکو پھولون کے چھپر کھٹ ہمین کانٹے ہین نصیب
خیر قسمت وہ تمہاری ہے یہ تقدیر اپنی

انگلیان چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
شمع چہرہ ہو ترا آنکھ ہے گلگیر اپنی

حضرت قیس جو طالب ہین تو اتنا پوچھین
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون
کھینچ دیتا ہے وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

اٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

تو یہ معرکۂ عشق مین مجکو جھجک ہے
پرسش خنجر سفاک مرے دم تک ہے

گھورتی ہے یہ جوانان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بجا چشمک ہے

حسن یکتا کا ہے پرتو بھی جہان مین یکتا
زاہدا کیون تجھے یکتائی بت مین شک ہے

جنگ عاشق کے لیے حسن زرہ پوش ہوا
کون کہتا ہے رخ صاف پہ یہ چیچک ہے

شب بھر آغوش گلستان مین ہے شبنم کی جگہ
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہے

عرش سے عرش تک آئینہ ہے سب ذکر کے وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے

قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہونچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

نہین دیوانہ اگر لائق تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکف دہر مین ہر کودک ہے

فشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پاکر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اُس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم اتنا دگون کا جب کبوتر لیچلا
اُڑتے ہی اُڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے

آشیانہ دور ہے صیاد آپہونچا ہے پاس
کیا کرون پرواز کی طاقت نہین پر گر پڑے

دلا آنکھون سے چھپ کر اُس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اغیار مین آئے

خطِ شبگون سے مین ای خال روئے یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین مستِ آمدِ ابرِ بہاری کے
الٰہی کوئی لکہ کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہی خاک ہونے مین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکایا یہ تیرے عشقِ عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقتِ قتل ہو ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کمر مین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے

کیا دے دے کے طعنے واعظون نے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اُٹھ کر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہے ہر گُل زر بکف بہرِ خریداری
چمن مین تم کہ یوسفِ مصر کی بازار مین آئے

زرِ داغِ جنون تقسیم شاہِ عشق کرتا ہے
تو نگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اُسکو کیا اندیشۂ دشمن
براہیمؑ آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہی تیرے دیوانون کو کیا جانے
جب آئے پابرہنہ وادیِ پُرخار مین آئے

علانیہ دکھائے کب وہ جلوہ روئے روشن کا
جو بے پردہ نہ خوابِ طالبِ دیدار مین آئے

یہان تہمت سے ہو میرے دلِ صد چاک کا قبضہ
کہو شانہ سمجھ کر گیسوئے خمدار مین آئے

اُٹھاؤ رُخ سے پردہ کور مادرزاد بینا ہو
ہلاؤ لب زبانِ گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتارِ قفس تھے جب تلک فصلِ بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق گر اقرار مین آئے

امیر اب دغدغہ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھٹے آفت سے ظلِ احمدِ مختار مین آئے

خیالِ زُلف و عارض مین قضا کی
نمازِ صبح و شام اِک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کہو کیون موت آئی ہی قضا کی

نہ آنا تھا اجل منھ پر نہ آئی
تری تلوار آوازے کسا کی

معشوقۂ دُنیا نے بہت مانگ سنواری
پھندے مین مری خاطرِ آزاد نہ آئی

مضمون سے بس مرگ مرا نام ہو زندہ
کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین آمیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیّتِ اُستاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پانون جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے
یہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی
ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے

جنون کے جوش مین کھُلتی نہ راہ مُلکِ عدم
بڑے مزے مین پہونچتے جو آج کل جاتے

سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیانِ زلف کی جان
نہین تو گھُٹ کے اندھیرے مین دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے ای زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شبِ فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
غریب خانے کے دو چھوپڑے بھی جل جاتے

جھڑی نے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہے
برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا
اجل کے پانون پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے

پتنگ بنکے لپٹتے جو شمع رویون سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپ ہجر سے نکل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہوای ہوس ہے
عیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشن دلان اگر ہوتے
آمیر نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہوا ای دل کہ بزم یار مین آئے
بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

خداوندا نہ زنگ اُس تُرک کی تلوار مین آئے
کہین دھبّا نہ میرے زخم دامندار مین آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالمِ مستی مین آنکلے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاجِ یار مین آئے

وفور رحمت باری ہی میخوارون پہ اِن روزون
جدھر سے ابر اُٹھتا ہی سوئے میخانہ آتا ہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ہے ایسا
مگر اک گریۂ حسرت کہ میتا بانہ آتا ہے

اُنھین سے غمزے کرتی ہی جو تجھپر جان دیتے ہین
اجل تجکو بھی کتنا نازِ معشوقانہ آتا ہے

پریشانی مین یہ عالم تری زلفون کا دیکھا ہے
کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہے

چھلک جاتا ہی جام عمر اپنا وائے ناکامی
ہمارے مُنھ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے

وہ بُت ہی مہربان سب اپنا اپنا حال کہتے ہین
لب خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے

طلسم تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے
بدلتا ہی پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے

یہ عظمت کی رہ کے راہزن بتون مین ہمنے پائی ہے
کہ کعبہ ہمکو لینے تا در میخانہ آتا ہے

دورنگی سے نہین خالی عدم بھی صورتِ ہستی
کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے

ہماپون استخوانِ سوختہ پر میرے گرتا ہے
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے

اُدھر ہین حُسن کی گھاتین اِدھر ہین عشق کی باتین
تجھے افسون تو مجکو اسیری افسانہ آتا ہے

کلیجا ہاتھ سے اہلِ طمع کے چاک ہوتا ہے
صدف آسا اگر مجکو میسر دانہ آتا ہے

نمک جلّاد چھڑکا چاہتا ہی میرے زخمون پر
مزے کا وقت اب ہی ہمت مردانہ آتا ہے

زبردستی کا دھڑکا وصل ہین تمکو سمایا ہے
اِدھر ہو ہوش مین آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے

نہی کسکی شمعِ حسُن سے روشن ہے گھر میرا
کہ بنجاتا ہے جگنو آج جو پروانہ آتا ہے

وہ عاشق خال و خط کا ہون کہ نذر مور کرتا ہون
میسر تیسرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنے والا کون ہے گورِ غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہی تو ہان پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکش دلبر مین رہ گئے
اُتنے ہی حوصلے دلِ مضطر مین رہ گئے

دھویا ہزار اُس بُتِ سفاک نے مگر
چھینٹے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحرائے عشق میری طرح طے نہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

شب غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روز جزا کی

وہ بیکس تھے کہ تربت پر ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی

عدم مین کیا تماشا ہی کہ دنرات
چلی جاتی ہی سب خلقت خدا کی

مرے منہ کا ہے لقمہ حصۂ غیر
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی

دُکھے کیونکر نہ دل آوازنے سے
صدا ہے یہ کسی درد آشنا کی

نہ کھا اے دل فریب زینت دہر
ڈلی اس پان مین ہے سنکھیا کی

بہار بیخزان ہے جامۂ یار
نہ مرجھائین کبھی کلیان حنا کی

کیے ہمنے یہ بتخانون مین سجدے
کہ بت کہنے لگے رحمت خدا کی

دلا ہمسے گلا اُس دلربا کا
شکایت آشنا سے آشنا کی

نہ مجنون ہی نہ وامق ہی نہ فرہاد
مرے سب آشناؤن نے قضا کی

وہ دانہ ہون جو پسنے سے بچون مین
جلاوے آگ سنگ آسیا کی

وہ غافل تھے کہ تب لی ہمنے کروٹ
ڈھلی جب دوپہر روز جزا کی

الٰہی مرحلون جھگڑا بھی چھوٹے
کہین آسان ہو مشکل قضا کی

کہانتک دانہ ہو گا عقدۂ کار
گرہ ہے کیا ترے بند قبا کی

پسین کیونکر نہ تیری راہ مین دل
غضب شوخی ہی چشم نقش پا کی

اگر میرے سیہ خانے مین آجائے
سعادت ساری اُڑجائے ہما کی

ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے
مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو سنت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غم جانانہ آتا ہے
نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہی

نظر مین تیری آنکھین سر مین سودا تیری زلفون کا
کئی پریون کے سایے مین ترا دیوانہ آتا ہی

بی کاروانِ گُل نے خزان مین عدم کی راہ / بُلبُل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئے بھی حرفِ شکوہ جو دل سے زبان تلک / بن بن کے درد وہ مرے دندان مین رہ گئے

رزقِ سگ و ہما کیے دورِ سپہر نے / جو استخوان کہ گنجِ شہیدان مین رہ گئے

آزارگانِ عشق کا کوسون پتا نہین / کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی اے امیر / مضمون ہزار ہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جاکر مکان پر کھیلے / کہ ہارے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان مین تیر وہ جوڑے تو صید ہون نسرین / زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے

زبانِ تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا / جو سر فروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اُسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی / کہ بیت بیت سے چوتھی زبان پر کھیلے

مئے تندرنگ مین ڈوبین وہ طفلِ بادہ فروش / خدا کرے کہین ہولی دُکان پر کھیلے

جمائے رنگ وہ مطرب بسر جو بیٹھک کا / جو یار سا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے

نہ جیتنے مین گذارہ نہ ہارنے مین رفاہ / پھر اُس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے

کہون تو دردِ دل اُس سے مگر ہے قتل کا خوف / قضا نہ سر پہ کہین اس بیان پر کھیلے

لگائے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین / جُوا جو روز و شب اپنے مکان پر کھیلے

ہمارا دل ہے کہ اُس ترکِ شوخ سے شطرنج / ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کسطرح چل جائے / تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط کا بھی اِک حسنِ یار باقی ہے / اِس آئنے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہی نہ کوئی ہوشیار باقی ہے / حجاب کس سے اب اے چشمِ یار باقی ہے

وہ صید گاہ سے جاتے ہین اے اجل کہدے / اِدھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہے

چھوڑے کہین نہ گیسوے پرخم نے اُسکے پیچ | کچھ رہ گئے تو میرے مقدر مین رہ گئے
مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا | ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے
اے چشم اشکبار ڈبودے انھین بھی تو | ٹاپو ہین جا بجا جو سمندر مین رہ گئے
یارب شتاب آئے سگ یار اس طرف | کچھ کچھ ہین استخوان تن لاغر مین رہ گئے
ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار | میخوار فکر شیشہ و ساغر مین رہ گئے
تو نارسائی قسمت سے گر پڑا | ڈورے ہی ڈورے بال کبوتر مین رہ گئے
اشکون سے میرے بجھ گئی سارے جہان کی آگ | پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے
واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک | کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے
اُنکے مکان ہین دیدہ و دل اختیار ہے | اس گھر مین رہ گئے کبھی اس گھر مین رہ گئے

اُنکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام آورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا ... سوزان مین رہ گئے | محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے
جنے تمام بند کیے صبر نے مگر | سوراخ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے
اٹھے نہ گرد بھی مری کشتی کے پائین گے | کیا بیڑے اشک کے شورش طوفان مین رہ گئے
کانٹے کہین پڑے ہین کہین گرد یادہین | یہ یادگار ہین جو بیابان مین رہ گئے
میری طرح ضعیف ہوئے میرے اشک غم | نکلے جو دل سے دامن مژگان مین رہ گئے
وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین زلف و رخ | باقی فساد گبر و مسلمان مین رہ گئے
یوسفؑ تو مصر مین ہوئے رونق فزا حسن | یعقوبؑ راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے
مقتل مین اُسکے دوڑ کے پہونچے جو تھے قوی | قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے
وحشت مین دے سکے نہ مرا ساتھ گردباد | نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے
دوڑے تلاش دولت دنیا مین جو حریص | آخر کو تھک کے گور غریبان مین رہ گئے

شریک سیکڑون گلرو ہین اپنے پھولون مین — خزان کے بعد بھی جوش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے — کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہی ہون وہ وحشی زار — کوئی کوئی جو گریبان مین تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چین ہی نہ چتر قیصر روم — مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو ہے برنگ طاؤس — موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہی ابھی شب وصل — بڑی نقاب تو یہ ای نگار باقی ہے

برنگ شمع اترتی نہین کبھی تپ غم — ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے

ہوا ہے کوچۂ گیسو مین یہ لٹا سنبل — کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہے

نکل چلے ہین بہت طفل اشک روک ای دل — ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہین غنچے ہین منھ چھپائے ہوئے — وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کہین گے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی — رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی — بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

پس گیا چشم سیہ پر سرمہ — پائے رنگین پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری — نیچی نظرون سے حیا لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن مین — بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے — وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی

جان محزون کی حقیقت کیا تھی — درد پہلو مین اٹھا لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر — رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی — برق بن کر یہ بلا لوٹ گئی

پڑے ہیں سیکڑون شیشون کا قحط ای ساقی — ابھی تو شیخ کا سنگِ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیرِ فلک مبارک ہو — کہ میرے پاس دلِ بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین — اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

بھرا ہے اُسکے دانتون کا تجکو ہی قصدِ نظارہ — گرہ مین کچھ گہرِ آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزشِ دل — کہ شیر زندہ ہے جبتک نکار باقی ہے

چلے برنگِ نفس عمر بھر تو کیا حاصل — کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کرکے لہو پر چھڑک رہے ہین جو خاک — اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

موئے تو خاک موئے ہم مٹے تو خاک مٹے — ابھی تلک تو نشانِ مزار باقی ہے

نہ توڑو آئنہ جانے بھی دو کہ ایک یہی — تمھارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھو نمین نور ہے لیکن — وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے — کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہے اُنکے مقتل مین — چلے اگر کوئی اُمیدوار باقی ہے

بہار مین ہو نہ کیون روے یار پر جوبن — چمن عروس ہے جبتک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کوئی کہان آئے
مزار ہے نہ نشانِ مزار باقی ہے

بہارِ عمر سے دل یادگار باقی ہے — بس ایک یہی ثمرِ داغدار باقی ہے

نگہ کہان مری آنکھون مین یار باقی ہے — یہ کچھ غبارِ رہِ انتظار باقی ہے

ہا قفس سے کرے بلبلون کو کیا صیاد — ابھی تو باغ مین کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہین — کہ اور بھی کوئی اُمیدوار باقی ہے

کہان کہان نہین یاران رفتہ کو ڈھونڈھا — اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئنہ وا ہین مزار مین آنکھین — ہنوز حسرتِ دیدارِ یار باقی ہے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم دادخواہ ہین خون بہار کے

رکھنا نہ مجکو ساتھ دل بیقرار کے
ہو اور اِک مزار برابر مزار کے

گستاخ صاف دل مین صفائی کی کب ہے بات
چڑھتا ہے ایک آئینہ منھ پر ہزار کے

برباد ہوکے اُسکی گلی مین ملا یہ اوج
ذرّے ہین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اُڑاتا ہے باغبان
صدقے اُتر رہے ہین عروس بہار کے

پھولے گا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل
اے نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

صوفی خدا کے گھر مین یہ ہو حق ہے کیا ضرور
سامع اگر ہو دور تو سیکھے پکار کے

یوسف کی اصل پوچھیے نقاش دہر سے
بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اُتار کے

ایّام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خطّ یار مین ہے حال جسم زار
مفصل تمام جوڑ ہین خطِ غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ
ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے

شرمندہ میرے بعد ہوئے ہین یہ خانہ جنگ
پایون سے رکھدیے ہین تیغے اُتار کے

شکوہ مین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کرون
ے

تی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک
کیا لوٹ جاتے پانون نسیم بہار کے

وشن تھے جنکے قصر مین سو بتیون کے جھاڑ
محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس مزے کو جوانی کے روئیے
سو داغ دیگئے ہمین دو دن بہار کے

یکرنگ تھے وہ ہم کہ دورنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اُتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل آمیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہے نیچے مزار کے
کشتی ہماری ڈوب گئی پار اُتار کے

بے خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے
شبنم نے دھوئے پانون عروس بہار کے

وار خالی نہ گیا قاتل کا | بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی
لگیا مزے کی ہی طبیعت اپنی | ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے آمیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق بتان سے ہاتھ نہ مرکر اُٹھائیے | جبتک اُٹھے یہ داغ جگر پر اُٹھائیے
جور فلک کہ ناز ستمگر اُٹھائیے | اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اُٹھائیے
کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھکر | للہ جان چھوڑیئے بستر اُٹھائیے
مُردے یہ میرے آئے تو بولا یہ اُنسے ناز | کسکا جنازہ ہے یہ سمجھکر اُٹھائیے
غیرت کا حکم ہی کہ گلا گھونٹ کر | مرجائیے نہ منت خنجر اُٹھائیے
مشتاق دید صورت ہوسئی پڑے ہین غش | کس سے حجاب گوشۂ چادر اُٹھائیے
مرقد مین آکے مجھ سے کہا شور حشر نے | تکیے سے اب تو بہر خدا سر اُٹھائیے
ہیے خموش قاصد جانان جو مجھ سے کہے | حکم خدا سے ناز پیمبر اُٹھائیے
میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو | اُٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اُٹھائیے
آؤن ہین پاس آپکے گھر پھاند کر | دیوار کیا جو سد سکندر اُٹھائیے
منظور ہو جو عشق تو اضع ضرور ہے | سر پر جو بوجھ اُٹھائیے جھک کر اُٹھائیے
یکتائی صنم پہ قسم رُخ کی کھائیے | قرآن اُٹھائیے بھی تو حق پر اُٹھائیے
بے چشم مست یار نہین لطف میکشی | اب انجمن سے شیشہ و ساغر اُٹھائیے
قاصد سنرنے نامہ بری کو بہو بچ گیا | اب اُسکی لاش بہر پیمبر اُٹھائیے
ہی عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف | دونون جہان سے ہاتھ برابر اُٹھائیے
دل کی جلن کا ہاتھ مین اپنے ہے یہ اثر | بجلی ہین شرار جو
آسان نہین ہی عشق بت سنگدل آمیر | یہ بوجھ اُٹھائیے تو سمجھکر اُٹھائیے

جن جوانون کے سر افلاک پڑستے تھے قدم
زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین رنج سجود
خود نمائی کی بدولت کتنے اوچھے ہین حسین
بوجھ ہی موباف کا اُنکو نزاکت ہی وبال
تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی
رسم نے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی

اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
منزل آسان ہی چلے جلتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
ٹھہری ملتے ہین تو اترانے ہین اُٹھتے بیٹھتے
گیسوؤن کی طرح بل کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
ضعف سے اب پانون تھراتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
تین دن تک پانون رہجاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے تھے امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تیغ قا... آنکھون مین پھر جاتی ہی
درد اُلفت مجھے معشوق سے بڑھکر ہی عزیز
نقش قدم اُٹھ نہین سکتے ہین قدہ
طرز رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر
سرنگون پھر حوادث مین ہون مانند حباب
شوخی حسن نے لاکھ اُنکو کیا طاق مگر
کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ تمہیرا الزام
لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک ہنس ہنس کر
پھُنک چکے طور کہین جلد عدم سے نکلون
گُل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے
دل کو تسکین مین لے قتل طلے والو کیا دونا
جب کہا مین نے کہ اب قتل مین تاخیر ہی کیون

اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے
جب یہ اُٹھتا ہی مری روح نکلجاتی ہے
ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے
آنکھ کھل جاتی ہی جبدم کوئی لہر آتی ہے
پھر تڑکین ہی ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے
بیزبانی مری باتین مجھے سنواتی ہے
چھیڑ اتبک مرے زخمون سے چلی جاتی ہے
بطبیعت بہت اس قید مین گھبراتی
کوئی دم مین یہ غریب آپ بجھی جاتی ہے
ابتو آواز جرس کی بھی نہین آتی ہے
بولے ہر بات مین جلدی تمہین پڑجاتی

بیٹھیں ہین عیش کب چمن روزگار کے
کھٹکے ہین کوچۂ رگِ گل مین بھی خار کے

مُردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال
جھگڑین مجاورون سے یہ باہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل
قربان شانِ رحمتِ پروردگار کے

کیا چشمِ سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگیِ ابلق سوار کے

بس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مزے مجھے آغوشِ یار کے

پہنائیں بیڑیون کے عوض مجکو بدھیان
کچھ ابکی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہی عندلیب
وہ بند ہین نقاب عروسِ بہار کے

پانی تری چھُری کا ہی یون ہی جو بارڈھ پر
دریا ہین گے دشت مین خونِ شکار کے

کہتے ہین گل یہ سبحۂ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہ گئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشقی کے نامۂ عصیان ہون سیاہ
پروانہ ہین مسودۂ زلفِ یار کے

کیونکر ملے سُراغ مرے جسمِ زار کا
پرزے ہین تار پیرہنِ تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل

صانع کا ناقہ ہو کہ دلا گاوِ سامری
پالے ہوئے ہین سب مرے پروردگار کے

جلوہ دکھاکے رنگ جوانی ہوا ہُوا
آتے ہی اُلٹے پانوُن پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سرِ قبر شکر ہے
نسو تو کچھ [illegible] مری شمعِ مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرر بار امیر نے
چھوٹین گے پھلجھڑی کی طرح پھول انار کے

ب جلو مین آپ کے آتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
اِک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
پر ترے در [illegible] تے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ہی نمازان زاہدون کی ضعفِ ایمان پر دلیل
سامنے اللہ کے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

جوانی مین بھی باقی ہی انھین اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا مریخ اُسکو غازۂ رُخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھا اے دل جا کے عبرت قصۂ شداد ہی
گھر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی احسان غیر کا ہم سے اُٹھا
سر بھی کٹوایا تو ہمنے یار کی شمشیر سے

اتنی آرایش بھی اُنکو ہی نزاکت سے گران
کم نہین پھولون کی بدھی آہنی زنجیر سے

ادا اے شکر قاتل بسملون پر فرض ہے
ہر دہان زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہوگیا تعزیر سے

توڑ مین تیر قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو ہارا ہے تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
دم اُلجھتا ہے تری اُلجھی ہوئی تقریر سے

جان نثارون کو گلے مل مل کے کرنا تھا ہلاک
رہ گئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو مین جو خط لکھتا ہون قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہے لفافے کو مرے شمشیر سے

بیڑیان دیوانۂ گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ اُلفت کا پھندا سخت ہے زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور یہ صیاد حسن
چاہتے ہین اور اُلٹی آفرین نخچیر سے

منزل حیرت کا طے کرنا بہت دشوار ہے
پار کب ہوتی ہے کشتی قلزم تصویر سے

آکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی
گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

لکھ چکے قاصد کو خط اُس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لب معشوق ہوکر جان لی نخچیر سے
سیکھے گھر دل مین کرنا کوئی اُسکے تیر سے

شعلۂ آواز سے غش آگیا مثل کلیم
لن ترانی کا مزہ اُٹھا تری تقریر سے

مچھلیان جلنے کی رہتی ہین مرے پیش نظر
کم نہین میرا تصور دام ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہے میرے لیے
اضطراب ناوک افگن بڑھ کے ہے نخچیر سے

آخری وقت تو آواز سُنا جاؤ مجھے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے

آرسی ہی تری قسمت کی زبردست ای تُرک
سامنا تجھ سے ہی پر چوٹ نہین کھاتی ہے

دوسرا نوک کا مجھسا ہے جوان کون امیر
سیکڑون نیزے ہین اور اک مری چھاتی ہے

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دلِ نخچیر سے
خوب روئین حسرتین دل کی لپٹ کر تیر سے

بیخود ایسا ہون کسی کی لذتِ تقریر سے
پہرون کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے

قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
لے گئین پریان اُڑا کر خانۂ زنجیر سے

تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
روح خوش ہو کر نکل آئی تنِ نخچیر سے

ہون وہ تر دامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
کثرتِ عصیان نے ایمن کر دیا تعزیر سے

مُصحفِ ناطق کہین کیونکر نہ تیرے خط کو ہم
لذتِ تقریر ملتی ہے تری تحریر سے

پاس بٹھلا کر مجھے اُس نے اُٹھایا غیر کو
لڑگئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے

دُھوم ہی قاتل تری آتی ہین پریان سیکھنے
چال تیری تیغ سے پرواز تیرے تیر سے

دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کے عشقِ زلف مین
پر قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

ذبح ہونے کا نہ اُٹھا خاک بھی ہمکو مزہ
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

ای صبا سُنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہی جال
موجِ بوئے گُل بھی مجکو بڑھ کے ہی زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین ای ناوک افگن خاک پر
چھینے لیتی ہی قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خطِ رُخسار یار
توڑ جوڑ اس خط کے سیکھون کاتبِ تقدیر سے

اس مُرقع مین عجب نیرنگیان ہین حُسن کی
جب نظر اُٹھی لڑین آنکھین نئی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آ گئے جنت مین امیر
حور بن کر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

ای گُل تر تیرے جذبِ حُسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہو کر ٹپکتا ہی مری تصویر سے

مجھسے صدمے نہ جدا ہو کے اٹھائے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلی نے کہا
سیر سے آگئے تو چمک کر مہ کامل آئے

ہون وہ واماندۂ غربت جو کرون قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے

مذہب عشق مین تمیز بد و نیک ہے کفر
توبہ کیجئے جو خیال حق و باطل آئے

سر اٹھانے کی نہین گنج لحد مین طاقت
تھک گئے بسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریق یم الفت ہون
خاک چھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمون نے جو پیچھے ہمین چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سر منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مرجائے
دیر اچھی نہین آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویون کو عبث دعوی یکتائی ہے
حال کھلجائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اسکو تمیز حق و باطل آئے

رو برو دل جو ہمارا سر محفل آئے
منھ سے آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے
منھ کے بھل شمع گرے غش ہمہ محفل آئے

کوچۂ یار مین جائینگے پھنسین ہم تو پھنسین
قید ہونے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہیدست لب گور تو پہونچے پر یون
جس طرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

زخمی عشق ہون ایسا جو ہلے دل میرا
صاف آواز پر طائر بسمل آئے

نجد مین جاکے مین مجنون کیطرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اس چاند سے چہرے پہ نہو خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہ خنجر فقط اتنے لیے مین
بن پڑے اسقدر جو غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ یہان اشک

آسنے جابن بر اپنے تو ت کیسی
پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

ہون وہ مجذوب دی لکھی جو میری سرنوشت
مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے

محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسمِ دہر کی
سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے

عذر بے بال و پری کبتلک نکلی ہو مرغ دل
مانگ لے پر عرش تک اُڑنے کو اُسکے تیر سے

عالم کثرت مین وحدت کی نشانی ہے ضرور
فائدہ اتنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے

زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیر تیغ
چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے

کل تلک تھا کثرتِ عصیان سے نادم ای کریم
آج شرمندہ ہون اپنی قلتِ تقصیر سے

منزلت اللہ سے بڑھجاتی ہی ہر چیز کی
کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے

عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل بردنے کیا
آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے

تیر سے رُکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے
یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے

جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہو وہ اُسکے خلاف
ایک خط لکھوا کے بھیجون کاتبِ تقدیر سے

کیا خبر تجکو کہ قسمت مین کہانکی خاک ہے
جیتے جی کیا فائدہ ہے قبر کی تعمیر سے

وہ کہے سُلطانِ دُنیا یہ کہے سُلطانِ دین
کیا مین نسبت دون ہما کو یار کی شمشیر سے

داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر
کیسے کیسے ہمنشین مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اچھے نہین کھائے ہین قاصد نے امیر
لیکے آیا ہے وہ اس پردے مین خط شمشیر سے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے
تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے

چین جبین پر نہ تہِ خنجرِ قاتل آئے
وضع مین فرق خبردار نہ ای دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جا کے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہوئی لذتِ دیدار نصیب
غش یہ غش مجکو تہِ خنجر قاتل آئے

صدمۂ دردِ جگر سے نہین آگاہ ہنوز
کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

اس چمن مین طائر پر اگر ہون مین تو کیا
دور ہے صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہے

ہو ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر مین
کس قدر انسان کے دانتون سے زبان نزدیک ہے

صحبت ظالم سے نقصان گوشہ گیرون کا نہین
خوف کیا گر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہے

رکھ قدم آہستہ تو چمن مین عندلیب
دور کچھ گلچین نہین ہو باغبان نزدیک ہے

بام جانان دور کیا ہو کہتی ہے پرواز شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے

ہو چلی ہے الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
المدد لے ضبط وقت امتحان نزدیک ہے

آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پائے فروغ
آبرو کیا ہے جو دریا سے کنوان نزدیک ہے

توبہ گل رویون کی الفت سے ہے پیری مین ضرور
اے بہار زندگی وقت خزان نزدیک ہے

پر فشانی حسرت پرواز مین اب کیا ضرور
داد صیاد اجل اے مرغ جان نزدیک ہے

عشق صادق کی ہے آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے

لی جو میخوار دلہن نے انگڑائی اتارا جام مہر
کیا ہی مینخانے سے طاق آسمان نزدیک ہے

برگ گل صیاد آتے ہین جو اڑ کر متصل
کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہے

دل ہے نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہین اشک بھی
آتی ہے بانگ جرس اب کاروان نزدیک ہے

صور محشر کو کھلا دے سر سہ اے گرد گناہ
چپ ہے وقت حساب عاصیان نزدیک ہے

ہر طرف ہین غول خضر راہ پوشیدہ امیر
اب ظہور مہدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدہ وصل اور وہ کچھ بات ہے
ہو نہو اسمین بھی کوئی گھات ہے

خلق ناحق درپئے اثبات ہے
ہے دہن اسکا کہان اک بات ہے

بوسۂ چاہ زنخدان غیر لین
ڈوبنے کی یہ ایدل بات ہے

گھر سے نکلے ہو نہتے وقت قتل
یہ بھی پھر قتل عاشق گھات ہے

مین نے اتنا ہی کہا بنواؤ خط
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے

جانِ وہ جان ہی جو راہ مین تیری جائے
دل وہ دل ہی جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کم سن ہے
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزمِ عشق وہ قلزم ہو جہان مثلِ حباب
ٹوٹ جائے جو سفینہ لبِ ساحل آئے

یادِ گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا
قید خانے مین گرفتارِ سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیر
شمع نے بڑھ کے کہا رونقِ محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق ان سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو ور باطن طاعتِ خاصِ خدا سمجھے
سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابعِ مطلبِ دل ہو گیا حاصل
گلو سے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریشِ سیہ مین جب کوئی موے سفید آیا
بہت روئے اسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درائے کاروانِ زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہدِ جوانی مین ادا سے بندگی ہمنے
ہوئے فاقے جو پیری مین انھین صومِ قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک بات اکدن کا وقفہ تھا
خمار و نشہ مین دونون کو کھو یا ملائے کیا سمجھے

ہوئے کشتہ نظر آیا جو خالِ ابروے قاتل
ہم اس خنجر کے جوہر کو سرِ قافِ قضا سمجھے

ہر اک لختِ دلِ پرخون شہیدِ تیغِ الفت تھا
گرا دامن پہ جب دامن کو اپنے کربلا سمجھے

مخمس ہے بنا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین
سوا شاعر کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہلِ حرم سمجھے حرم تصویرِ ابرو کو
کھنچا خاکا جو اس گیسو کا ہندو کالکا سمجھے

تارکِ ہستی سے اسکا آستان نزدیک ہی
بے نشانون سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہی

لکھ کے خط کوچۂ قاتل مین تجھے کیا بھیجو — اے کبوتر نہین منظور تباہی تیری

ل تڑپتا ہی تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر — ابتو دیکھی نہین جاتی ہی تباہی تیری

چاہنا جو مجھے تو حشر مین کہتا اے دل — داور حشر تماشے گا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست — تجکو اے شاہ مبارک ہے شاہی تیری

کیا بلا سے تو ڈراتی ہی مجھے اے شب گور — بڑھکر ہے سیاہی تیری

ئی پلا خوب ہے جب سے رمضان تک ساقی — دونی کر دونگا مین تنخواہ سہ ماہی تیری

پینے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب ای ترک — کیسی ترچھی ہے تلوار تراہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت — مصلحت ہے جو مشیت ہے الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تہ ابر سیاہ — بل بے ای نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہے اوامر سے امیر
حرص سے طبع ہے مشتاق نواہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری — عام ہے ہر صفت نامتناہی تیری

آنکھ مین آئے تو پتلی ہو تو ای زلف سیاہ — دل مین ٹھہرے تو سویدا ہے سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھوٹی نکل ای قاتل خلق — راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر ای شب غم عیب یہ ہی — کہ روانی نہین رکھتی ہی سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین ای ابروے پر خم تجھ مین — قدر کس طرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سے سوئے دشت بڑھاتا ہون قدم — ہو گی اے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کرا اے تیغ دو دم — دو گواہون کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین — معرفت کیون نہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہے تو اے طفل نصاب — مدح کرتا ہے ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت مین جہان ہم جو کرین قلزم اشک — ابھی ہر کوہ ہو چوٹی پہ ماہی تیری

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے
بیٹھے ہین سونے کو ساری رات ہی

کیا کرون وصفِ بتانِ خودپسند
لیتے بڑھکر بس خدا کی ذات ہی

باتون باتون مین جو مین کچھ کہ گیا
ہنس کے فرمانے لگے کیا بات ہی

حرفِ مطلب صاف کہ سکتا نہین
ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہی

مجھ سے ہو اظہار اُلفت واہ وا
آپ کے فرمانے کی یہ بات ہی

رو رہے ہین ہم ملا دے لب سے لب
میکشی ہو ساقیا برسات ہی

نیچ ہی تیری چال سے رفتار چرخ
مہر رُخ سے بازی مہ مات ہی

کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر
رات سے دن دن سے بدتر رات ہی

چھیڑتا ہے دل کو کیا ای دردِ ہجر
خود گرفتارِ ہزار آفات ہی

ای غنی دے سیم و زر وقتِ بلا
مالِ دنیا جان کی خیرات ہی

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا
یہ دوشنبے کی یہ بدھ کی رات ہی

صاف کہدے تو یہان آیا نکر
یار یہ سو بات کی اک بات ہی

لختِ دل ہین میرے کھانے کو امیر
بس انہین ٹکڑون پہ اب اوقات ہی

کشورِ دل مین ہو پریون کے بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیمجان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صدوسی سال الٰہی تیری

توبہ ای ابرِ سیہ بوتلین بھی مے کی سیاہ
مل گئی شب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت ای شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسندِ شاہی تیری

ناز نیرنگ پہ لے ابلقِ ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پر آیا جو مرا قلزمِ اشک
زلف اے ماہ بنے گی پرِ ماہی تیری

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین / کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو / کیا سبز سبز شیشے ہین تھالون کے سامنے

وصلت کی رات اور مؤذن گجر فروش / ہوتے ہین کیسے کیسے ملاون کے سامنے

اے زر پرست فقر کا تجھکو مزہ تو ہو / کوڑی کی چینیان ہین سفالون کے سامنے

کیا منہ جو علم عشق مین بحثے کوئی حکیم / ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

اُن ابروؤن کی یاد مین دلپر نہین ہے داغ / روشن ہے آفتاب ہلالون کے سامنے

گرتے ہین بحر جنکو خدا نے دیا ہے ظرف / شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے

رکھتے ہین جو ہنر انھین آفت سے کیا خطر / ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے

تیرون کے پر کٹے ترے غمزون کے روبرو / تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے

یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان / خورشید ہے تو اترے گالون کے سامنے

سودائی ہین جو لائے ہین چین و ختن سے مشک / پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

چار ابروؤن کے عشق مین پوچھو نہ حال دل / تنہا کتان ہے چار ہلالون کے سامنے

گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ / کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامتِ محبوب کی امیر / مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چمکے کیا ترے گالون کے سامنے / سیلی خطِ شعاع ہے بالون کے سامنے

دعویٰ زبان کا لکھنؤ والون کے سامنے / اظہار بوئے مشک غزالون کے سامنے

اے دل فغان و کرکہ صدائے جرس ہو بند / شرمندہ ہون نہ قافلے والون کے سامنے

عاشق نے لاکھ جمع کیا دفترِ حواس / شیرازہ کھل گیا ترے بالون کے سامنے

چشمِ سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی / آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

ترے نظارے سے بڑھتی ہی بصارت زلف ... سرمہ بنجاتی ہی آنکھون مین سیاہی تیری
مشق فریاد دلا حشر مین کام آئیگی ... کہ رُکے گی نہ زبان وقت گواہی تیری
دھیان دن کو نہین تیرا فقط اے زلف سیاہ ... شب کو بھی آکے دباتی ہی سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے مین امیر
سارے عالم کی تباہی ہے تباہی تیری

گذر کو ہے بہت اوقات تھوڑی ... کہ ہے یہ طول قصہ رات تھوڑی
جو مے زاہد نے مانگی منت ہوے ... بہت یا قبلہ حاجات تھوڑی
کہان غنچہ کہان اُسکا دہن تنگ ... بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی
اُٹھے کیا زانو سے غم سے سر اپنا ... بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی
خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو ... بہت امسال ہی برسات تھوڑی
پلا دے لیکے نقد ہوش ساقی ... تہیدستون کی ہے اوقات تھوڑی
یہی ہے آسمان پر گنج انجم ... ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی
ترا اے دختِ رز واصف ہے واعظ ... لیے حرمت ہی اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھین تو کھولو
نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالون کے سامنے ... سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالون کے سامنے
پردہ اُنھین سے ہے جنھین تاب نظر نہین ... آتے ہین خود وہ دیکھنے والون کے سامنے
بیجا زمین کو فخر نہین آسمان پر ... ذرہ ہے مہر مہر جبالون کے سامنے
کیا کیا بناؤ کرتے ہین خار رہ جنون ... رکھ رکھ کے آئینے مرے چھالون کے سامنے
نیرنگ صنع دیکھ تماشائے باغ کر ... کیا سرخ گل ہین سبز نہالون کے سامنے
بندھتے جو شوخ دشت مین مضمون چشم یار ... پڑھتا غزل مین اپنی غزالون کے سامنے

اُس کو اندیشہ ہی برق وسیل سے
اپنے خرمن کا نگہبان اور ہے

درد وہ دل مین وہ سینہ پر ہو داغ
جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے

کعبہ رو محراب ابروائے امیر
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے

نہین اُمید جو اُس بیوفا کے آنے کی
مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی

ستم سے تنگ ہون احسان تجھپہ کر واعظ
خبر سُنا اُنسے روز جزا کے آنے کی

عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو
نکال لو نکا کوئی راہ جا کے آنے کی

چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو
یہ کون چال ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

سگ اُس گلی کا کہین کھالے استخوان مرے
اُڑا دے قید الٰہی ہما کے آنے کی

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

جگایا مین نے جو سوتے مین تنگ ہو کے کہا
ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی

مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا
سبیل کون ہے بانگ درا کے آنے کی

نفس ہے نزع مین سکتے ہین سب پڑھو کلمہ
لگی ہے رٹ مجھے اُس بیوفا کے آنے کی

نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے
یہ کون شکل ہے صورت چھپا کے آنے کی

جو تن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی
کشادہ ہو گئین راہین قضا کے آنے کی

غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ لے صیاد
ہے چمن سے توقع صبا کے آنے کی

امیر جائین گے ہم بے نظیر آج ضرور
خبر ہے میلے مین اُس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا دُرد مے صاف نہین بیٹھ گئی
شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگین بیٹھ گئی

موت بھی میری طرح ہو کے حزین بیٹھ گئی
باڑھ تو خنجر قاتل کی نہین بیٹھ گئی

بعد مُردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی
خاک اُٹھی بھی تو چکر اے وہین بیٹھ گئی

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم
تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ ای کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا
جھپکے نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

یاد آئی جب سیاہی چشم سیاہِ یار
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حالِ کلیم طور سنا ہو گا آپ نے
کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہو کہ عرش برین بھی ہی
نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے

پانی کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت
آتے ہین دوڑ کر مرے چھالون کے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کی بھی پُرخم ہین گردنین
ان کج کلاہ گیسوؤن والون کے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم
چلتی نہین ہی کچھ تری چالون کے سامنے

لیلی کو پاس خفتِ مجنون بھی کچھ نہین
آنکھین دکھا رہی ہو غزالون کے سامنے

موسی سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز
اچھا نہین ہے برق جمالون کے سامنے

جادون کو نہر نہر کو بحر روان کرین
کتنی یہ بات ہی مرے چھالون کے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر
ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالون کے سامنے

اے دل بھرے تو بیٹھے ہی تھے سب ابل پڑے
کانٹون نے لی جو نوک کی چھالون کے سامنے

دنیا امیر کیا ہو جو ماتمکدہ نہین
ہر دم یہان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہے
سجدہ گاہِ اہلِ عرفان اور ہے

ہو کے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے
عاشقون کی عید قربان اور ہے

روز و شب یان ایک سی ہی روشنی
دل کے داغون کا چراغان اور ہے

خار دکھلاتی ہے پھولون کی بہار
بلبلو اپنا گلستان اور ہے

قید مین آرام آزادی وبال
ہم گرفتارون کا زندان اور ہے

بحر الفت مین نہین کشتی کا کام
نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہے

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اُس نے
چوٹ دل پر صفتِ نقشِ نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلیٰ کی سنگائی جو خبر مجنون نے
ڈالک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی

مار کھا کر نہ درِ یار سے سر کا عاشق
کوئی ہڈی بھی جو سر کی تو وہین بیٹھ گئی

کوہکن کو مزۂ الفتِ شیرین اُٹھا
ضربِ تیشے کی جو بالاے جبین بیٹھ گئی

پھر آدم جو فرشتون نے اُٹھائی مٹی
ایسی چلائی کہ آوازِ زمین بیٹھ گئی

طبع کہان دل نہ لگا اسمین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شبِ فرقت نکلی
دل نے خوش ہو کے کہا ایک یہ حسرت نکلی

... اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا ملکر دیکھا
وہی چہرہ ہوا اور وہی رنگت نکلی

ڈال کر منھ پہ نقاب اُسنے کیا مجھکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

پھرِ نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال
تن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دخترِ رز تو بڑی صاحبِ عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب مرے چاہِ ذقن مین تیرے
اس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برقِ تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش
خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی تجھے حرص امیر
پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شبِ وصل کیا مختصر ہو گئی
کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی

شبِ وصل ادھر سے اُدھر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی

نہین ملتی یہ بھی تو دو دو پہر
مری نبض اُس کی نظر ہو گئی

دیا موت نے پیاس مین جامِ آب
کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی

قصد جنت جو مری روح نے دُنیا سے کیا
ڈاک حورون کی دمِ بازپسین بیٹھ گئی

ِن دنون دخترِ رز کا نہین ملتا ہے پتا
کہین قاضی کے تو گھر جا کے نہین بیٹھ گئی

قف گردون کی بھلا دیدۂ تر کچھ ہے بساط
چار موجین بھی تری اُٹھ نہ سکین بیٹھ گئین

دُور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل اُمید
پاس آ کر مرے پہلو کے قرین بیٹھ گئی

یمی پر جو تری زلفِ مسلسل آئی
دھاک تاتار سے تا کشورِ چین بیٹھ گئی

کشتیِ عمر کا انجام ہمین یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہین بیٹھ گئی

لمعۂ حسن نے بخشا اُسے افشان کا فروغ
گرد بھی اُڑ کے جو بالائے جبین بیٹھ گئی

ہے شوق اشارہ نہ مجھے قاتل نے کیا
دو تر موت تہِ خنجر کہین بیٹھ گئی

شعر پُر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روحِ حزین بیٹھ گئی

سخت جانی کے دکھائے گئے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجرِ کین بیٹھ گئی

آنسوؤن سے نہ فقط گردِ زمین بیٹھ گئی
کشتیِ چرخ بھی چکرا کے وہین بیٹھ گئی

لنگر اُس سے بھی گناہون کا مرے اُٹھ نہ سکا
ٹیک کر زانوؤن کو گاؤِ زمین بیٹھ گئی

تھا وہ گریان کہ ہوئی قبر کنوان مرگ کے بعد
نم ہو ہو کے یہ اشکون سے زمین بیٹھ گئی

ہم کھڑے رہ گئے جب دم وہ نکل کر بیٹھے
صفِ قیسون کی یسار اور یمین بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابرِ طبیعت برسا
گرد ہنگامۂ پیشین و پسین بیٹھ گئی

رشکِ رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اے زہرہ جبین بیٹھ گئی

نارسا خاک کو بھی ضعف نے میرے رکھا
یان سے اُٹھی تو سرِ عرش برین بیٹھ گئی

کیون نہ چشمون مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانندِ نگین بیٹھ گئی

عا آنکھ سے اُس شوخ کی ہمچشمی کا
پھوٹ تری آنکھ نہ اے آہوئے چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو اُبھرنے نہ دیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

پلکین دمِ جوشش خونفشانی — دھارین نظر آتی ہین لہو کی
اُس رُخ کو مین آئنہ کہون کیا — ہے یہ تو مثال رو برو کی
وہ مست ازل ہون ساقیا مین — مٹی ہے خمیر مین سبو کی
دل ہی نہ رہا اُمید کیسی — جڑ کٹ گئی نخلِ آرزو کی
اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش — سینے نہ سنبھل سکے گفتگو کی
لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست — دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی اَرِنی کہان کے موسیٰ — خود دید کی اپنی آرزو کی
تھا پردہ ظاہری جو منظور — آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست و شو کی

بیعتِ پیرِ مغان طُرفہ مزا دیتی ہے — سلسلہ ساقیِ کوثر سے ملا دیتی ہے
یہ دمِ رقص وہ پازیب صدا دیتی ہے — بختِ خفتہ مری جھنکار جگا دیتی ہے
حیرتِ عشق رُخِ اوج دکھا دیتی ہے — چھت سے آنکھین ترے مریضو نکی لگا دیتی ہے
چشمِ نمناک بھی ہے واقفِ اعجاز مسیح — ابر مُردہ اگر آتا ہے جلا دیتی ہے
بڑھے جب بوستی ہو موسمِ گُل مین بُلبُل — جل کے پھولو نمین صبا آگ لگا دیتی ہے
کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہو جائے — یاد عارض اُسے قرآن کی ہوا دیتی ہے
غم یہ ہے ہجر مین مرنے کی ہوس ہو دل کو — مرگ اُلٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہے
کنجِ عزلت مین مجھے سوجھتی ہو موت ہی موت — بیکسی گورِ غریبان کا پتا دیتی ہے
ملنے لگنے پہ نہین لاتی ہے صبا نکہتِ گُل — سُنکے اِس کان سے اُس کان اُڑا دیتی ہے
پوچھتے ہین جو شبِ ہجر مین ہم شمع سے حال — مُنھ سے کہتی نہین کچھ اشک بہا دیتی ہے

بہت آمد آمد تھی اُس گل کی گرم
پڑا اینٹھ تو ٹھنڈی خبر ہو گئی

کسی کروٹ آیا شبِ غم نہ چین
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ مین
رگِ جان مجھے نیشتر ہو گئی

الٰہی شبِ غم مین اتنا تو ہو
کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی

چبھی دل مین اُس گل کی باریک بات
رگِ گل سے مجھے نیشتر ہو گئی

کرے کون اب اُڑکے سیرِ چمن
کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی

مین حیران ہون وہ زلف و رُخ دیکھکر
سرِ شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمین سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہین عمر ساری بسر ہو گئی

لذت جو ملی مرے لہو کی
خنجر نے بلائین لین گلو کی

آنکھین دمِ قہر جنگجو کی
تیغین ہین بھری ہوئی لہو کی

کی دلشکنی نہ تند خو کی
سختی پہ بھی نرم گفتگو کی

موسیٰ سے کہو کہ چپ رہین اب
باری ہے ہماری گفتگو کی

رو دے مری قبر پر وہ آکر
ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منھ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی

کی جس پہ نگاہ تجھکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چوکی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائے گا جنون نہ سر سے بے ذبح
ہو فصد مری رگِ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی
سوندھی سوندھی مجھے سُبو کی

تن ہے غمِ زلف مین یہ لاغر
ہر عضوِ بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اُسی کا جلوہ
کیون نعش ہماری قبلہ رو کی

آرزو یہ ہے کہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسیٰ سے لینگے روزِ حشر
کشتے چشمِ سرمگین یار کے

عشقِ ابرو مین کہان صبر و قرار
چلدیے سب کھنچتے ہی تلوار کے

میکدے مین آئے تو پھنس جائے شیخ
پیچ الجھین پانون مین دستار کے

مرکے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیبِ تن کپڑے کیے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی امیر
سب ہین دھبّے دامنِ پندار کے

آئی بالین پر جو مجھ بیمار کے
خوب روئی موت ڈاڑھین مار کے

موے مژگان گردِ چشمِ یار کے
ہین مگس ران مردمِ بیمار کے

دیکھکر زخمون کو جسمِ زار کے
روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے

تیرے منھ سے ہان نہین دونون ہین خوب
صدقے ہین انکار اُس اقرار کے

باغبان مجھپر ہوا تب مہربان
پھول جب کانٹے ہوئے گلزار کے

ضبطِ گریہ کیا کرون اے ہم صفیر
پھول کھلا جائین گے گلزار کے

ہین وہ لاغر باغ مین پھیلا کے پانون
سوتے ہین سائے مین نوکِ خار کے

عشقِ ابرو مین سر اُترا دوش سے
چڑھ گئے ہم دم پر اُس تلوار کے

کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے مین برہمن دیر مین
سب ہین مجرائی ترے دربار کے

داغہائے عشق کھلاتے نہین
پھول ہین کس بےخزان گلزار کے

نالۂ عاشق پہ ترچھی کی نگاہ
وار برچھی پہ لیے تلوار کے

حادثون سے بےخطر ہین خاکسار
کب دبا سایہ تلے دیوار کے

شمع بالین سے یہ کہدے اے صبا
سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے

کم نہین قند مکرر سے تمھاری تکرار
کیا کہون کیا مرے کانون کو مزا دیتی ہے

صدمۂ ہجر سے کیونکر نہو نالان مرا دل
ٹھیس لگتی ہے تو چینی بھی صدا دیتی ہے

جان پر صدمہ شبِ ہجر ہے سونا کیسا
آنکھ لگتے ہی تڑپ دل کی جگا دیتی ہے

پاکے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی
جان دھوکا ہے مہلت جو قضا دیتی ہے

لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر مین نہین
دستک آ آکے عبث در پہ قضا دیتی ہے

ہے بجا کہتے اگر دولتِ دنیا کو پری
ہوشیارون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے

سامنے جاکے جو کرتا ہون کسی وقت سلام
پھیر لو منھ انھین پر چلک یہ حیا دیتی ہے

پھرتی ہین گردن عشاق پہ دھری تیغین
ساتھ کیا آنکی اداؤن کا قضا دیتی ہے

ہم برہنہ فقط اس دور مین ہین ورنہ بہار
ٹوپیان غنچون کو پھولون کو قبا دیتی ہے

کیجئے غور تو دولت بھی پیمبر ہے امیر
کہ کریمون کو خدا سے یہ ملا دیتی ہے

رچ سے بدعہد وقت انکار کے
دونون اب ہین دو گواہ اقرار کے

سے ہین حسن ملیح یار کے
ہین نمک پروردہ اس سرکار کے

مر گئے عشاق چشم یار کے
صدقے اترے مردمِ بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے غیر سے
بجلو گھرے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجنون نے
گر کے نیچے یار کی دیوار کے

باہر اس یوسف نے جب رکھا قدم
بھر گئے دونون سرے بازار کے

مکنہ باری مین مقر ہو عجز کا
جیت لے بازی کو ہمت ہار کے

نعمتِ کونین سے دل سیر ہے
ایک بھوکے ہین ترے دیدار کے

تربورا اس گل نے اتارا میرے بعد
پھول تربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گرے ہین بارہا
اشک چشمِ روزنِ دیوار کے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائیں لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھوں سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے مٹے پہ بڑا خط نہ سخت جانی سے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تجھے

گلوں نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار کھو بیٹھے

ارادہ کون تھی جسپر ہوے فقیر امیر
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کرسکتا نہیں اُن سے بیان کوئی
دہن میں میرے قاصد کے مرے رکھدے زبان کوئی

کرے کیا باغباں سے رازِ دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھول سکتا ہے زبان کوئی

نہیں کرتا سوا کذب اب سچا بیان کوئی
مگر خم نیل کا بگڑا ہے زیر آسمان کوئی

خطِ عارض کو اُسکے دیکھکر یہ دھیان آتا ہے
دیارِ حسن میں اُترا ہوا ہے کاروان کوئی

ہزاروں خار لاکھوں پھول اس گلشن میں ہیں لیکن
نہ تم سا نازنیں کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دیا ہے خط مگر اب شک سے پچتا کے کہتا ہوں
کہیں بتلا نہ دے قاصد کو اُس بت کا نشان کوئی

سوا کعبہ بتخانوں میں کیا اپنے قدم جاتے
ملا سجدے کے قابل در کسدن آستان کوئی

نظر میں میرے پھر جاتی ہے صحبت ناوک دل کی
نظر آتا ہے جب گھر میں کسی کے میہمان کوئی

پیرین سچا ہے نو جوان مقصود کو پہونچیں
نشانے تک نہیں جاتا ہے ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار میں گھبرا کے کہتے ہیں
ادھر آنکھیں اُدھر آنکھیں نقاب اُسے لئے کہاں کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اُسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اٹھانا کوہ کا آسان اُٹھانا بات کا مشکل
قوی بھسا ہے عالم میں نہ بھسا ناتوان کوئی

عیق ایسا سگِ جانان ہے آتا ہے خبر لینے
سرک جاتا ہے جب تن کا چھلکے سے اُستخوان کوئی

کی ٹہنیاں میں جتنی شاخیں ہیں درختوں کی
کہاں باندھے الٰہی اس چمن میں آشیان کوئی

نجات اندیشۂ امروز فردا سے نہین ممکن / اگر کل فکر ہمکو آج کی تھی آج ہے کل کی

فراق یار مین جاؤن اگر سیر گلستان کو / جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کونپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے / کہی یہ سوچ کر تعبیر ہمنے خواب مخمل کی

چھپے گی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے / پتا پوچھین گے جب وہ بوٹیان بولینگی جنگل کی

جو سونگھے اُس گل خوبی کی خوشبو درد سر ہو جائے / گل طینت مین مٹی ہو اگر مین عطر صندل کی

جہان کی دھوپ سے نہین غم ہم فقیرون کو / دو شالون سے کہین بڑھکر ہے گرمی اپنے کمل کی

صفائے سینۂ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو / کہ جیسے سانپ کو بومست کر دیتی ہے صندل کی

جدا سمجھے جو مجکو اور تمکو غیر کیا پروا / ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھکر ہو جائین گے کانٹے / چمن کی یہ روش ہے آجکل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اُسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے / قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے / عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل / کہ آسرا ترے اُمید وار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل / گرہ مین تھے جو در شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دے کے دل تو یہ پایا / کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ / تمھارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سر خدنگ نگہ آ چکا تھا طائر دل / تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزل عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے / کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بد عہد / ہم آنکھین مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اُٹھا / تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا / کہ دل سے صبر ہم اے جان زار کھو بیٹھے

کیا جانے کس پہ ہے نگہ دیر دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گرمیاں ہیں آتش رنگ حنائی واہ
ہاتھوں میں اُس پری کے سمند کا سیر ہے

آتے ہیں ہو کے دل کی زیارت کو رنج و غم
سینہ مرا نہیں کسی مرشد کا ڈھیر ہے

غیروں کو پھاڑ کھانے سگ یار تو کہوں
اے شیر داہ تو ہی تو شیروں کا شیر ہے

آئے جو نزع میں تو یہ کہکر وہ اُٹھ گئے
ہم جاتے ہیں یہاں ابھی خدمت میں دیر ہے

بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوئے حرم
ہونے دو دو قدم کا جو رستے میں پھیر ہے

کر اک نگاہ سینۂ پُر داغ کی طرف
پھولوں کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوانِ مرگ کو بازو ملا قوی
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

اُلفت ہی کی تو آگ میں جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہیں زمیں پہ قدم صاحبان کبر
بالا بروت بام فلک کی منڈیر ہے

جینے سے کیوں نہ سیر مرا دل ہوا ہو آسیر
ہم ہیں جہاں اُدھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھانے لگے کیا ہم اپنے خود سر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

ادھر کم نزع میں مہلت اُدھر بیتابی وقت
نہ رو دو چپ رہو کیونکر پیارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنیوالوں کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتے ہیں مجکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہے بنا لیں جسکو خود بندے
سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کوچے کے سب گمکردہ راہوں کو
کہیں ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دُنیا مجکو سمجھاتی وہ دُنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ قبلہ نشانی کا
اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھتے گر شمع روشن میری تربت کا
اُسی دم جا کے گل کرتے وہ یہ صرصر کو سمجھاتے

وہ شاہ حسن ہے تو عہد اکبر میں اگر ہوتا
نگیں کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

گلشن مین جو ابر ہے دھوان دھار
میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے

اُس تیغ کے منھ چڑھے نہ بجلی
کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

کیا شوخ ہے اُسکی یادِ مژگان
دل مین نشتر چبھو رہی ہے

ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب
تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے نہ امیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ اُلفت کی نظر کہتی ہے
کہ مرے دلکی ترے دل سے خبر کہتی ہے

آج آتا ہے وہ گُل بادِ سحر کہتی ہے
سچ ہو یارب جو یہ اڑتی سی خبر کہتی ہے

بُلبُل و گل مین ہو غماض نسیم سحری
کچھ اِدھر کہتی ہو کچھ جاکے اُدھر کہتی ہے

جوہری کیا ترے دانتون سے رلاتے ہین لبِ
پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے

غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن
رگِ گُل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے

یاد پچھلون کی دلاتے ہین مجھے موے سپید
گردِ رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہے

ماہ نو مین ہون یہ اُس تیغ کا ہو دشمن قول
بدر مین ہون یہ پسِ پشت سپر کہتی ہے

وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین
عفو تن وجد مین ہین جنبشِ سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ پہن رخت سیاہ
چاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے

بحر عالم مین سفینہ کوئی سنبھلنے کا نہین
ہمہ تن ہوکے زبان موج خطر کہتی ہے

متحمل ہے اگر غم کا تو دل ہے سپرا
تیغ رُکتی ہے مجھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہو محفل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
اُڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی

شرکت نہ کی طلال مین کس دادخواہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہمنے آہ کی

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
نہ لیجانا ہمین نخوت بڑھانیکو حسینونمین
تڑپکر رہ سے اُس محفل مین دونون نے کیا رسوا

کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے
زبان ہوتی تو آئینے پہ روشنگر کو سمجھاتے
دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اب کی ہے سودا جوش پر ہمکو اگر ملتا
بٹھاتا بیڑیان بھاری پہ آہن گر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے
ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادیٔ وحشت مین جب رکھا قدم
آکے میرے پانون پر چھالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور بھاگ زندان سے کیا دشت جنون
چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون مین متوالے پڑے

ہجر مین جب منھ لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تجکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کیتنے منھ پر سے کئی چھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہے
ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے

دیدار کہان کہ دو ہے حشر
قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے

کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم
جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے

اللہ رے حسن دختر رز
زاہد کے حواس کھو رہی ہے

کیا کشتی و ناخدا کا شکوہ
تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے

مقراض کتر کترکے دو خط
کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے

نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا
سونے دے غریب سو رہی ہے

نور وشمس وقمر مین بٹ گیا | بچ رہا تھا کچھ جو روے یار سے

دور مے آخر ہوا آئی خزان | میکشو اُٹھو چلین گلزار سے

تھے وہ موسیٰ غش پہ غش آیا جنھین | یان تو آنکھین کھل گئین دیدار سے

گر میان کرنے گئی تھی رات کو | رو کے اُٹھی شمع بزم یار سے

بلبلون کو دیکھکر شیداے گل | وہ بہت اُلجھے گلے کے ہار سے

پھول سب ہنستے ہین شبنم کس لیے | تو چلی روتی ہوئی گلزار سے

لیچلی جھونکے ہوا کے بوے مشک | مشک تاجر جس طرح تاتار سے

رنج وغم درد والم ہین غمگسار | جی بہلتا ہے انھین دوچار سے

کیون برستی ہو اُداسی اے صبا | کون گل رخصت ہوا گلزار سے

چشم ودل دونون غضب مین پڑگئے | ذوق وصل وحسرت دیدار سے

بے طرح نرگس کی ہے ہم پر نگاہ | آپ اب باہر چلین گلزار سے

ق

ابروے مژگان پہ ہوتا ہون نثار | ہے وصیت میرے ہر غمخوار سے

غسل دینا آب خنجر سے مجھے | قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت مین پھرتا ہے امیر
کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے | کاٹیے جو رنگ اس تلوار سے

مر گئے چھوٹا کوہکن آزار سے | پائی چھٹی روز کی بیگار سے

کر چکے قتل اب کہین رسوا نہو | جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے

اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہے دل | عشق ہے اس آبلے کو خار سے

دیکھنا میرے سیہ خانے کا در | دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے

ہے مثل لیا اس احد از آستین | موت اچھی عشق کے آزار سے

اب دشمنی ہے اسکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی

عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاؤنی ہے فوج غم و درد و آہ کی

عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی

کہنا مینگے چڑھین گے جو اُس تند خو کے منھ
کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی

اُس گل کو کیون نہ پوچھے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین فرد اک بچھی ہے مردم گیاہ کی

بھاری بہت ہی لاؤنگا وزن جزا مین رند
رکھوائے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی

دامن سے کیون چھپاتے ہین بالونکو راہ مین
آفت نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی

دل سے بتا ملے گا زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھئے کنوان کے چاہ کی

ہے رونے سے کام خبر رہ رو ان کو کیا
تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی

مین رند خواب مرگ سے اُٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر اُٹھادے گناہ کی

کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئنے مین تم
سونا طلا و مہر کا چاندی مین ماہ کی

خرمن ہزار صبر کے اکدم مین جل گئے
بجلی چمک گئی جدھر اُس نے نگاہ کی

ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم
آواز آئے اشہد ان لا الٰہ کی

پائے قلم نے کھلے ترے گیسوؤن کے وصف
خلخال پہنی حلقۂ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ مرے مجکو یاد ہین
کیون فرد کاتبان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین دیکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھ سے دل نہ ملے اغیار سے
یاد در گذرا مین ایسے پیار سے

ہے حسینون کو خلش مجھ زار سے
پھول کچھ کھٹکے ہوئے ہین خار سے

ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم
عمر بھر رکھو ن گلا تلوار سے

لیچلی غربت جو صحرا کی طرف
مل گئے ہم روتے در و دیوار سے

پوچھ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر — چاہیئے روشنیِ شمعِ یقین تھوڑی سی
خلق اغیار سے بیجا ہے نہین گر عادت — اپنے دامن ہی سے لے بیجیے چین تھوڑی سی
عشق گیسو مین مرے دل کا ہی سودا کچھ اور — بڑھ گئی بات بھلی ہی طفلِ حسین تھوڑی سی
ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اے جانِ جہان — اُسی انداز سے کہہ دے کہ نہین تھوڑی سی
پوچھ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان — پھر جو تسکین ہے دلکو تو وہین تھوڑی سی

شورِ محشر کا سُنا ذکر جو واعظ سے آمیر
ملگئی لذتِ خالِ نمکین تھوڑی سی

ئی راحت جو تہِ خنجرِ کین تھوڑی سی — گئی نیند دمِ باز پسین تھوڑی سی
گیا تو مین دلدار جھجک کر کوسون — اگر دیکھ پائی جو مری تا سرزمین تھوڑی سی
بد دماغی ہے اور وہ یہان تاب کہان — آنکھ نیچین ہین مجھے چین پہ جبین تھوڑی سی
ہوا سجدۂ بُت مین سرِ سمت — بھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی
تیرے اشکون سے یہ تر ہے نکل آئے پانی — کھودے روزن کو اگر مور زمین تھوڑی سی
دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے — واکفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی
سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم — گر نہوتی ہوس تاج و نگین تھوڑی سی
تیری آنکھون کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی — لیگئے اُسمین سے آہوے چین تھوڑی سی
ہدیۂ دوست سمجھکر مین ہوا شکرگزار — روکھی سوکھی جو ملی نان جوین تھوڑی سی
شوق سجدے کا ہے اس مہرلقا کے در پر — دمبدم سلے کی بڑھتی ہی جبین تھوڑی سی
ناک آئے ہین بہت بیٹھ رہین وان جاکر — اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی
عذرِ تقصیر ہے تقصیر ہی اچھی تھی مجھے — بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی
اک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ — رکھ گیا نوک کی صورت گرِ چین
مانی کا نشان بھی ہے بجا اے نقاش — اُسکے نقشے مین بنا چین جبین تھوڑی سی

بے سبب چھاگل نہین کرتی ہے شور
یہ بھی نالان ہے تری رفتار سے

طور پر موسیٰ سے نہ دو ہوشیار
برق چمکی جلوہ گاہِ یار سے

چشم جانان کو ہے دُنبالہ گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلۂ جوالہ ہے خلخال پا
اُس پری کی گرمیِ رفتار سے

غیر حالت سُنکے میری اُف ری ضد
آنکھ اُس نے پھیر لی اغیار سے

ہو جو ناواقف ہم آغوشی کا ڈھنگ
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان
ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوقِ شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے
اُٹھ چلے ہم آستانِ یار سے

مین اُسے پیرِ مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا درِ خمار سے

صلح کُل مین ہو ابھی شرکت کہین تھوڑی سی
اور اے پیرِ خرابات نشین تھوڑی سی

مددلے شوقِ سجود الِمدد لے شوقِ سجود
سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہے جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کبابِ دلِ بریان مین مزہ
چاہیے اُلفتِ خالِ نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہین تارے
خالی افشان سے نہ رہجائے جبین تھوڑی سی

جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہون مین
دے جگہ دل مین جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقدِ جان دل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہون
لذتِ درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خالِ ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملکِ ہندو مین ہے کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانۂ خال ہی دکھلانہ سہی جنسِ جمال
یا نگی چاہیے اے پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہشِ لذت اے چرخ
وقتِ افطار ملے نان جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر نکر آنے مین
رہگئی ہے نگہِ بازپسین تھوڑی سی

جلا رہے ہین شب غم مین اور بھی جگنو
لہو نچوڑ کے بھر دون وہ رند میکش ہون

کہان سے اُڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے
نظر جو شیشۂ خالی دم خمار آئے

جنون کی مسکراہٹ نے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہے عیادت کرنے
جان دو بھر غم فرقت مین ہے ہمکو لیکن

غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے
کون چلئے ملک الموت کی منت کرنے

سکو سمجھاتے نہین جلکے کسی دن ناصح
تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا مین نے کہان

روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے
حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

ہم کے میخانے مین تھے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بدقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی
عجب انداز سے مقتل مین اُنکی تیغ کین نکلی
زمانہ ہو گیا موجود جسد مہان کہا تو نے
تعلی مین کمی کی کب ہماری طبع عالی نے
خدا کا شکر وہ بُت نزع کے دم دیکھنے آیا
دکھایا لطف نقش مشکبو مین طرفہ افشان نے
وہ کشتہ تھا حسینون کا کہ میری خاک تربت پر
وہ کیا پردے سے نکلے پیرہن کو جسکے غیرت ہو
جو بجلی ابر مین چمکی کبھی قیس حزین سمجھا
وہ تھا غم دوست سنگ جفے رگ دون جب بُت انجھیر
سوال وصل اُس بُت سے کیا لیکن مین ڈرتا ہون

کبھی بیٹھی کبھی اُچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی
ہوا نابود عالم جب ترے منھ سے نہین نکلی
بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی
نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی
شب دیجور مین کیا چاندنی اے مہ جبین نکلی
کسی نے کوئی بویا تخم شاخ یاسمین نکلی
ہوا چین بر جبین دامن جو دیکھی آستین نکلی
سیہ خیمے سے باہر لیلی محمل نشین نکلی
شکست شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی
سے ہے گی لیک پتھر کی اگر منھ سے نہین نکلی

خم جو پھا جائین تو سمجھین کہ کوئی گھونٹ اترا | کیا پئین ہم سے خرابات نشین تھوڑی سی

بیتین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دل مین پھر غبار آئے
عجب نہین ہے کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پئے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
انھین نے بھی یہ سُنا ہم بہت پکار آئے

تڑپنے مین گور کے پھینک آئے اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اُتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایک بار بُلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایک بار آئے

ہم تو جان بھی سینے مین ای تو نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین سے گئے
در دولت سے جو مدار آئے

جو دونون سے عداوت کو کو بلین بھوٹین
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

انھین جان مین نہ قائل ہوا استادون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہو دلمین کیا گھر تمہاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہے چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہو نصیب زاہد مین
حصول کیا ہے جو مطبخ مین روزہ دار آئے

جو ترک غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان کے آپ بڑے لینے دستدار آئے

تماہگاردن کا جو رنگ کھیل ہے اُنکا
اِدھر اُدھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے

جلا ہون یہ فلک سرد مہر کے ہاتھون
لگاؤن ہاتھ تو کافور کو بخار آئے

کہان فلاح کہ اب چاہتا ہی چرخ دنی
در بخیل پہ حاتم امیدوار آئے

یقین ہی ذکر کرنے میری جوشش وحشت کا
جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئے

رہے سلکے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جُدا اُٹھے جُدا بیٹھے جُدا آئے جُدا ٹھہرے

غبارِ رنگ آرایش سے روشن دل مبرّا ہین
کفِ آئینہ پر ممکن نہین

نکالے جاتے ہین ہر روز اُسکی بابِ خاطر
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپِ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن یہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

فنا کیسی بقا کیسی جب اُسکے آشنا ٹھہرے
کبھی اِس گھر مین آ نکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھہرے

نہ ٹھہرا وصل کاش اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہانتک دل مرا تڑپے کہانتک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

ترے خنجر بھی منھ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

انھین قسمت حسینون کی بُرائی بھی بھلائی ہے
کرین چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز اُلفت مین
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھولدی آئینۂ وحدت نے دونون کی
نہ تم ہمسے جُدا ٹھہرے نہ ہم تمسے جُدا ٹھہرے

دلِ مضطر سے کہدو تھوڑے تھوڑے جب مزے چکھے
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شبِ وصلت قریب آنے نہ پائے کوئی خلوت مین
ادب ہمسے جُدا ٹھہرے حیا تمسے جُدا ٹھہرے

اُٹھو جاؤ سدھارو کیون مرے مردے پہ روتے ہو
ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے اے دردِ یون مجکو
کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضاے دوا ٹھہرے

کبھی جی بھر کے وصلِ یار کی لذّت نہین اُٹھی
کوئی دم اور آغوشِ اجابت مین دعا ٹھہرے

خیالِ یار آنکلا مرے دل مین تو یون بولا
یہ دیوانون کی بستی ہی یہان میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقتِ بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزارون سیکڑون مین دردوغم دو آشنا ٹھہرے

سوزِ جگر سے شمعِ شبستان بغل مین ہے
داغون کی روشنی سے چراغان بغل مین

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی تو قوس قزح بنکر سر چرخ بریں نکلی

تصور بسکہ تھا دل مین امیر اُس روے زیبا کا
پری بنکر ہمارے مُنھ سے آہ آتشین نکلی

رند خراب تیرا وہ مے پیے ہوے ہے
مدت سے جان جسپر زاہد دیے ہوئے ہے

کس شان سے وہ میکش آتا ہو میکدے مین
قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہے

آتا نہین نظر کچھ گو سامنے ہے اُس کا
کیا بیچ مین تحیّر پردہ کیے ہوئے ہے

ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساعی
رشتہ کھنچا ہے سوزن منھ کو سیے ہوئے ہے

پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوارو
جمشید بھی پیالہ اس کا پیے ہوئے ہے

حرمت مین دخت رز کی اصرار ہے جو اتنا
یہ بات کیا ہے رند و واعظ پیے ہوئے ہے

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار تجکو
کب سے دھنی وہ تیرے در پر دیے ہوئے ہے

دل عاشق مین کیونکر عکس روے دلربا ٹھہرے
جمال آفتاب آئینہ شبنم مین کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرے تو قسمت پیچ دے پرکار کی صورت
قدم ہو اک اگر اپنا روان تو دوسرا ٹھہرے

جو چشم غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا
تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم نہ کچھ اے خود نما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ڈاک پر اپنا
عزیز احباب پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہل محشر کی
جدا اک ایک ٹولی حسرتون کی ہم جدا ٹھہرے

نہ سے حسرت نکالے ہم گئے جب کوے جانان سے
بہت مڑ مڑ کے دیکھا دیر تک رو رو کے جا ٹھہرے

قضا سیلاب طوفان روح اک کشتی ہے بے لنگر
رکے رونے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرانے سے کیا ٹھہرے

زمین کوے جانان بھی عجب بھیس تھا تختہ
جہان ٹھہرے ہمارے پانون مثل نقش پا ٹھہرے

امام سبحہ کے مانند ہم اُس بزم کثرت مین
جو ٹھہرے سب مین ملکر بھی تو سب سے پھر جدا ٹھہرے

کمال عجز ہمکو نے اڑا اوج رسا بے پر
ہوئے بے بال و پر تو ہم نگار دست دعا ٹھہرے

تیرے گریبان کے اگر ملک مین اے حور نہین
باغ فردوس مین یہ قصر گہر کیسکا ہے

عکس آئینہ صفت ربط ہی منھ دیکھے کا
خوب واقف ہون مین دل مین ترے گھر کیسکا ہے

لاکھ لاکھ اس شہ خوبان کے ہین احسان امیر
عشق منزل تلک اس طرح گذر کیسکا ہے

دیر مین کون ہے کعبے مین گذر کیسکا
یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کیسکا ہے

تیر پر تیر لگاؤ نہین ڈر کیسکا ہے
نہ کسکا ہے نہ مری جان جگر کیسکا ہے

ہمسری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور
شور مصر کو کنعان سے سفر کیسکا ہے

تندرستون نے قضا کی ہوسے بیمار صحیح
پہلے کیا جانیے دنیا سے سفر کیسکا ہے

خوف میزان قیامت نہین مجکو اے دوست
تو اگر ہے مرے پلّے پہ تو ڈر کیسکا ہے

جھانک کر میرے سیہ خانے کو کہتا ہے یہ ماہ
تیرہ الظلمت للہ یہ گھر کیسکا ہے

دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کیسکا ہے

کوئی آتا ہے عدم سے تو کوئی جاتا ہے
سخت دونون مین خدا جانے سفر کیسکا ہے

چھپ رہا ہے قفس تن مین جو ہر طائر دل
آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کیسکا ہے

کھول کر منھ کو مری گور مین مانند عروس
بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کیسکا ہے

خلد بے شبہ خدا دیگا بنی آدم کو
باغ مملوک پدر غیر پسر کیسکا ہے

نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
پھل سے مطلب ہے کیا کام شجر کیسکا ہے

لاش زیر شجر کوچۂ محبوب گڑی
عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کیسکا ہے

صید کرنے سے جو ہے طائر دل کے منکر
کماندار ترے [illegible]

شوق ہوتا ہے عمارت کا تو کہتی ہے عبرت
کہتی ہو لو رہیگا نہ یہ گھر کیسکا ہے

اسیری حیرت کا شب وصل ہے باعث ہی امیر
رہ نہ زانو ہون کہ زانو پہ یہ سر کیسکا ہے

کیا خوف ہی جو دفترِ عصیان بغل مین ہے
آنکھین سلامت اشک کا طوفان بغل مین
رم کھٹک جو ہوتی ہے سینے مین بار بار
شاید بچلے دل کوئی پیکان بغل مین
کیا خوف خم اُلفتِ مژگان مین دل ہے شبیہ
یہ تیر کھائے ہین کہ نیستان بغل مین ہے
تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا
روشن یہ ہے کہ مہر درخشان بغل مین ہے
آئی بہار شہر مین کس جا نہین خوشی
ہر طفل باغ باغ گلستان بغل مین ہے
واقف ہین زاہدان ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتون کا پڑھتے ہین قرآن بغل مین ہے
واعظ کتاب وعظ یہ ہے تو کیا ہوا
بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل مین ہے
کس منھ سے جاؤن داور محشر کے سامنے
شرم آتی ہے کہ دفتر عصیان بغل مین ہے
کافی ہین روشنی کو مجھے داغہاے دل
طاؤس کی طرح سے چراغان بغل مین ہے

شاعر ہین اس زمانے کے دریوزہ گر آسی
نکلے ہین بھیک مانگنے دیوان بغل مین ہے

گردباد اُٹھ کے سراپردۂ در کسکا ہے
اے جنون خانہ بدوشی مین یہ گھر کسکا
جلوہ خورشید مین یہ پیش نظر کسکا ہے
خاک دامان سحر رخنۂ در کسکا ہے
توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا
کیا خبر تجھکو کہ یہ دل یہ جگر کسکا ہے
اس طرف منھ نہین کرتا ہی جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار اُدھر کسکا ہے
تو ہی یان رہنے کو آیا ہے نہ مین او غافل
جو ہے دُنیا مین مسافر ہے یہ گھر کسکا ہے
برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین
آرزومند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہے
طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کسکا ہے
دل کے سو ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منھ کو
ضبط سے آہ نہ نکلے یہ جگر کسکا ہے
اُسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کسکا ہے
ل بھی منزلِ حق ہے کبھی بت کا
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے یہ گھر کسکا ہے

شراب خانے کو ہے قصد تیرے وحشی کا
سبو کے ہاتھ مین خشتِ خمِ شراب ہے
خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو
بلند بام سے کیونکر نہ آفتاب ہے
رہِ خطا مین بھی چلیے تو راستبازی سے
مدام زیرِ قدم جادۂ صواب ہے
غش آئیگا مجھے دیکھا جو دختِ رز کا جمال
قریب ساغر سے شیشۂ گلاب ہے
یقین ہے تاب نہ لائے حرارتِ دل کی
جو دو گھڑی مری بالین پہ آفتاب ہے
قصورِ نفسِ لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم موردِ عتاب ہے
ملا نہ محفلِ جانان مین ہمکو اذنِ نشست
بہ رنگِ شمع خجالت سے آب آب ہے
مبارک ابلقِ ایام ترک گردون کو
اُسی کے ران کے نیچے یہ بد رکاب ہے
خیالِ رخ یہ بندھا ہمکو عشقِ گیسو مین
کہ شب کو دن کی طرح رو بافتاب ہے
حریصِ دولتِ دُنیا کا دل ہوا کیا خرسند
گذر ہو جسکا حسین وہ گھر خراب ہے

خطاب ہے لبِ ساغر کا محتسب ہے امیر
پھرا جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یارِ دلستان سے
نیا روز ایک دل لائین کہان سے
بگولے خاک سے لپٹے ہین اتبک
نہ مر کر بھی دبے ہم آسمان سے
حسین سب بیوفا ہین حضرتِ دل
وفادار آپ لائینگے کہان سے
ادھر دیکھو حیا کیسی شبِ وصل
اُٹھاؤ بھی یہ پردہ درمیان سے
خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے
جواب بوسہ لب سے ہے انکار
کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے
نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ جاؤ
خدا حافظ سدھارو تم یہان سے
خیالِ قامتِ محبوب آیا
مین جی اُٹھا قیامت کے بیان سے
کہان دیر و حرم مین عشق مشرب
یہ لوگ آزاد ہین قید مکان سے

جہان مین ہم کوئی دم صورتِ حباب رہے — خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے
فراقِ نرگسِ میگون مین ہم خراب رہے — تمام عمر سیہ مست بے شراب رہے
نہ مجکو آئے نہ اُنکو حساب بوسون کا — یہ لین دین الٰہی علے الحساب رہے
نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل — خیال موت کا لازم ہے وقتِ خواب رہے
پھنسے حساب مین روزِ حساب اہلِ حساب — حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب رہے
وصال مین بھی نہ دیکھا بُرا ہو غفلت کا — ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے
غرض ہے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے — یہ سب رہین نہ رہین عالمِ شباب رہے
وہ لوہین جو حسینون کی بزم مین ہین طفیل — کہین حضور رہے ہم کہین جناب رہے
کرین نہ شکوۂ دیدار طالبِ دیدار — کلیم مین مدّت تلک خراب رہے
جلائے دل کو تو اچھی طرح سے آتشِ غم — مزا کچھ اُسمین نہین خام جو کباب رہے
خدا کا نور چھپانے سے چھپ نہین سکتا — نہان رہے وہ عیان مثلِ آفتاب رہے
بھر آئیگا دل میکش دیکھکر خالی — نظر سے دور ہی مینا بے شراب رہے

قطعہ

خدا نے تجھکو سلیقہ عطا کیا ہے بہت — ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب رہے
عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعویِ عشق — قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

امیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالمِ شباب رہے

جہان مین یہ نہین جو دور روز انقلاب رہے — یقین ہے شپرہ کے گھر مین آفتاب رہے
فراقِ یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر — پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے
وزیر کو سخنِ شاہ کا ہے فرض اعزاز — نبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے
کرم کرے وہ تو اناجو ناتوان ہم — تو نخل موم کے سائے مین آفتاب رہے

صورتِ آئینہ کیا ننگ بد وہ ہے کام
خط تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اُترا
کس قدر چست مرا جامۂ عریانی ہے

لطف ساقی سے حکومت ہو زمانے کی نصیب
کشتیِ مے مجھے اورنگِ سلیمانی ہے

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنیِ مطلعِ ابرو تو بتا دین مجھکو
تیری نظرون کو جو دعوائے سخندانی ہے

مجمع عام مین نکلے عبث اے پردہ نشین
ایک گوارا تری تلوار کی عریانی ہے

دیکھکر نقش قدم کو ترے کہتا ہے فلک
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے

باڑھ پر آئے تو بے موت مرین حضرت خضر
گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

کم نہین آئینہ خانے سے یہ سب بزم جہان
ئے اک عالمِ حیرانی ہے

جلوۂ شاہد رحمت ہے گناہون سے امیر
دُرۃ التاج کرم اشکِ پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے گرانا توان رہے
پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہان رہے

پامال سرکشون کے ہے ہم جہان رہے
دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان رہے

خنجر کو رکھ کے زخم مین اس ترک نے کہا
ایسے دہن مین چاہیے ایسی زبان رہے

ممکن نہین کہ دل مین چھپے عشقِ زلفِ یار
آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے

کعبہ بھی چند روز رہا ہے صنم کدہ
بندے خدا کے گھر مین بھی بت میہمان رہے

تا حشر انکو ناز مبارک سبھے نیاز
مانند عشق حسن بھی یارب جوان رہے

یارب چھٹین نہ زلف سے ہم عاشقونکے دل
آباد مومنون سے یہ ہندوستان رہے

دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست
ہر خم کی خیر مغ کی سلامت دکان رہے

دو روز بتکدے کی بھی کر آئین چل کے سیر
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے

دل مین سوا خدا کے نہین جانے غیر خوف
خلوت کے واسطے بھی تو کوئی مکان رہے

خطِ قسمت مٹے جبتک نہ لے دل	جبین اُٹھے نہ اُسکے آستان

اُسکو نہ دردِ دل سُنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان

ایک دن یاد کرے گا غمِ دلدار مجھے	دیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے
عیشِ بے رنج کہان غمکدۂ عالم مین	نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے
تیرے جلتے ہی جبکہ نے کیا دفن ہی روح	تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے
سیل سان جوش مین اُٹھکر جو مین پہونچا در تک	خوف سے بیٹھ گئی دیکھ کے دیوار مجھے
گر پڑا دیکھ کے چاہِ ذقن اُس یوسف کا	دل گیا گوشۂ خلوت سرِ بازار مجھے
روز محشر درِ جنت پہ جو دیکھا رضوان	آگیا یاد سگِ کوچۂ دلدار مجھے
لال کردونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہے	منھ پہ چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے
آنکھ کہتی ہے یہی دل سے کریگی برباد	خواہشِ وصل تجھے حسرتِ دیدار مجھے
کیا قیامت سے ڈرون عاشقِ قامت ہون مین	ایسے فتنے نظر آئے ہین کئی بار مجھے
سچ ہے مرجانے سے بڑھجاتی ہے انسان کی قدر	دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے
جوہرِ تیغ سے دام مین وہ طائر ہون	مشتری ذبح کرے گا سرِ بازار

نہ نکلا تو وہ تھا ساتھ زمانے کے امیر
رک رہا جان کے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعتِ روزِ ازل بے سروسامانی ہے	خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے
کون کہتا ہے اُسے برق چمکتی ہے جو برق	کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہے
زلف بڑھکر نہین آتی ہے قدم تک تیرے	قدِ آدم مری تصویرِ پریشانی ہے
محوِ نظارۂ قاتل ہون مین ایسا دمِ ذبح	آنکھ ہر اک داغِ بدن دیدۂ قربانی ہے
ہاتھ مین نامۂ اعمال کی جا روزِ جزا	یعنی بخشش کی سندِ داغِ پشیمانی

لے آہ کردیہ کہان تک مخالفت | یا ہم رہین زمین پہ یا آسمان رہے

ہوتا وصال ذرۂ و خورشید کیا امیر
چار آسمان آٹھ پہر درمیان رہے

گلشن مین سرو فوج مین مثل نشان رہے | عالم مین سربلند رہے ہم جہان رہے
یارب حیلے شہرۂ حسن بتان رہے | نیچی نظر سے حسن کی اونچی دکان رہے
لازم ہے اُنکے رخ پہ نمود خط سیاہ | ممکن نہین کہ آگ کے نیچے دھوان رہے
حاتم کا داستانون مین اب تک ہے تذکرہ | وہ کام کر کہ نا[illegible]ن رہے
نیرنگ اُنکی شان تجلی کی دیکھئے | لیتے ہوئے عیان کہ نظر سے نہان رہے
زیر زمین بھی آہ کی عادت ضرور ہے | قابو مین تا کلید در آسمان رہے
[illegible]ش مین مجھ سے ہو یہ تقاضائے اضطراب | کھٹکا ہو جس شجر مین وہین آشیان رہے
مجھسا نشانہ ڈھونڈھتی ہو پھر تیر یار | کیون رات دن نہ پشت خمیدہ کمان رہے
یون بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تما[م] | کشتی مین جیسے ساکن کشتی روان رہے
آیا کبھی ہمانہ سگ یار اس طرف | برسون لحد مین ڈھیر مرے استخوان رہے
اب دیکھین کیا دکھائے نشیب و فراز دہر | اب تک تو جس زمین پہ رہے آسمان رہے
بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہو[ئے] | ہم نبض دست شل کی طرح سے روان رہے
بیڑہ ہو پار عشق شرہ مین کٹے جو عمر | خنجر کی دھار پر مری کشتی روان رہے

صیاد ادھر خلاف اُدھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیان رہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آ[ئے] | اُس طرف جھوم کے گلزار مین بادل آئے
طالب مرگ بھی ہین منتظر یار بھی ہین | دیکھئے کون شب ہجر مین اجل آئے
سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھکر قاتل | تیغ مین بال کمر مین نہ تری بل آ[ئے] [illegible]

چشم کحیل یار نے دم بند کر دیا
سرمے کی گرد مین سے نکلے نہان رہے

مانند مردمک اُسے آنکھون مین دین جگھ
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے

مین ہون حباب مجکو تعلّی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے

اخفا طبیب سے ہے تپِ عشق کا ضرور
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے

لازم ہے ذکر دوست مناسب ہی ذکر دوست
جبتک بدن مین جان دہن مین زبان رہے

ہستی مری مٹا نہ سکی نسیمؔ آہ
وہ ذکر خیر ہون کہ جو وردِ زبان رہے

پوشیدہ نظر سے جوہر حسن بتان رہے
پنہے دھوئین مین آپنے یہ شعلے نہان رہے

سجھ مین ہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
قالب مین رہ کے روح کی صورت نہان رہے

ہم غافلانِ دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے

ہے حسن مین بھی معنی روشن کا خاصہ
دل مین عیان ہے وہ نظر سے نہان رہے

دیر و حرم مین سجدہ درِ دوست پر کیا
تھے آستانِ یار پر حاضر جہان رہے

انسان کو چاہیے کہ دلو نمین جگھ کرے
بو ہوکے اس چمن کے گلون مین نہان رہے

غربت مین موت آئی ہو تربت بھی خام ہو
کچھ بیکسی کا بعدِ فنا بھی نشان رہے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمھارے گھر
لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب گرا جب مین بیقرار
مشکل ہے اب زمین تہِ آسمان رہے

تکلیف سے خضاب کی ہمکو نہ اے ہوس
کچھ روز دن پیر بھی سہی برسون جوان رہے

لیستی پہ ادب سے نہ کی آنکھ سامنے
کتنے درست ہوش دمِ امتحان رہے

شبنم ہمین خدا نے بنایا ہی تجسکو مہر
تیرا جو ہو ظہور تو پھر ہم کہان رہے

راضی ہین ہمکو پھیر کے منھ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤن بھلا کہان سے دل بے ملال مین
غمکدہ تو یہ ہے غم کہان رہے

توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
سر سے اوڑھونہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے
پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے
خوب ہی مجھ پہ برستے ہوئے بادل آئے
نہ لگے گھونگھٹ کہین چہرے پہ آنچل آئے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول قسمت مین لئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط

کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوش گریہ بے اختیار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ
آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
تاثیر آہ وزاری شبہائے تار جھوٹ

آوازۂ قبول دعائے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
جب آزماییے تو نہ یہ سچ نہ وہ بجا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی انیا
سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون دروغ
ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ
ہان دل کے پیچ و تاب سے سوز جنون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے طراوش خون جگر غلط

ہین سب بناؤ یہ ہمین فقرے نہ دیجیے
ساقی صبیح ہو تو صبوحی نہ پیجیے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دودم پر پڑ جائے
ایک دو اُسکو نظر صورت احول آئے

ہجر جانان مین کہان صورت آرام نصیب
ڈنک اُٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوش وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پر ہون دل اہل تماشا پامال
[illegible]و طاؤس کو تیری سی جو چھل بل آئے

وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہے یاد
آج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجکو
درد سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین روز کے جینے پہ ہے ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دود آہ دل پر سوز جو ہم نذر کرین
چشم جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شب
ہر قدم غول دکھانے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک زبانین نہ رہین کانٹون کی
پاؤن چھالے کئی لیے ہاتھ مین چھاگل آئے

لوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالۂ آہ
ہے عجب شاخ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشق زلف سیہ یار نے مارا ہے امیر
[illegible] کیون گور پہ بادل آئے

درد عارض ہو دوا کو تو [illegible] کل آئے
پاؤن گھس جائین جو سرتک مرے صندل آئے

دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے

ہاے ضعف آج اگر منھ سے نکالون آواز
جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے

واہ رے شوق شہادت جو قیامت آئی
لوگ محشر کو [illegible] ہم سوے مقتل آئے

کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
دیکھو عارض پہ کہین بہ کے نہ کاجل آئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیا
مرکے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے

وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دل کو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آئے

سر پیٹیں آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا
ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اُڑانی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تلملیے
کیا فرض ہے کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے
فقرون مین ہم نہ آئین گے گو خاک چھانیے
آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیے

ہے نظم و نثر اہلِ سخن سربسر غلط

اُس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا
کہتا نہ تھا اسیر کہ اظہار ہے بُرا
الزام اُٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزار ہا
یہ کچھ سُنا جواب مین ناظم ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوے اُلفت مگر غلط

رُباعی

گھر کھُدنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رُخصت ہو کر
روتی ہے لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے

رُباعی

ہر گھر مین شرابی ہے الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر
ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ
کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رُباعی

زاہد ہو کر جو شغل مَے چھوڑ دیا
فریاد ہے مجھ شکستہ دل کی یارب
اللہ رے فسادِ خون بدن چھوڑ دیا
توبہ کی دُرستی نے مجھے توڑ دیا

رُباعی

اورون کو تو دُنیا مین قضا نے مارا
پر صورتِ مرگ و زیست اپنی ہے جُدا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
اُس لب نے جلایا تھا ادا نے مارا

رُباعی

دوڑا ئیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے		آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
	عشقِ مجاز و چشمِ حقیقت نگر غلط	
تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین		صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین		بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین
	اظہار پاک بازی و ذوقِ نظر غلط	
بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرمیان		کرتے ہین مہر جب کبھی ہوتے ہین مہربان
ہم بر سرِ زمین ہین وہ بالاے آسمان		لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان
	احمق نہین ہم اُسکو نہ سمجھین اگر غلط	
صاحب کہو دبات کہ ہو کچھ تو دل نشین		جسکا نہ سر نہ پانون ہو اُسکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہی بندہ نواز انتہا کہین		سینے مین اپنے جلتے ہو تم کہ دل نہین
	ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے اُنکی کمر غلط	
شیطان بھی بھلا رے فریبِ کمات ہے		تم دن کو دن کہو تو مین سمجھون کہ رات ہے
اظہار ذوقِ قتل کی ساری یہ گھات ہے		کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے
	سینے کو اپنے اسکی سمجھنا سپر غلط	
تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانونگا مین کبھی		کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہے دل لگی
نادان بنا رہے ہین ہمین آپ واہ جی		مُٹھی مین کیا دھری تھی کہ جسکے سپرد کی
	جانِ عزیز پیشکش نامہ بر غلط	
عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام		صاحب یہی ہے مکر تو بندے کا ہی سلام
یہ کون بک رہا ہے اگر ہم ہوے تمام		پوچھو تو کوئی مرکے بھی کرتا ہے کچھ کلام
	کہتے ہو جان دی ہی سرِ رہگذر غلط	
مطلب یہ ہے کہ لوگ کہین لو وہ مرگیا		بیڑے مین عاشقون کے عجب کام کرگیا

آرام کہان دشت مین ہم لیتے ہین
تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی
آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین
جلسے دہین رندان خوش اوقات کے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سنتے سنتے
زہاد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے
بگڑے ہوے کیا کام بناتے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس
تا خیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے
دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر شل نسیم
آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمین گلشن سے ابھی ہاتھ لگے
کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو
گر پھول نہین تو پنکھڑی ہی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نام خدا لکھا ہے
القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
ملجائے یقین ہے مرض غم سے نجات
نامہ نہین تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

مٹ جاؤنگا غم مین جان کھوتے کھوتے
اس رنج سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہی شمع صفت اگر یہی سوزش دل
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

گھر سے مین تو شب وہ ماہ سیما آیا
چلمن جو اُٹھی ہوئی تھی آتی تھی ہوا
اُسپر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چھُڑوا دیے پردے تو پسینا آیا

رُباعی

زیبا ہے جو دَم بھرتے ہین مردم اُسکا
کیا تیغ دو دم ہے اُسکی تحریک دو لب
قتّال زمانہ ہے تکلُّم اُس کا
کیا نیمچہ ہے نیم تبسّم اُس کا

رُباعی

مُشکل سے تجھے او گُلِ رعنا پایا
دنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
کونین مین پھر گو ترا کوچہ پایا
صُغرا کبُرا سے یہ نتیجا پایا

رُباعی

آنکھون سے ہے رنگ مَے پرستی پیدا
کچھ حاجت مے نہین کہ ہے آپ سے آپ
پلکون سے ہے شان پیشدستی پیدا
اِن پتلیون سے ہے سیاہ مستی پیدا

رُباعی

سُنتا ہون ہوا جلوہ نما عید کا چاند
وہ ابروے پُرخم نظر آئے جو مجھے
ہے اُسکی جُدائی تو کجا عید کا چاند
البتہ یہ سمجھون کہ ہوا عید کا چاند

رُباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجکو گردون
دل زندہ جاوید ہے مُردا ہو کر
گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رُباعی

ایسا ہون مین باوفا جو ہون کشتۂ ناز
وہ شانہ یقین ہی ہمہ تن ہو کے زبان
ہڈی سے بنے شانہ بس سوز و گداز
دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رُباعی

ٹھنڈے یاروں سے گرمجوشی کیسی — گندم دکھلائے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھیں جو پھری ہیں ہم سے نظر — صدقہ آنکھوں کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جانِ جہان یہ بیوفائی ہم سے — اغیار سے اخلاص رکھائی ہم سے
بیگانہ روش بنیٹھے ہو اس طرح الگ — گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر میں جو آزردہ تمھیں پاتا ہوں — کچھ دل میں نہیں دل کو سمجھاتا ہوں
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر — سچ کہدو کبھی میں تمھیں یاد آتا ہوں

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اُٹھائے ہم سے — تمنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچھتاؤگے آخر کو کہے دیتے ہیں ہم — دُنیا میں کہاں چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو — بالفرض کہ آبِ زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھیں تمکو — لیں نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باہمم شرف الدولہ ذی حشم — جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ
تشبیہ نقش پاے مبارک سے دوں اگر — چھکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
فیض قدم سے راہ میں گوہر بنے خذف — ذرے ہوں آفتاب پڑے جس طرف نگاہ
رونق تھی پادشاہی اختر نگر کی اور — جبتک کہ آسمان و زمانہ رہے تھے دو ماہ
اچھوں کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہی جہان میں — یہ آسمانِ جاہ تو اولاد مہر و ماہ

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم مجرم
ساماں یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رُباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
نکلے اُلفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہے منصف یہ کہین
شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رُباعی

گھر سے وہ بر آمد کبھی در تک نہوئے
تجھکو کیے منظور نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
قاصد کی خبر سُنی خبر تک نہوئے

رُباعی

آئی ہے شبِ ہجر رُلانے کے لیے
مین ایک نہین سب کے مٹانے کے لیے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لیے

رُباعی

کیا تیری جدائی مین ستم دیکھتے ہین
دیکھے نہ وہ دُشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
اُس ظلم پہ اِس جور پہ خاموش رہے
ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رُباعی

خواہانِ طرب ہین جسے اِدراک نہین
آرام تہِ گنبدِ افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش
جز دُردِ تہِ جام یہان خاک نہین

رُباعی

غائب بہت اے جان جہان رہتے ہو
مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دل مین ہو تم
معلوم نہین یہ کہ کہان رہتے ہو

رُباعی

مولوی ملا دیعلی والا گہر عالی نژاد
ہے سرشتِ پاک آبِ کوثر و تسنیم سے

موجدِ اندازِ تحریرِ طلسمِ لکھنؤ
اور وصف انکے ہین باہر حیطۂ ترقیم سے

نظم اک غنچہ ہے اُنکی بوستانِ طبع کا
نثر اک گل ہے بہارِ روضۂ تعلیم سے

اب ہوئے ہین مخزن اخبار مین گوہر فشان
ہونگے مفلس مالدار اس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہشت اقلیم سے

ایضاً

فکرِ تاریخ نمودم چو برائے مخزن
گفت در گوشِ دلم ہاتفِ از غیب سخن

چار بر گیر بتعداد حروف از مخزن
نصف یکبار بیفزا و دو بارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

چو اُمِ منشیِ دیوان اکرم
اکرم احمد چو مقبولِ خدا باد

سفر اندر صفر فرمود زین دہر
بجنت ہم چو زیب تا کشتی تو تیا باد

جہان از رحلتش ویران شدہ خلد
بیمنِ مقدمِ او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیرِ دامن خیر النساء ہ باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب معلے القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفٰے آباد عرف رام پور

مبارک ہو اے شاعرانِ سخندان
چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان

فصاحت بلاغت نزاکت لطافت
معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان

ہین رنگ دیو سے باغ شرف دختر و پسر — دونون دُرِ یگانہ دریاے عزّ و جاہ
دونون کی شادیان ہوئین ایوان نے لی زیب — گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ
عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب — محروم ایک فیض حضوری سے خیر خواہ
لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر — مشہور ہے جہان مین کہ دل سے ہے دل کو راہ
دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی — اشعار کچھ زبان پہ آئے دمِ پگاہ
وان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم — دی ہاتف نے صدا کہ مبارک کرے الٰہ
پایا ہے اس چراغ سے اس شمع نے فروغ — اُس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
گل کو قریب نرگسِ شہلا کے لے گئی — نرگس کو لائی گل کے قرین بادِ صبحگاہ
تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیر — یہ ہے قرین بزہرہ و زہرہ قرین ماہ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت — جن کے رُخ سے مقتبس ہر بار چاند
اُنکے دو لخت و طفل دونون ارجمند — ایک سورج ایک بے تکرار چاند
عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا — آئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن — لوٹنے کو دُرِ غلطان کو میانہ مل گیا
لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان — مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا
دانت شرما کر نکل آئے صدف کے بحر مین — موج کو زلفِ پریشانی کا شانہ مل گیا
کیا صفا ہے جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے — ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا
محوِ حیرت اُڑ کے جا بیٹھا نہال فکر پر — مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا
بندش صاف آئنہ ہو خود نمائی کے لیے — شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا
حال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر — جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

یہ بدیہہ ہوگئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تمہید جشن صحت بندگان والا مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر باداے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبانِ شاہد عیش
کہ ہوئی صبح عید شام اُمید

عید کا چاند چرخ پر نکلا
مل گئی قفل آرزو کی کلید

دور دور قرانِ سعد آیا
ہین ہم آغوش مشتری ناہید

یوسفِ عہد کو ہوئی جو شفا
مرتبے مین ہوئی دوبالا عید

دونون ہمرنگ کی اسے کیسے
جشن صحت ادھر اُدھر ہے عید

عید سے عید ہو خوشی سے خوشی
ہے عجب ساعتِ سعید و حمید

اصل مقصود جشن صحت ہے
عید ماہِ صیام ہے تمہید

دُھوم ہی ہر طرف مبارک ہو
وصل میں وصل اور دید مین دید

ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم
کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید

دیکھکر بخشش و نوال حضور
چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید

جوڑے زہرہ و شو نے وہ پائے
اطلسِ چرخ جنکے آگے مرید

فکر تاریخ کی جو مین نے امیر
کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم
جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعۂ تاریخ جشن صحت

شرف وان مہر کو ہی یان عروجِ ماہِ دولت ہی
عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے

آمیر اُنکی تاریخ کہنے کے خاطر	ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان

ندا غیب سے اُسکے کانون مین آئی
کہ انکار نواب یوسف علیخان

قطعہ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمائش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی | ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیے
تاریخ مین آمیر تکلف ہے کیا ضرور | راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب جب کہ سر ھوین ہے | کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو آمیر | رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا

قطعہ تاریخ تہنیت سواری حضور پُر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہٗ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی | پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اُسکی سواری کا تزک | چشم نرگس بن کے شرمائی بہار
آمد آمد جب سواری کی ہوئی | دھوم اُٹھی آئی بہار آئی بہار
رنگ یہ اُسکی سواری کا جما | ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
چلتی ہے باد بہاری کے حضور | ہر قدم پر جبہہ فرسائی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین | بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

نور سے طور ہو گئی کوٹھی
پرتوِ حسن نے یہ چمکایا

کیوں نہ خوش ہوں محمدی مشرب
عہدِ خلقِ محمدی آیا

اس سلیمان نے خلق سے اپنے
خاتمِ دل پہ نقش بٹھلایا

جی اٹھا جس سے چار باتیں کین
رنگِ اعجاز تازہ دکھلایا

چھلک گئے خم کشان بزم سوال
جامِ جود و کرم جو چھلکایا

نئے سر سے جوان ہوا اقبال
نخلِ دولت مراد بر لایا

ہے یہ سرتاج تاجدارون کا
اس پر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے آمیر سال جلوس
دورِ فلاح خلق آیا

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین
جو فیضِ کبریائی سے جو مالا مال ہین

ڈھل گئی ہے نور کے سانچے مین تاریخ امیر
آفتابِ آسمانِ دولت و اقبال ہین

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رام پور

آن گرامی گوہر قدسی نفس
رحلت از دنیاے فانی چون نمود

گفت آمیر سخت جان سال رحیل
صاحبِ ایمان سراپا خیر بود

ایضاً

اللہ نے جو وصف عطا انکو کیے تھے
وہ آ نہیں سکتے ہین قیاس بشری مین

رحلت کی امیر انکی کہی مین نے یہ تاریخ
باللہ ملک تھے وہ لباسِ بشری مین

ترجیع بند

قاصدِ خوش خبر از رحمتِ غفار آمد
بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد

کسے سالِ ہمایون ہاتھ آتا ہے امیر ایسا	مہینا عید کا نوروز کا دن روزِ صحت ہی

قطعۂ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراقِ ناظمِ سحر بیان یوسف ثانی	جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریانِ من
آنکه جان رفت و دل از دست شد از دست رفته	نقش ما و جمله برهم زد سر و سامانِ من
تیره شد چون شامِ ماتم در نظر این خاکدان	چاک شد مانند دامانِ سحر دامانِ من
شکر نعمتهای او ایمانِ خود دانسته ام	ذکر او تا بوده ام بودست حرزِ جانِ من
بسکه از شور و فغانم محشری برپا شده است	هیبت شور قیامت هر نفس قربانِ من
گریه ام در ماتمش رنگِ فراوانی گرفت	می چکد طوفانِ نوح از گوشهٔ دامانِ من

بہر سال آن عزیز مصر دلہا گفت امیر
مسند آرای جنان شد یوسفِ دوران من

قطعۂ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفےٰ آباد عرف رامپور

آفتابِ سپہرِ حشمت نے	تخت پر جب جلوس فرمایا
فرطِ بالیدگی سے وقت جلوس	پایۂ عرش تخت نے پایا
قدسیون نے کہا مبارک ہو	فرشیون کے سرون پہ یہ سایا
سایہ اُس سایۂ الٰہی کا	ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تختِ دولت پہ ماہِ دولت نے	مہر ہو کر جلوس فرمایا
مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا	ماہِ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان دُرِ انجم	طبقِ ماہتاب مین لایا

ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلا کے سنائی کیسی | ہان مین ہان کوندھ کے بجلی نے ملائی کیسی

شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی | تھی تمنا جو تمھین آج بر آئی کیسی

ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرح کا جیسے کسی محبوب کی خو | شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سر مو

وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو | کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہے پہلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ چلے | خانقہ مین ہو جو زاہد سوے میخانہ چلے

مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے | زور جبتک کہ چلے بادۂ مستانہ چلے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہو زیر فلک جلوہ گری | ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہے پری

زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشائے تری | کشت امید ہوئی بادہ پرستون کی ہری

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر | صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے امید کے در | کہدو ہر کاروان سے میخوارونکو کردین یہ خبر

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

قطرہ زن آمد و باد ست گہر بار آمد — ہمچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اوسہی سامان نظر آتے ہین — جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہین
جھومتے ہین جو شجر سرد ہوا کھاتے ہین — رقص کرتے ہین تو طاؤس یہ چلاتے ہین

رو سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان مین نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی — پھر ہوا سرد چلی وجہ یہی اصلی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی — نہین معلوم یہ مقبول دعا کس کی ہوئی

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

لو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو — دیکھنے شاہد مقصود کے جوبن کو چلو
سیر کا وقت ہے گردان کے دامن کو چلو — بیٹھنا گھر مین مناسب نہین گلشن کو چلو

تند پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے — ہر روش ناچتے ہین مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہی زور گھٹا چھائی ہے — صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین مے کی دکانون کی خدا داد ہوئین — اڑ چلین تیلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
خاطرین قید غم دہر سے آزاد ہوئین — بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

مسجود اہلِ شرع ہو جبتک خدا کا گھر — جبتک نمازیوں کے جھکیں مسجدوں میں سر
جبتک کہ معتکف رہیں محراب میں بشر — جبتک وظیفہ خوان رہیں زاہد ہر سحر

یارب صدف انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر میں پھولیں پھلیں شجر — جبتک دماغ و چشم کو دیں نکہت و ثمر
[illegible] نسیم سے جبتک کہ ہر سحر — شبنم ہو گوش گل کے لیے جب تلک گہر

خندان گلِ مراد ہو فضلِ خدا رہے
نخلِ مراد میں ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابر تر سے چمن فیضیاب ہو — جبتک کہ ماہ آئینہ آفتاب ہو
جبتک صدف میں گوہر با آب و تاب ہو — جبتک کہ سنگ معدنِ لعل خوش آب ہو

ہر وقت درفشان کفِ جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

جبتک کوئی زمین ہو کوئی آسمانِ علم
جبتک کہ بحث علم کریں طالبانِ علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرزِ کلام عیسیِ معجز نما رہے

جبتک کہ فوجِ نجم پہ ہی تیغ مہر تیز — جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
اضداد اربعہ میں رہے جب تلک ستیز — جبتک دلوں کو آب کرے خونِ رستخیز

فرق حسود زیر سمِ باد پا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا رہے

جبتک جہان میں گردش لیل و نہار ہے — شب جب تلک کبھی کبھی دن آشکار ہے

رُخ جو ہین زردہ و گلنار نظر آئین گے
لالہ روصاحبِ آزار نظر آئین گے
جتنے زُہّاد ہین میخوار نظر آئین گے
زعفران زار چمن زار نظر آئین گے

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھو یہ کہ احوال یہان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے
کر سکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے میکش ہین اگر کوئی سُنا دے یہ پیام
کہ اُنھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین مُدام
دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
فیض سے اُنکے سُناتا ہی یہ تکو لبِ جام

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روزِ عید مسرت فزا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجعِ خلقِ خدا رہے
جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہلِ صفا رہے
مسجود جب تلک حرمِ کبریا رہے

قربان ہو تجھپہ عید سعادت فدا رہے
بالائے فرق سایۂ بالِ ہُما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے
جب تک جہان مین چار عناصر کی جا رہے
جب تک فروغ زہرۂ نورِ سہا رہے
جب تک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

مثلِ زمین سپہر ترے زیرِ پا رہے
سر پر مُدام سایۂ دستِ خدا رہے

خورشید تو وہ سب ترے آگے سُہا رہے
نام آورون کے نام رہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو
ہر روز زور بازوے قدرت زیادہ ہو
فرحت رہے مُدام مسرت زیادہ ہو
عالم ہو زیرِ حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظلِ رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانوٗن کو قوت نصیب ہے
کانون کو جب تلک کہ سماعت نصیب ہے
جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہے
آنکھون کو جب تلک کہ بصارت نصیب ہے

جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے
اُسکو کسی سے کام نہ تیرے سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان متعلقہ دامپور تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و نصیر
چھپا ہے مطبع مین دیوان امیر احمد کا
کرین مطالعہ اُسکا بدیدۂ انصاف
جو واسطے کو ہوئی فکر از پئے تاریخ
کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر
کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر
کھنچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر
کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان من تصنیف انیف افصح الفصحا امیر الشعرا اُستاذ الاساتذہ مقتدانا مولٰنا حضرت مغفرت منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ القدیر مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب الارشاد معلّے القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جنوری ۱۹۲۲ء بارہشتم طبع ہوا

جبتک کہ گرم معرکہ گیر و دار ہے
کچھ جبر جب تلک کہ ہی کچھ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوار ہے
اقبال حاضر در دولت سرا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہی بلبل کے دلمین داغ
جبتک ہی فاختہ کو تماشائے سرو باغ
پروانہ جب تلک کہ رہے عاشق چراغ
آشفتہ عشق مہ سے ہی تا کبک کا دماغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستہ زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
جبتک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

مثل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اُس کا جگر نشانہ تیر قضا رہے

جبتک صدف مین قطرہ نیسان گہر بنے
تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہی گل مین رنگ و بو
جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہی آب جو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہی چار سو
جبتک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے
اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

جہان مین حکم کا سکہ بٹھا دیا
نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
اس در بر گنج گوہر و سیم و طلا دیا
نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

قطعۂ تاریخ طبع سابق از مورخ کامل منشی بھگواندیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

یہ حضرت امیر کا دیوانِ جانفزا — شایع ہوا ہو نامِ خدا کیا بہ زیب و زین
عاقل ہو سال ہجری کی بیکار جستجو — لکھو بایں دل یہ کہ ہو نظمِ دلفریب ۱۳۱۳ھ

دیگر ولہ

سرور روان روح پرور یہ ہے — کلامِ امیرِ سخنور یہ ہے
گر فکر عاقل ہے تاریخ کی — تو لکھو عجب نظمِ دلبر یہ ہے ۱۳۱۳ھ

ایضاً عیسوی

چھپا منشی امیر احمد کا یہ دیوان کیا اعلیٰ — کہ ہر اک شعر اسکا بس فصاحت میں ہو بے ہمتا
عبث کرتے ہو عاقل فکرِ تاریخِ مسیحی کی — لکھو تم شوق سے زیبا عجب نظمِ معیشت زا